

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

خواتین کیلئے تقریریں کا انمول مجموعہ

بفیضانِ نظر

محدث اعظم پاکستان

حضرت محمد سردار احمد
مولانا

حُطَبَاتُ الْمَسَاءِ

المعروف
بہشتی دروازہ

محمد سعید القادری

790 نزدالاروڈ غلام محمد آباد نمبر 1 فیصل آباد
041-2692759 0300-7211978:

ناشر: نالج ڈیپارٹمنٹ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خواتین کیلئے تقریروں کا انمول مجموعہ

حضرت محمد سرور احمد
مولانا محمد سرور احمد
نصف صان نظر
محدث اعظم پاکستان

عظمت النساء



ناشر
نالچ ڈیپارٹمنٹ

P/790 نروال روڈ غلام محمد آباد فیصل آباد

0300-0312-0321-7211978

041-2644376

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب: خطبات نساء (صحیح) بہشتی دروازہ

مصنف: محمد سعید القادری

پروف ریڈر: حافظ قاری اسماعیل عاجز
حافظ قاری غلام اکرم رسول اشرفی

کمپوزر: سالک کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر

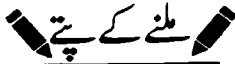
تعداد: گیارہ سو

سن اشاعت: 2011

طابع: محمد طیب

صفحات: 424

قیمت: 280 / =



محمد سعید القادری مکان نمبر 303/P صابری دو خانہ غلام محمد آباد فیصل آباد

ملک سنز تاجران کتب کارخانہ بازار فیصل آباد 5-4374-264041

شعبہ برادرز 40 اردو بازار لاہور 042-37246006

مکتبہ فیضان مدینہ 0306-7305026 والی کتاب گھ اردو بازار گوجرانوالہ
اندرون بوہڑ گیٹ نزد پیپلز والی مسجد ملتان 055-4441614

مکتبہ غوثیہ یونیورسٹی روڈ کراچی 021-4926110
احمد بک کارپوریشن قیون سٹی روڈ راولپنڈی 051-5558320

پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 خَالِقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ
 وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ۔

اظہارات

خطبات النساء المعروف بہشتی دروازہ

کی وجہ تالیف یہ ہے کہ مردوں کے لیے خطبات کی بیسار کتب شائع ہو چکی ہیں۔
 مگر خواتین کے لیے ایسی کتب نایاب ہیں۔

میرے رفقاء نے خواتین کے لیے تقریروں کا مجموعہ لکھنے کی فرمائش کی تو اللہ تعالیٰ کے
 فضل و کرم اور بیخ شہن پاک کی برکت سے رفقاء کے ولی ارادے کی تکمیل ہو گئی۔

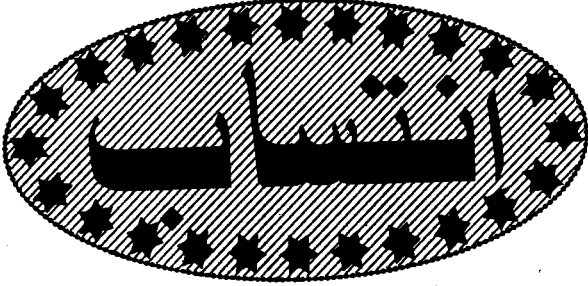
یہ حقیر سی کاوش خداوند کریم اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

میں اپنے تمام رفقاء کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے میرے ساتھ ہر طرح سے تعاون فرمایا۔
 اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

طالب دُعا

محمد سعید قادری

خُطَبَاتِ النِّسَاءِ



اس کاوش کو
سرور کائنات
جان کائنات
ایمان کائنات
روح کائنات

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

کی والدہ ماجدہ

حضرت سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کے نام گرامی سے منسوب کرتا ہوں

احقر.....☆ کدائے کوچہ آل محمد بقع

محمد سعید القادری

فہرست

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
1	تقریظات	7
2	موت کا منظر	10
3	شہادتِ حضرت امام حسین <small>ؑ</small>	39
4	کربلا سے مدینے تک	66
5	حضرت لؤب <small>ؑ</small>	78
6	احسن القصص (حضرت یوسف <small>ؑ</small>)	94
7	میلادِ مصطفیٰ <small>ﷺ</small>	124
8	معجزاتِ رسول <small>ﷺ</small>	142
9	فضائل والدین	161
10	حضرت سیدنا بلال <small>ؓ</small>	175
11	حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی <small>ؒ</small>	195
12	حضرت سیدنا ابوبکر صدیق <small>ؓ</small>	220

﴿242﴾	معراج النبی ﷺ	﴿13﴾
﴿267﴾	محبت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ	﴿14﴾
﴿280﴾	شب برات	﴿15﴾
﴿291﴾	فضائل رمضان المبارک	﴿16﴾
﴿310﴾	حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء ﷺ	﴿17﴾
﴿320﴾	فضیلت علم	﴿18﴾
﴿345﴾	فضیلت قرآن مبین	﴿19﴾
﴿360﴾	فضیلت نماز	﴿20﴾
﴿376﴾	حج بیت اللہ	﴿21﴾
﴿393﴾	ایصال ثواب	﴿22﴾
﴿405﴾	باہل دا وچھوڑا	﴿23﴾
﴿407﴾	اماں دا وچھوڑا	﴿24﴾
﴿409﴾	کربلائی سلام	﴿25﴾
﴿412﴾	دربار مصطفوی ﷺ میں سلام	﴿26﴾
﴿414﴾	دُعا	﴿27﴾

تقریظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آج ایک کتاب کے بعض مقامات کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جو قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی بہنوں کی تعلیم و تربیت کے لیے شائع کی جا رہی ہے۔

دو روزہ حاضر میں ایسی کتابوں کی بڑی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے یہ کتاب ایک بہترین کوشش کی حامل ہے۔ 416 صفحات اور 21 خطبات پر مشتمل کتاب اپنے قاری کو غور و فکر سے مطالعہ کرنے کی دعوت دیتی ہے۔

کتاب کا نام خطبات النساء جو ہشتی دروازہ کے نام سے بھی مشہور و معروف ہے۔ اس کتاب کے لکھنے والے حضرت مولانا محمد سعید القادری صاحب ایک خوبصورت، نیک سیرت، ممتاز خطیب کی حیثیت سے جانے پہچانے اور سلجھے ہوئے عالم ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور خواتین و حضرات کو زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔

سید محمد امین علی شاہ نقوی

مرکز یاہیٰ یا قلیوم

بستی امین شاہ والی۔ فیصل آباد۔ پاکستان

17 مئی 1927ء

اللہ محمد ﷺ چاریار
پنجاب باران نال اقرار

نقوی

یاہیٰ یا قلیوم

تقریظ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝

اَمَّا بَعْدُ

لَقَدْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيٰنَ

صدق اللہ مولانا معظمہ وبلغنا رسولہ النبی الکریم ﷺ

حمد و صلوة والسلام کے بعد عزیز دوست حضرت مولانا محمد سعید قادری صاحب کی

تالیف خطبات النساء المعروف بہشتی دروازہ کا ایک نظر سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔

خواتین کے لیے ایک کتاب میں اتنے زیادہ موضوعات کا جمع کرنا بہت مفید ہے

تاکہ وہ اپنے بیانات آسانی سے تیار کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ قادری صاحب کی کاوش قبول فرمائے اور اسے زیادہ سے زیادہ مقبول

ظاہر بنائے۔ آمین

افتخار

پروفیسر محمد جعفر قمر سیالوی

غلام محمد آباد۔ فیصل آباد۔ پاکستان

تقریظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

حضرت مولانا محمد سعید قادری صاحب میرے اُستاد بھی ہیں اور ہمارے علاقے کے خطیب بھی ہیں۔ میں نے آپ کی کتاب خطبات النساء المعروف بہشتی دروازہ کا مطالعہ کیا۔ الحمد للہ اس سے قبل ایسی کتاب میری نظر سے نہیں گزری جو خواتین کے لیے اُمتوں تحفہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے زور قلم میں اور ترقی عطا فرمائے۔ آمین

محترمہ نسیم اختر

ناظمہ..... مدرسۃ البنات۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا۔ سول کوارٹرز۔ فیصل آباد

تقریظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

میں نے حضرت مولانا محمد سعید قادری صاحب کی کتاب کا مطالعہ کیا۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ مصنف نے جن عنوانات کا چناؤ کیا ہے۔ وہ وقت کی اہم ضرورت ہیں۔ خواتین کے لیے تقریروں کا یہ مجموعہ ایک بے مثال عطیہ ہے۔ اس عظیم کاوش پر میں مصنف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

محترمہ عائشہ صدیقہ

بی اے ایف۔ مدرسۃ البنات۔ خوشیہ صابریہ۔ غلام محمد آباد نمبر 1 فیصل آباد

تقریر نمبر ﴿1﴾

موت کا منظر

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ۝ أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۝

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمِ وَبَلَّغْنَا رَسُولَهُ النَّبِيَّ الْكَرِيمِ ﷺ

میرق بہنوا

سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحد لاشریک ہے۔ جس کا کوئی ہمسرا اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دنیا بنانے پر قادر ہے اور دنیا پر باد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان، بڑے بڑے فہم زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے گل اُٹھتے ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔

قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔
 کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔
 مگر رب کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی
 کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی
 وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
 اشارہ اُس کا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درو و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار دو عالم رحمت جہاں،
 سرکار مدینہ، نور کا نگینہ، راحت قلب و سینہ، امام الانبیاء و امام المرسلین، شب اسرئیل
 کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں
 کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کہ جن کے
 صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا
 وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
 جان ہیں وہ جہاں کی
 جان ہے تو جہاں ہے

غم نہ رکھ رضا ذرا
 تو ہے عبد مصطفیٰ ﷺ
 تیرے لیے امان ہے
 تیرے لیے امان ہے

میری بہنوا

میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور ہر جان نے موت کا مزا چکھنا ہے۔ جو پیدا ہو وہ ضرور مرے گا۔ اس جہاں میں اگر کسی کی دائمی بادشاہت ہے۔ تو وہ صرف اور صرف خداوند کریم کی ذات ہے۔ اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک کتنے لوگ روئے زمین پر آئے اور اپنا اپنا کام کر کے ملک عدم کو سدھا رکھے۔ بڑے بڑے بادشاہ، دولت و شہرت والے حکومت و حکمت والے، تاج اور تخت والے، عظیم و اعلیٰ بخت والے، علم و عمل والے دانش و عقل والے، دنیا کے فاتح، حسن و جمال والے، خوبی و کمال والے، غریب سے غریب، امیر سے امیر، سب ہی باری باری موت کا مزا چکھتے ہوئے قبروں میں جا سوئے۔ ملکوں کو فتح کرنے والے موت سے زیر ہو گئے۔ تکبر سے گردن اکڑا کر چلنے والے کئی نمرود، فرعون، ہڈاد، ہامان، قارون اور ابو جہل موت کے آگے عاجز ہو گئے۔ جب موت آئی تو دم نہ مار سکے مقابلہ نہ کر سکے۔ بس ہتھیار ڈال کر بے بس ہو گئے۔ موت کا مزہ سب نے چکھنا ہے اور ہر ایک نے ایک دن مر جانا ہے۔

میرق بسنوا کہنا پڑے گا۔ **حسد**

دلا غافل نہ ہو یک دم یہ دُنیا چھوڑ جانا ہے
 باغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سماتا ہے
 تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے بیچ پھولوں پر
 یہ ہوگا ایک دن فانی اسے کرموں نے کھانا ہے
 نہ بیٹی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ تے مائی
 تو کیوں پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے
 غلط فہمید ہے تیری نہیں آرام اک پل بھی
 مسافر بے وطن ہے تو کہاں تیرا ٹھکانہ ہے
 کہاں وہ ماہ کنعانی کہاں تخت سلیمانی
 گئے سب چھوڑ کر فانی اگرچہ ناداں و دانا ہے
 فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کوٹوں پر
 محلاں اُچیاں والے تیرا گور ہی ٹھکانہ ہے
 عزیزہ یاد کر وہ دن جو ملک الموت آوے گا
 نہ جائے ساتھ تیرے کوئی تو تھا ہی جانا ہے
 نظر کر دیکھ خیشوں میں کہ ساتھی کون ہے تیرا
 انھوں نے اپنے ہاتھوں سے اکیلے کو دبانا ہے
 غلام اک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو عزا
 خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہاری طرح جانور موت کو جان لیتے تو ان میں کوئی جانور موٹا نہ ہوتا حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فرمائیے حشر کے دن کون شہیدوں میں شامل ہوگا

سرکار مدینہ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ غور سے سن ایسا شخص جو دن رات میں مرتبہ موت کو یاد کرتا ہے وہ قیامت کے روز شہیدوں میں اُٹھے گا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ اُسے یاد کرنا جو لذتوں کو مٹانے والی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا چیز ہے حضور ﷺ نے فرمایا۔ وہ موت ہے۔

ایک دن سرکار مدینہ ﷺ ایک ایسی مجلس سے گزرے جس میں لوگ زور زور سے فس رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو لذتوں کو فنا کرنے والی کا ذکر کرو۔ اے لوگو موت کا ذکر کرو۔ اس سے گناہ ختم ہوتے ہیں۔ دُنیا کی محبت دل سے نکلتی ہے بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اُم المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے ایک عورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی اور کہا کہ میرا دل بہت سخت ہے۔ میں بہت سنگدل ہوں اس کا علاج بتائیں کہ میرا دل نرم ہو جائے حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا بہن موت کو زیادہ یاد کر۔ تیرا دل نرم ہو جائے گا۔ اُس عورت نے ایسا ہی کیا۔ پھر چند ہفتوں کے بعد حاضر ہوئی اور اُس نے حضرت عائشہ صدیقہ کا شکریہ ادا کیا۔

بچپن گیا جوانی آئی پھر بڑھاپا آیا
آخر موت نے آن دبوچاتے دوج قبر دے پایا

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ کرام سنو!

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر چودہ سو سال ہوئی۔ جب آپ کی روح مبارک قبض کرنے کیلئے حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے تو انھوں نے سوال کیا کہ اے پیارے نوح علیہ السلام یہ بتائیے کہ آپ نے اپنی رہائش کیلئے مکان کیوں نہ بنایا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ملک الموت آپکا انتظار اتنا شدید تھا کہ میں روزانہ یہی خیال کرتا تھا۔ کہ آج تو ضرور آے گا۔ بس تیرے ہی انتظار میں اپنی رہائش گاہ نہ بنا سکا۔

اور جب خدا کے حضور پیش ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے پیارے

نوح علیہ السلام موت کو کیسا پایا؟

نوح علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے معبود برحق میں نے صرف یہ محسوس کیا ہے کہ ایک دروازے سے گزر کر دوسرے دروازے سے چلا آیا ہوں۔

میری بہنو!

خوگر کرو چودہ سو برس دنیا میں گزار کر جانے والا یہ کہہ رہا ہے کہ ایک دروازے سے آیا اور دوسرے سے نکل گیا تو بتائیں ہمارا کیا حشر ہوگا۔ لیکن یہ یقین کر لیں کہ جتنے برس بھی آپ زندہ رہیں گی آخر موت نے زندگی کو ختم کر دینا ہے۔

آپ عالی شان کوٹھیاں تعمیر کرتے ہیں پکے مکان بناتے ہیں۔ ریشمی کپڑے پہنتی ہیں۔ اچھی سے اچھی غذا کھاتی ہیں مگر ہم پھر بھی خدا کا شکر ادا نہیں کرتیں اور موت کو یاد نہیں رکھتیں۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ملاقات کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت جب تو گنہ گاروں یا کافروں کی جان قبض کرتا ہے تو کون سی صورت میں آتا ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا اے ابراہیم علیہ السلام آپ وہ صورت دیکھ نہ سکیں گے۔ کیونکہ وہ اتنی ڈارونی ہوتی ہے کہ انسان دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتا۔ جب ملک الموت اُس شکل میں آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر لرزہ طاری ہو گیا اور آپ بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو حضرت ملک الموت بہت ہی حسین و جمیل صورت میں کھڑے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہنس رہے تھے۔ اور سرور ہوتے گئے۔ حضرت ملک الموت نے فرمایا۔ مسلمان کے پاس میں ایسی ہی حسین صورت میں آتا ہوں اور مجھے دیکھ کر اُس کی پیشانی چمک اٹھتی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وہ انسان بڑا خوش قسمت ہے کہ جس کے پاس تو ایسی حسین صورت میں آئے گا اور وہ انسان غرق ہوا۔ جس کے پاس تو ڈارونی شکل میں آئے گا۔

جد موت فرشتہ آوے گا پھر وقت نہ دیتا جاوے گا
 بندہ آخر توں پچھتاوے گا پڑھو لا الہ الا اللہ
 وچہ قبراں گھپ اندھیراے اوتھے ساتھی کوئی ناں تیراے
 بناں عملاں ساتھی کیہدا اے پڑھو لا الہ الا اللہ
 جھڈساری سوچ بچار کڑے آج نقد ہے کل ادھار کڑے
 کر مولا نال پیار کڑے پڑھو لا الہ الا اللہ
 پا توبہ والا ہار کڑے پنج وقت نماز گزار کڑے
 تاں ہووے بیڑا پار کڑے پڑھو لا الہ الا اللہ
 ہے **موت** رسول اللہ ﷺ

میری بہنو!

ہم موت سے بھاگتی ہیں مگر اس سے بھاگ کر کہاں جائیں گی۔ زمین
 کے جس گوشے میں چھپ جائیں۔ پہاڑوں کی غاروں میں جا گھسیں۔ لوہے کی
 خول میں بند ہو جائیں۔ کہیں بھی چلے جائیں۔ موت نے آدبوچتا ہے۔ اس لیے
 خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ إِنَّ الْمَوْتِ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلْقِيكُمْ

بے شک وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو ضرور تمہیں ملنی ہے۔

ایک درخت کی ٹہنی سے جو پٹا ٹوٹ جائے وہ ضرور بے کار ہو جاتا ہے۔

وہ پھر اس ٹہنی سے دور ہوتا جاتا ہے۔

پتر ٹوٹا ٹہن سے لے گئی پون اڑا

اب کے پھڑے گب ملیں دُور پڑے ہو جا

ہوائیں اڑا اڑا کر اُسے ٹہنی سے اتنا دور لے جاتی ہے کہ وہ پھر مل نہ سکے۔ ٹہنی اور پتے کا میل بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو مر گئے ہم سے پھڑ گئے۔ اب قیامت کے روز ملاقات ہوگی۔ جو جو عمل کر گئے اب یا تو عذاب میں ہیں اور یا پھر آرام میں ہیں۔ ایک دن ہم نے بھی دنیا کی ٹہنی سے ٹوٹ جانا ہے اور پھر اپنوں سے دور دور اتنی دور کہ ہماری خاک تک نہ ملے گی۔ نام و نشان تک مٹ جائے گا۔

میرق بہنوا

سکندر اعظم وہ بادشاہ ہوا ہے کہ جس نے ساری دنیا کو فتح کیا بڑے بڑے بادشاہ اُس سے لرزتے تھے۔ نوجوان اُس کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوتے تھے۔ بولنے والے کی گردن اڑا دی جاتی تھی۔ اس کے اشارے پر سارے شہر کو آگ کے طوفان میں جلادیا جاتا تھا۔ اُس کی ایک آواز پر ہیرے لعل موتی، سونا چاندی اُس کے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دیئے جاتے تھے۔ اُس کی بادشاہی میں کوئی دم نہ مار سکتا تھا۔ بس اُس کی حکومت تھی اُس کا حکم چلتا تھا۔

مگر وہ یہ بھول گیا کہ ہر حاکم کے اوپر بھی ایک حاکم ہوتا ہے دنیا کو فتح کرنے والا شکست بھی کھا سکتا ہے۔ تکبر سے اڑ کر چلنے والا محتاج بھی ہو سکتا ہے۔ آخر وہ بیمار ہوا۔ ارسطو جیسے حکیم نے علاج کیا۔ مگر مرض بڑھتا گیا۔ دن بدن بیماری سے بڑھتا ہوتا چلا گیا۔

آج اس سکندر اعظم کے سر پہ حضرت ملک الموت کھڑے مسکرارہے تھے۔ آج اُسے معلوم ہوا کہ دنیا کو فتح کرنے والا موت سے شکست کھانے والا ہے۔

موت نے بے بس کر دینا ہے اب اُس فانی جہان سے کوچ کا سامان ہونے والا ہے۔۔۔ ہیرے لعل جو اہر سونا چاندی بلکہ ساری بادشاہت دے کر بھی موت سے بچنا مشکل ہے۔

اُس نے اپنے استاد رسلو کو بلایا اور کہا جب میں موت کے بے رحم پنجوں میں جکڑ جاؤں۔ جب موت مجھے شکست دے دے اور مجھے کفن پہنایا جائے۔ میرا جنازہ اٹھایا جائے تو میرے دونوں ہاتھوں کو کفن سے باہر نکال دینا تاکہ یہ دنیا والے عبرت حاصل کریں اور اپنی دولت پہ مان نہ کریں۔ سونے چاندی کی محبت سے خدا کو بھول نہ جائیں اپنی حکومت کے نشے میں مست ہو کر غریبوں پر ظلم نہ کریں۔ وہ یہ جان لیں کہ

اُجڑ گیا وہ باغ جس کے لاکھ مالی تھے
سکندر جب گیا دُنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

میری بہنو!

جب موت سے دنیا کا بادشاہ نہ بچ سکا۔ ساری دنیا کو فتح کرنے والے کو موت نے نہ چھوڑا۔ تو ہم کیا چیز ہیں۔ موت نے سب کو آدبو چنا ہے۔ اُس کے آنے سے پہلے پہلے نیک کام کر لیں تاکہ خداوند کریم راضی ہو کر اپنی رحمت کی آغوش میں لے لے۔

حضرت ہود علیہ السلام نے لوگوں کو تبلیغ فرمائی اور ایک اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔ بتوں کو توڑنے کی ہدایت کی۔

آپس میں اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی کچھ لوگ ایمان لائے۔ زیادہ نے کفر کیا۔ اُس وقت کا بادشاہ جس کا نام ہذا اذ تھا اُسے بھی حضرت ہود علیہ السلام نے تبلیغ فرمائی اُس نے کہا اے ہود اگر میں تیرے خدا پر ایمان لے آؤں تو مجھے کیا ملے گا۔ آپ نے فرمایا۔ جنت ملے گی۔ اُس نے کہا جنت میں کیا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ جنت میں باغ ہیں شہد اور دودھ کی نہریں ہیں۔ یا قوت و زبرد کے محلات ہیں۔ جنت کی دیوار کی اینٹیں ایک سونے کی اور ایک چاندی کی ہے۔ گھاس زعفران کا ہے۔ جنت میں نہ سونیں گے نہ مریں گے۔ وہاں حسن و جمال والی حوریں ہوں گی۔ اس نے کہا اے ہود..... ایسی جنت کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ ایسی جنت تو میں زمین پر بنا سکتا ہوں۔ جاؤ اپنا کام کرو اور دیکھنا میں زمین پر اپنی جنت بناؤں گا۔ جو تیرے خدا کی جنت سے اچھی ہوگی۔

خداوند کریم نے فرمایا اے ہود علیہ السلام اسے ڈھیل دے دو۔ اسے جنت بنانے دو لیکن اسے جنت دیکھنا نصیب نہ ہوگا کیونکہ میری پکڑ ہذا ہے۔

إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ

بے شک تیرے رب کی پکڑ شدید ہے

میلری بہنو!

خدا کے باغی انسان نے جنت بنانے کی تیاری شروع کر دی اُس نے چالیس میل مربع زمین کے گرد دیوار بنائی جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی اور ہر قسم کے درخت کے ساتھ جواہرات لگائے۔

ایک لاکھ آدمیوں نے جنت بنانے کا کام شروع کیا کمرے بنائے کمروں کی چھتیں زیرِ جد اور زمرد سبز سے بنائیں۔ درخت بنائے درختوں کے تنے سونے چاندی سے بنائے۔ پتیاں زمرد سبز کی اور ڈالیاں یا قوت سرخ سے بنائی۔ مٹی کی بجائے زمین کو مشک، عنبر اور زعفران سے پر کیا گیا۔ اُس نے جنت میں دودھ شہد پانی اور شراب کی نہریں جاری کیں۔ جنت کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ہر حصے میں ایک لاکھ کرسیاں سونے چاندی کی رکھوائیں۔ میزوں پر ہر قسم کے میوے چنے گئے۔ نوجوان عورتوں کو ریشمی لباس پہنا کر حوروں کی طرح وہاں رکھا۔ پھر خاص خاص لوگوں کو اُن محلات میں بسایا۔ رات کے وقت یہ جنت اتنی روشن ہوتی تھی کہ اُس کی روشنی آسمان کی طرف جاتی تھی یہ جنت اُس نے دس برس میں مکمل کی۔

شداد کے ملازم لوگوں سے سونا چاندی جبر اچھین لیتے تھے۔ ایک بڑھیا کی ایک بیٹی بھی تھی۔ جس کے کانوں میں سونے کی بالیاں تھی۔ اُن ظالموں نے کہا اے لڑکی یہ بالیاں اتار دے اُس بچی نے رو کر کہا یہ میرے باپ کی نشانی ہے اسے مجھ سے مت چھینو۔ مگر ان ظالموں نے اس کے کانوں سے بالیاں نوچ لیں جس سے اُس کے کان ابولہان ہو گئے۔

وہ بہت روئی اور بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو کر دعا کی۔ اے الٰہی ان ظالموں سے بدلہ تو لے۔ یا الٰہی یتیموں پر ظلم کرنے والوں کو تباہ و برباد کر دے۔

خداوند تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے فرمایا؟ - **جاء؟** حداد اپنی جنت دیکھنے نہ پائے۔ حداد نے تیاری کی۔ بہت زرق برق ریشمی لباس پہنتا اور سفید گھوڑے پر سوار ہوا۔ سر پر تاج رکھا۔ دو ہزار لونڈیاں ساتھ ہوئیں۔ دو ہزار نوجوان ہمراہ عزیز و اقارب ساتھ لیے ہوئے۔ شادیاں بچتے لگے اور اعلان ہونے لگا کہ لوگو آج بادشاہ اپنی جنت دیکھنے جا رہے ہیں راستے صاف کر دو کوئی بھی راستے میں کھڑا نہ ہو ورنہ گردن کاٹ دی جائے گی۔ اتنے میں حضرت ملک الموت پرانے کپڑے پہنے ہوئے آدمی کی صورت میں تشریف لائے اور فرمایا بادشاہ میری ایک بات سن لے۔ بادشاہ نے کہا میرے پاس وقت نہیں ہے ملک الموت نے کہا بس ایک منٹ کی بات ہے۔ سن لے شداد نے کہا پیچھے ہٹ جا۔ میں حیرت منگنی بات نہ سنوں گا۔ ملک الموت آگے بڑھے تو سپاہیوں کو حکم دیا اسے روکو ملک الموت نے فرمایا مجھے روکنے والا پیدا ہی نہیں ہوا۔ سپاہیوں نے بہت روکا مگر آپ بڑھنے لگے اور جا کر کہا اے شداد سن مجھے پہچان میں کون ہوں۔ میں وہ ہوں جو ماؤں کی گود سے اُن کے بچے چھین لوں تو کوئی بھی میرے آگے اُف نہ کرے۔ میں وہ ہوں جو بڑے بڑے متکبروں کا تکبر گھڑی میں خاک میں ملا دیتا ہوں۔ میں وہ ہوں جس سے بڑے بڑے بادشاہ بھی شکست کھا گئے۔ میں وہ ہوں جو سب کو روتا چھوڑ کر گھر کو ویران کر جاتا ہے۔ میں وہ ہوں۔ جو جسم کو بے جان کر دیتا ہے۔ میں وہ ہوں۔

جس کے سامنے کسی کی نہیں چلتی ہے۔ ہذا د نے کہا جلدی بتا۔ تو کون ہے؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے فرمایا تو پھر سن۔ میں موت کا فرشتہ ہوں۔ یہ سنا تو شداد پر لرزہ طاری ہو گیا اُسے سب کچھ بھول گیا۔ آنکھیں پتھرا گئیں بولا تھوڑی سی مہلت دے کہ میں کچھ مشورے کر لوں فرمایا پہلے تیرے پاس وقت نہ تھا۔ اب میرے پاس وقت نہیں ہے تجھے مہلت نہ ملے گی اتنا کہا اور اُس کی جان قبض کر لی۔ وہ تڑپتا رہا، بلکتا رہا، مگر کوئی اُسے بچا نہ سکا۔ اُس کی جنت ویران ہو گئی اُس کا تکبر خاک میں مل گیا۔ اُس کی اکڑی ہوئی گردن جھک گئی۔ اُس کا ریشمی لباس تار تار ہو گیا۔ خدا کا مقابلہ کرنے والا موت کے شکنجے میں آ کر بے بس ہو گیا۔

میرق بہنوا!

قرآن پاک فرماتا ہے..... كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ﴿۲۹﴾

سب نے موت کا مزہ چکھنا ہے موت کے بے رحم ہاتھ سے کوئی نہ بچ سکے گا موت آتی ہے اور آ کر رہے گی اس لیے ہمیں اپنے اعمال کا خود احتساب کرتے رہنا چاہیے۔ یہ ہم نے آج جو کام کیے ہیں۔ کیا ان سے خداوند کریم ہم سے راضی ہے یا ناراض؟ اگر اچھے کام ہوں تو اس کا شکر ادا کرو۔ اگر کام بُرے ہوئے ہوں تو استغفار کرو۔ توبہ کرو اور پھر نہ کرنے کا ارادہ کرو۔ خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے۔

اَلَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿۲۹﴾

خداوند تعالیٰ نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا تاکہ دیکھے کہ تم میں سے

کون اچھے عمل کرتا ہے۔

اٹھ جاگ سفر نوں جانا این
 نہ مُڑ مُڑ جگ تے آنا این
 کجھ کھونا این کجھ پانا این
 اٹھ جاگ سفر نوں جانا این
 رت سو سو رات گزاریں تُوں
 اس غفلت مار مکانا این
 اٹھ جاگ سفر نوں جانا این
 بن یاد خداوند باری دی
 کی تیرا کھانا دانہ این
 اٹھ جاگ سفر نوں جانا این
 چھڈ جھگڑا دُنیا فانی دا
 کی اینویں مغز کھپانا این
 اٹھ جاگ سفر نوں جانا این
 چھڈ چنل جھوٹ تے چوری نوں
 جے اپنا آپ چھڑانا این
 اٹھ جاگ سفر نوں جانا این
 پڑھ پنچے وقت نمازاں توں
 ایہہ ڈھوں حکم ربانا این

اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
 کر پوجا رب دی ہر ویلے
 جے اپنا لیکھ جگانا ایں
 اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
 رکھ تقویٰ اللہ تعالیٰ دا
 جس رحمت نال بچانا ایں
 اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
 دکھ دے ناں رب دے بندیاں نوں
 بس ایہو سبق پکانا ایں
 اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
 اج ہاسے تینوں سجدے نہیں
 کل رو رو کے پچھتانا ایں
 اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
 جھڈ مال تے دولت دُنیا دی
 وچہ قبر دے ڈیرا لانا ایں
 اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
 من عرض گزارش نقوی دی
 جو اُونگہار نمانا ایں
 اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں

میرق بہنوا

ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے۔ جب وہ لوگ پانچ چیزوں سے محبت کریں گے اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے۔

1	دنیا سے محبت کریں گے۔	اور آخرت کو بھول جائیں گے
2	مال سے محبت رکھیں گے	اور یوم حساب کو بھول جائیں گے۔
3	مخلوق سے محبت رکھیں گے	اور خالق کو بھول جائیں گے۔
4	مکانوں سے محبت رکھیں گے	اور قبر کو بھول جائیں گے۔
5	زندگی سے محبت رکھیں گے	اور موت کو بھول جائیں گے۔

ذرا غور کریں کہ وہ زمانہ آچکا ہے کہ نہیں۔ یقیناً یہی وہ زمانہ ہے۔

ہم اور ہمارا حال ایسا ہی ہے ایک اللہ تعالیٰ کے ولی نے فرمایا۔ اے جوان تجھے تیری جوانی دھوکے میں ڈالے ہوئے ہے۔ کتنے جوان ایسے تھے جنہوں نے توبہ نہ کی۔ اور اُمید کو طویل کر دیا۔ موت کو بھلا دیا یہ کہتے رہے کہ کل توبہ کر لیں گے پرسوں۔ توبہ کر لیں گے۔ یہاں تک کہ اُس غفلت میں ملک الموت آ گیا اور وہ اندھیری قبر میں جا سوئے نہ مال نے فائدہ دیا نہ اولاد نے فائدہ دیا اور وہ قبر کے آگ والے کنویں میں جا گرا۔ مومن کی تعریف یہ ہے کہ وہ ہر گھڑی توبہ کرتا رہتا ہے اپنے گذشتہ گناہوں سے شرمندہ ہوتا ہے جو کچھ ملتا ہے شکر کرتا ہے اور آخرت کی فکر میں لگا رہتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا لِي اللَّهُ تَوْبَةً نَّصُوحًا ۝ ٦٥

اے ایمان والو! اللہ کی طرف توبہ کرو۔ پکی توبہ

پکی توبہ سے مراد یہ ہے کہ پھر اُس گناہ کی طرف مائل نہ ہو پھر وہ گناہ نہ کرے بلکہ اُس کا خیال تک دل میں نہ لائے جب وہ پکی توبہ کرے گا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بندہ پکی توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ محافظ فرشتے اُس کے ماضی کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں اس کے جسم کے اعضاء خطاؤں کو بھول جاتے ہیں۔ زمین کا وہ ٹکڑا جس پر گناہ کیا اُس کے گناہوں کو بھول جاتا ہے جب وہ قیامت کے روز آئے گا تو اس کے گناہوں پر گواہی دینے والا کوئی نہیں ہوگا اس لیے ہمیں آج سے ہی اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے

قبرستان میں جا کر دیکھو کتنے بڑے ہوئے ہیں اور قبر میں فریاد کرتے ہیں۔ جوان ہے جوانی کو بے کار گنوانے کو یاد کر کے آہ و بکا کرتے ہیں۔ کتنی عورتیں ہیں جو گزشتہ زندگی کی بد اعمالیوں کو یاد کر کے چیخ چیخ کر رو رہی ہیں۔ مگر سب فضول ہے۔ اُن کے بدن اور چہرے سیاہ ہو چکے ہیں۔ اُن کی کمریں ٹوٹ چکی ہیں اور اب وہ پچھتا رہے ہیں کہ کاش ہم گناہوں سے نادم ہو کر توبہ کر لیتے خدا کے حضور سجدہ ریز ہو کر اور اپنی بخشش کی دعائیں مانگ لیتے۔

میری بہنو!

آؤ آج ہم خدا کی بارگاہ میں التجا کریں اے اللہ تعالیٰ ہمیں آگ اور آگ کے عذاب سے بچا کر اس کام سے بچالے۔ جو ہمیں آگ کی طرف لے

جائے۔ ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

یا الہی تو غفار ہے۔ تو غفور ہے۔ ہمیں توفیق دے۔ ہم تیری عبادت کریں۔ اے اللہ تعالیٰ تو ستار ہے۔ ہمارے عیبوں کو چھپالے۔ ہمیں خوفِ محشر سے نجات دے ہمیں غلطیوں سے بچا۔ اور اپنے سامنے شرمندگی سے محفوظ رکھ۔ ہم تیری عبادت میں دل لگائیں اور ہم ہر دم تیری یاد میں رہیں۔

اے کریم، اے رحیم، ہم پہ اپنے کرم کی نظر کر

موت کے وقت ہماری زبان پر تیرا کلمہ ہو۔ نزع کا وقت آسان کر دینا۔ قبر کے سوالات ہمیں مشکل کی بجائے آسان معلوم ہوں۔ اے باری تعالیٰ ہماری قبر کو جنت کا باغچہ بنا دینا۔

رحمت دو جہاں، سرکار دو عالم، کالی کملی والے، اُمت کے رکھوالے، حضور ﷺ کی شفاعت کے سائے میں جگہ عنایت فرمانا۔

جب پہل صراط سے لوگ گزر رہے ہوں۔ اے ہمارے مولا پہل صراط سے جلدی سے گزار دینا اے خداوند کریم ہم تیری رحمت کے اُمیدوار ہیں۔

ہم گنہ گاروں پہ تیری مہربانی چاہیے
سب گناہ مٹ جائیں گے رحمت کا پانی چاہیے

یا الہی: ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو۔ جب پڑے مشکل، شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الہی: بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو۔ شادی و دیدارِ حُسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الہی: جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے۔ صاحبِ کوشہ جو دوستِ حقا کا ساتھ ہو

یا الہی: نامہ اعمال جب کھلنے لگے۔ عیب پوش خلقِ نثارِ خطا کا ساتھ ہو۔
یا الہی: جب ہمیں آنکھیں حسابِ جرم میں۔ اُن ستم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو۔
یا الہی: جب چلیں تاریک راہِ پلِ صراط۔ آفتابِ ہاشمی نورِ الہدیٰ کا ساتھ ہو۔
یا الہی: جب سرِ شمشیر پہ چلنا پڑے۔ ربِّ سَلَمَہ کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو۔

میرق بسنو! جب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ رات کو لے کر جانا تا کہ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ فاطمہ کا قد کتنا تھا۔ تو حضرت ابوذر غفاریؓ نے کہا کہ اے قبر تجھے پتا نہیں کہ تجھ میں کون ہے۔ یہ رسولِ خدا کی پیاری بیٹی ہے۔

یہ وہ بیٹی ہے کہ جس کے استقبال کے لیے خدا کے حبیب کھڑے ہو جایا کرتے تھے یہ حضرت علی المرتضیٰ کی بیوی ہے۔ یہ امام حسن امام حسین کی والدہ ہے۔ جب یہ کہہ چکے تو قبر سے آواز آئی۔ اے ابوذرؓ میں حسبِ نسب نہیں دیکھتی۔ میں خاندانِ یا کنبہ نہیں دیکھتی۔ میں دولت اور مال نہیں دیکھتی۔ میں حکومت اور سلطانی نہیں دیکھتی بلکہ میں تو یہ دیکھتی ہوں کہ اس نے عمل کیسے کیے ہیں۔

اگر اعمال اچھے کر کے آتا ہے تو میں خوشبوؤں سے اور مہکتی ہواؤں سے اُس کا استقبال کرتی ہوں اور اگر بُرے اعمال کر کے کوئی آتا ہے تو سانپوں اور بچھوؤں سے اُس کا استقبال کرتی ہوں۔

ابو ذرؓ سے حضور ﷺ کی پیاری بیٹی فاطمہ زہرا کا خوشبو یوں سے استقبال کرتی ہوں۔ مرجا مرجا۔ اُمت کے غمخوار رسول کی عابدہ

زاہدہ بیٹی تشریف لائی۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے صحابہ۔ جب قبر میں کوئی انسان جاتا ہے تو اگر نیک ہے اُس کی قبر جنت کا باغچہ بن جاتی ہے اور حد نظر تک کھل جاتی ہے اور اگر بد ہے تو قبر اُسے ایسے دباتی ہے کہ اُس کی ادھر کی پسلیاں ادھر ہو جاتی ہے۔ اور ادھر کی پسلیاں ادھر ہو جاتی ہے جب کوئی نیک انسان قبر میں جاتا ہے تو حساب کتاب کے فرشتے آتے ہیں سوال جواب کرتے ہیں اُس کی طرف سے نماز جواب دیتی ہے۔ کہ مجھے قائم کرنے والا آج اپنے اللہ کو بھول نہیں گیا۔ روزہ، آواز دیتا ہے۔ کہ گرمیوں میں بھوکا پیاسا رہا۔ کس کا حکم تھا۔ اُس کا حکم کہ جس کا سوال پوچھ رہے ہو ایسے ہی حج، زکوٰۃ اور روزہ جواب دیتے ہیں۔ علم اور عمل اُس کے عذاب کے راستے کی رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ اور اُسے عذاب سے بچا لیتے ہیں۔

میری بہنوا

جس نے کبھی نماز ہی نہ پڑھی۔ روزہ بھی رکھا ہی نہیں، زکوٰۃ دیتے ہوئے اُسے ڈکھوا۔ صاحب نصاب تھا اور حج نہیں کیا۔ تو عذاب اُس پر مسلط ہو جائے گا اس لیے ذرا سوچو کہ قبر میں جانے سے پہلے کچھ کر لیں اگر نہ کچھ کیا تو قبر تجھے عیس دے گی۔ حیرت آہو بکا کوئی نہ سن سکے گا تجھے قبر میں اکیلا چھوڑ کر سگی ساتھی بہن بھائی والیں آجائیں گے پھر مظلوم ہوگا کہ کاش میں نیک اعمال کرتی اور آج قبر میں جانا آسان ہو جاتا۔ ☆

جنگی ناں توں کیتی دلا مولا نوں بھلا بکے
 گور وچہ جانا پنیاں روویں پچھو تا کے
 قبراں نوں بھل کے تے رب نوں وساریا
 اگے والی زندگی دا کجھ ناں سنواریا
 سدا جھتے رہناں دلا ڈیرا توں بھا کے
 گور وچہ جانا پنیاں روویں پچھو تا کے
 انگ ساک تیرے اُتے مٹی بک پاؤں گے
 منکر و نکیر دونوں تیرے کول آدن گے
 لین گے حساب تیرا تینوں او جگا کے
 گور وچہ جانا پنیاں روویں پچھو تا کے
 پچھناں محس کے تینوں کون سی توں ذات دا
 کوٹھیاں دا مان کاہدا خوف نصیری رات دا
 عملاں نوں پچھتاں ایں گرجاں اٹھا کے
 گور وچہ جانا پنیاں روویں پچھو تا کے
 کتھے گئے سگی ساتھی جیہڑے تیرے ہان دے
 اوہ بھی سن تیرے وانگوں اتھے موجاں مان دے
 مٹی وچہ لیٹے نے او نکلے نوں چھپا کے
 گور وچہ جانا پنیاں روویں پچھو تا کے

سچا گھر جیہڑا تیرا ادوں آکھیں گور اے
 فانی تائیں گھر آکھیں کوڑا تیرا شور اے
 ٹٹ جانا مان تیرا گور وچہ جا کے
 گور وچہ جانا پنیاں روویں پچھو تا کے
 دیکھ فانی جگ سارا اکھ مٹی نہیر اے
 اللہ جانے تینوں آؤنی شام یا سویر اے
 کد تک بیٹھے رہناں دل اتھے لا کے
 گور وچہ جانا پنیاں روویں پچھو تا کے
 چنگلی ناں توں کیتی دلا مولاناں بھلا کے

میری بہنوا

جب جان نکلنے کا وقت آتا ہے اُس وقت انسان کی حالت ایسی ہوتی ہے
 جیسے کوئی گہرے سمندر میں ڈوب رہا ہے۔ اور اوپر آنے کیلئے ہاتھ پیر مار رہا ہو۔ وہ
 نزع کا وقت ہوتا ہے سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جب بندے کی جان نکلتی ہے تو
 یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ایک ہزار تلواریں سے ایک دم واز کر دیا گیا ہو۔ بندے کی
 جان یوں نچوڑی جاتی ہے۔ جیسے مسک میں ایک قطرہ پانی ہو اور اُسے باہر نکالنا ہو تو
 مسک کو نچوڑ کر نکالا جاتا ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں۔ جسم سے روح یوں نکلتی ہے،
 جیسے کوئی کٹا بیٹے میں دے دیا جاتا ہے۔ پھر اُس کا رس الگ ہو جائے اور چھلکا
 الگ ہو جائے۔

مہس گئی جان شکنجے اندر جس بیلن وچ کٹاں
 رنوں کہوہن رہوے محمد فیئر ہوں تاں متاں

میری بہنو!

اس وقت ہمارا فرض ہے کہ اُسے کلمہ طیبہ پڑھنے کے لیے کہیں اور کلمہ طیبہ
 اونچی آواز سے پڑھیں تاکہ وہ سن لے اور اُس کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو جائے
 اور اُس کی جان آسانی سے نکل سکے۔

کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ سنو جس کا آخری کلمہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

ہو گا وہ جنتی ہے۔

میری بہنو!

اس وقت کے آنے سے پہلے ہی کلمے کا ورد کر کے اُسے پکا کر لو۔ تاکہ موت کے
 وقت تمہاری زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو جائے۔ انسان کے ایمان کا پتا تو اس وقت
 چلے گا کہ اُس نے آخری وقت خدا اور اس کے رسول کا نام لیا ہے یا نہیں۔

مال و دولت کام نہ آئے گا۔ عزیز و اقارب اور اولاد کام نہ آئیں گے۔ اگر کوئی چیز
 کام آوے گی تو وہ کلمہ طیبہ ہے۔ جس کا ورد ہمیں جنت میں لے جائے گا۔

اک اکھدا میری تحریر چنگی

دو جا بولدا میری تصویر چنگی

تجا بولیا اللہ نے مال دیتا

اس واسطے میری تقدیر چنگی
لیڈر مولوی نالے امام کھندے
لوکو سن لوو ساڈی تقریر چنگی
مرشد آکھیا چنگا اے سب نالوں
جیدی ہو جاوے آخر چنگی

میری بہنوا

سرکارِ دو عالم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا اگر آدمی نیک ہوتا ہے یا کوئی عورت نیک ہوتی ہے تو حضرت ملک الموت نورانی صورت میں سفید لباس میں تشریف لاتے ہیں اور جنت کی خوشبوئیں ساتھ لاتے ہیں اور کہتے ہیں مرحبا انسان تجھ سے خدا راضی ہوا۔ پھر اُس کی جان یوں قبض کرتا ہے جیسے ہاتھ کے اوپر سے پھول اٹھایا جائے اُس کی روح کو ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر فرشتے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں دروازے کھولو۔ فلاں بن فلاں آیا ہے یا فلاں عورت فلاں کی بیٹی ہے آسمان کے فرشتے دروازہ کھول دیتے ہیں اور کہتے ہیں مرحبا اے آنے والے تجھ پر سلام ہو آج تو کامیاب ہو کر آیا ہے۔

پھر دوسرے آسمان پر اسی طرح اس کی روح کو جنت میں لے جاتے ہیں جنت کی نمرِ رحمت میں اُسے غوطہ دیا جاتا ہے کہ وہ اور پاکیزہ ہو جائے پھر جنت کی روجوں سے ملاقات کرائی جاتی ہے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کا حال پوچھتی ہیں پھر قبر میں اُسے دوبارہ لایا جاتا ہے اُس کی قبر میں دو فرشتے منکر نکیر تشریف لاتے ہیں اور تین سوال کرتے ہیں۔

☆ پہلا سوال یہ ہے

تیرا رب کون ہے۔

مَنْ رَبُّكَ

وہ جواب دیتا ہے

میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

رَبِّيَ اللَّهُ

☆ دوسرا سوال یہ ہوتا ہے

تیرا دین کیا ہے۔

مَا دِينُكَ

وہ جواب دیتا ہے

میرا دین اسلام ہے۔

الْإِسْلَامُ دِينِي

☆ تیسرا سوال یہ ہوتا ہے

مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذَا الرَّجُلِ

یعنی اس شخص حضرت زانق رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔

قبر میں لہرائیں گے تا خسر چشمے نور کے

جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

میری بہنو!

قبر میں میرے رسول تشریف لاتے ہیں اپنا جلوہ دکھاتے ہیں۔ جب نیک انسان

سے پوچھا جاتا ہے۔ تو وہ فوراً کہتا ہے یہ میرے آقا میرے پیارے رسول ہیں۔

یعنی وہ کہتا ہے محمد رسول اللہ تبار فرشتے کہتے ہیں تو نے سچ کہا پھر اُسے

دوزخ دکھائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر تو بے ایمان ہوتا تو یہ تیرا ٹھکانہ تھا۔ پھر اُسے

سے جنت دکھائی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اب یہ تیرا مقام ہے پھر اُس کی قبر کو اتنا کھلا کر دیا جاتا ہے کہ جہاں تک اُس کی نظر جاتی ہے اُس کی قبر جنت کا باغیچہ بنا دی جاتی ہے۔

میری بہنو!

ذرا غور سے سنو..... میرے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا جب کوئی کافر گناہوں سے بھرا ہوا انسان آخری سانس لے رہا ہوتا ہے تو حضرت ملک الموت ڈارؤنی صورت میں تشریف لاتے ہیں۔

اور سیاہ لباس پہنے ہوئے ہوتے ہیں چہرے پر ہیبت اور رعب ہوتا ہے۔ آکر ڈانٹتے ہیں۔ اُن کی آواز سے اُس کا بال بال لرز جاتا ہے اور یوں لگتا ہے کہ جیسے اُس کے جسم کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا ہو۔ پھر اس کی روح قبض ہوتی ہے۔ جیسے کانٹوں والی جھاڑی کے ادپر سے ملل کا کپڑا کھینچ لیا جائے اور وہ تارتار ہو جائے۔ پھر اس کی روح کو ایک ٹاٹ میں لپیٹ کر آگ کے کوڑے خار مار کر لے جاتے ہیں۔

سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر مردے کی آواز انسان سن لیں تو اُن کے دل پھٹ جائیں۔

میری بہنو!

پھر اُس کی روح کو پہلے آسمان کے قریب لے جایا جاتا ہے۔ مگر دروازہ نہیں کھلا۔ آواز آتی ہے کہ اسے واپس لے جاؤ۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ فرشتوں

کی لعنت ہو۔ تمام مخلوق کی لعنت ہو۔ فرشتے اُسے مارتے ہوئے۔ اس کی قبر کی طرف لے جاتے ہیں۔ اب منکر نکیر اس کا حساب لیتے ہیں۔ اُس سے تینوں سوال کیے جاتے ہیں۔ وہ سوالوں کے جواب میں کہتا ہے۔

لَا آذِرِي لَا آذِرِي لَا آذِرِي

میں نہیں جانتا..... میں نہیں جانتا..... میں نہیں جانتا

تب فرشتے کہتے ہیں تو نے جھوٹ بولا پھر اُسے جنت دکھائی جاتی ہے کہ اگر تو نیک عمل کرتا تو یہ تیرا مقام ہوتا۔ پھر اُسے دوزخ دکھایا جاتا ہے کہ اب یہ تیرا اٹھکانہ ہے۔ قبر کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس پر تنگ ہو جا۔ وہ اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اُس کی پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور ریزہ ریزہ ہو جاتیں ہیں اور اُس کی چیخیں بلند ہوتی ہیں۔ وہ روتا ہے۔ چلاتا ہے۔ مگر اس کی مدد کوئی نہیں کرتا۔ اس پر بچھو مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ جو اُسے ڈنگ مارتے ہیں۔ اُن کا ڈنگ اتنا زہریلا ہے کہ اگر وہ زمین پر ڈنگ مار دیں تو زمین پر کبھی سبزہ نہ اُگے ☆

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

میری بہنو!

نیکی کا انجام اچھا ہی ہے اور برائی کا بُرا۔ ایک دن ہم نے بھی قبر میں جانا

ہے۔ خداوند کریم سے دُعا ہے کہ اے ہمارے مولا۔

ہماری قبر کو جنت کا باغیچہ بنا دینا۔

کہدی قبر عافلا دے
 اے دُنیا گھڑی دی گھڑی
 ضائع عمر ناں گنواویں
 موت سر تے کھڑی
 ناں مومن ٹوں صداویں
 رج رشوتاں توں کھاویں
 امت نبی دی آکھواویں
 شرم آڈے نہ ذری
 اک دن آوتاں اوہ ویلا
 ہووے گا تیرا میرا میلا
 توں دی میرے وج آوتاں
 ویلا یاد او کریں
 اک دن ہونی اے آخر
 بن کے آؤیں گا فقیر
 چھڈ کے دنیا دی جاگیر
 جدوں ہانہ موت نے پھڑی
 اتھے بیٹھ مہوں رہتا
 آخر میرے وج پتا
 ماس کیریاں نے کھاناں
 ایڑا مان نہ کریں
 تینوں بیٹھ سمجھاواں
 میریاں سخت نہیں سزاواں
 ستر (۷۰) قدم ہٹ کے میں آواں
 بڈی رووے نہ ذری

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿2﴾

شہادتِ امام حسین علیہ السلام

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوْدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۝

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيَّ الْكَرِيْمَ ﷺ

اے نبی فرمادو۔ میں اس کا اجر تم سے نہیں مانگتا

مگر یہ کہ میرے قریبوں سے محبت کرنا!

سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحد لا شریک ہے۔ جس

کا کوئی ہمسرا اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو

دنیا بنانے پر قادر ہے اور دنیا پر باد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے

بڑے سلطان، بڑے بڑے شہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل

سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اٹھتے

ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔

قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔

کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔

مگر رب کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی

کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی

وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے

اشارہ اُسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درو و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار۔ مدنی تاجدار۔ سرکارِ دو عالم۔ رحمت

جہاں، سرکارِ مدینہ، نور کا گینہ، راحتِ قلب و سینہ، امام الانبیاء و امام المرسلین، شب

اسریٰ کے دولہا، ساری کائنات کے رسولِ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ عالم

پناہ میں کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسولِ اکرم ﷺ کہ جن

کے صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

میری بیٹو!

شہادتِ امامِ حسینؑ ایک عظیم واقعہ ہے۔ آج کی مجلس میں اسی کا تذکرہ کیا جائے گا۔

یہ حُسن یہ جمال یہ طلعت حسین کی
 ہر پھول ہر گلہ میں ہے نگہت حسین کی
 کس طرح حل کریں اسے دُنیا کے فلسفی
 باریک مسئلہ ہے یہ فہادت حسین کی
 سب نعمتیں جہان کی مُبارک جہان کو
 کافی ہے میرے واسطے اُلقت حسین کی

میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اُس کا حاکمانِ نزول سُنئے!

کچھ لوگ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں سونا چاندی لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہیں ایمان دیا۔ رمضان دیا۔ قرآن دیا۔ رحمان دیا۔ اور کفر سے اسلام دیا۔ مگر اس کا یہ اجر سونا چاندی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا اجر یہ ہے کہ میرے قریبوں سے محبت کرتے رہنا۔

موذت اور محبت میں فرق ہے۔ جیسے ہمیں پانی سے محبت ہے مگر مچھلی کو پانی سے مودت ہے۔ کہ وہ پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ ایسے ہی حضور ﷺ کے قریبوں کی مودت عین ایمان ہے۔ اُن کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

☆ حضور ﷺ کے قریبی

☆ ابو بکر صدیق ☆ عمر فاروق ☆ عثمان غنی ☆ حضرت علی ☆

☆ حضرت فاطمہ ☆ حضرت حسن ☆ اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں

ہمیں ان سب سے محبت کرنی چاہئے۔

مطلب یہ کہ حضور ﷺ کے صحابہ سے بھی عقیدت ہو اور حضور ﷺ کی آل سے بھی محبت ہو۔ تو ہمارا ایمان کامل ہوتا ہے۔

اولیاء کا مذہب ہے کہ صحابہ رسول ہماری آنکھوں کا نور ہیں اور آل رسول ہمارے دل کا سرور ہیں۔ ہم سب کے غلام ہیں۔

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کا ایک روزہ سال کے دوزوں کے برابر ہے۔ عام طور پر 9 اور 10 محرم کا روزہ رکھا جاتا ہے۔ یہ حضور ﷺ کی سنت ہے۔

فرمایا یہ بھی یاد رکھو کہ قیامت 10 محرم اور بروز جمعہ کو آئے گی۔

پیارے بہنو!

محرم کی دس تاریخ کو کربلا کے میدان میں حضرت امام حسین اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہید ہوئے۔

امام حسین کون ہیں؟

حضور ﷺ کے نواسے، حضرت علی کے بیٹے، حضرت فاطمہ زہرا کے

نحف جگر۔ آپ کی ولادت سے پہلے حضور ﷺ کی پھوپھی نبیؐ نے خواب

دیکھا۔ کہ حضور ﷺ کے جسم کا ایک ٹکڑا اُن کی جمولی میں آگیا۔ صبح وہ سرکارِ دو

عالم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ اور خواب بیان کیا۔ سرکار نے فرمایا۔ میری پھوپھی

جان یہ خواب اچھا ہے۔

سو! میری بیٹی فاطمہ کے گھر ایک بچہ ہوگا۔ جو تیری گود میں کھیلے گا۔ اور اُس کا نام **حسین** ہوگا۔

4 ہجری کو جب امام حسین پیدا ہوئے تو حضور ﷺ نے اپنے لعابِ دہن کو اُن کے منہ میں ڈالا اور دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت فاطمہ نے پوچھا۔ ابا جان۔ نواسے کو دیکھ کو خوش ہوتے ہیں مگر آپ رو رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا بیٹی ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے۔ انہوں نے حسین کی ولادت کی خوشخبری دی اور ساتھ ہی کربلا کی مٹی دی۔ اور کہا کہ ایک وقت آئے گا۔ کہ اس بچے کو کربلا کے میدان میں شہید کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ تو عرض کیا اُس وقت ہم کہاں ہوں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا بیٹی اس وقت ظاہری طور پر نہ میں ہوں گا اور نہ علی ہوں گے۔ نہ تو ہوگی۔ نہ ہی حسن ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا صرف یہ بیٹی نذب ہوگی۔ جو مدینے سے کربلا تک اپنے بھائی کا ساتھ دے گی۔ اور سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھے گی۔

ناں میں ہواں گا نہ تُو ہویں گی نہ ہو سی شیر خدا دا
- اک اکل نذب ہو سی جو تک سی حال بھرا دا
یہی وجہ ہے کہ سب حضرت امام حسینؑ سے پیار کرتے تھے۔ خود حضور ﷺ نے فرمایا کہ حسین کو میں نے اپنا بیٹا دے کر لیا ہوا ہے۔

ایک دن حضور ﷺ اپنے بیٹے حضرت ابراہیم اور حضرت امام حسین دونوں سے پیار فرما رہے تھے۔ ایک چاند تھا دوسرا تارا۔ ایک اپنا بیٹا تھا اور دوسرا بیٹی کی آنکھوں کا تارا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ دونوں میں سے ایک ہمیں دے دیں۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ کہ آپ کس کو دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ کی آنکھیں پھر آئیں۔ فرمایا جبرئیل گل آتا۔ میں سوچ لوں۔ دوسرے روز جبرئیل آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے بیٹے حضرت ابراہیم کو لے جا۔ کیونکہ اس کے جانے سے صرف مجھے ہی دکھ ہوگا۔ اور اگر حسین دیتا ہوں تو قافلہ کو دکھ ہوگا۔ علی کو دکھ ہوگا۔ حسن اور زینب کو دکھ ہوگا۔ یہ روئیں گے۔ اور حسین میری آنکھ کا تارا بھی تو ہے۔ اے جبرئیل ایک وقت آئے گا کہ اسلام در در جا کر سوالی ہوگا مگر کوئی بھی اس کی ہمدردی نہیں کرے گا۔ مگر میرا یہ حسین اپنا خون دے کر اسلام کو زخمہ کرے گا۔ تو اس دن آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم فوت ہو گئے۔ جس کی خبر ملی میں حضور ﷺ بہت اداں ہوئے۔

ایک روز حضور ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ آپ امام تھے اور صحابہ مقتدی۔ اسی دوران امام حسین مسجد میں آگئے اور دیکھا کہ نانا جان سجدے کی حالت میں ہیں۔ حضرت امام حسین سجدے کی حالت میں آپ پر سوار ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اپنا سر نہ اٹھایا۔ جب تک امام حسین خود ہی نہ اتر گئے۔ یہ سب لاڈ پیاری باتیں تھیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا رتبہ کتنا عظیم ہے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ سُن لو!
 الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدِ الشَّبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ
 حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

ایک مرتبہ فرمایا

حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین میں سے ہوں

یہی وجہ تھی کہ سرکارِ دو عالم ﷺ آپ کو رنجیدہ نہیں ہونے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ
 عید کے موقع پر حضور ﷺ حضرت فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لے گئے اور امام
 حسین سے پیار کرنے لگے۔

عید کے دن مصطفیٰ سے یوں لگے کہنے حسین
 سبز کپڑے دو حسن کو سرخ دو جوڑا مجھے
 دن سواری میں نہ جاؤں گا نمازِ عید کو
 نانا جی جنت سے منگوا دیجئے گھوڑا مجھے

حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا

ہنس کے فرمایا حسین کندھے میرے پر چڑھو
 ننھے ننھے ہونٹوں سے کہتے چلو گھوڑا مجھے
 زُلف میری کھینچ رکھنا یہ تمہاری ہے لگام
 بے عذر مُز جاؤں گا تو نے جدھر موڑا مجھے

مسجد نبوی میں حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اتنے میں امام حسن اور امام حسین مسجد میں داخل ہوئے۔ حضور ﷺ نے خطبہ چھوڑ دیا۔ اور دونوں شہزادوں کو اٹھالائے۔ ایک کو دائیں بیٹھالیا اور ایک کو بائیں بیٹھالیا۔ پھر صحابہ سے فرمایا یہ میرے بیٹے ہیں۔ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ تم بھی ان سے محبت کرو۔ جو ان سے محبت کرے گا۔ خدا ان سے محبت فرمائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام ان دونوں شہزادوں سے اور ان کے والدین سے ولی عقیدت رکھتے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے فارس فتح کیا تو نو شیرواں بادشاہ کی پوتی شہزادی شہر بانو قیدی ہو کر آئی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا اس کی شادی حضور ﷺ کے شہزادے امام حسین سے ہوگی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے خود نکاح کا خطبہ پڑھا۔ دن گزر گئے اور آخر

نانے کی فرقت حسین نے دیکھی
 لٹاں کی میت حسین نے دیکھی
 ابا کی شہادت حسین نے دیکھی
 بھائی کی رحلت حسین نے دیکھی
 کس صبر سے کانٹوں پہ چل رہے تھے حسین
 دُنیا مٹا رہی تھی مگر سنبھل رہے تھے حسین

حضرت امیر معاویہؓ کا انتقال ہوا اور یزید بادشاہ بنا۔ اُس نے امام حسین کو بیعت کرنے کو کہا۔ آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا میں تم جیسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر سکتا۔

کیونکہ میرے والد علی مرتضیٰ نے

صداقت کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔
عدالت کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔
سختاوت کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔
حق والوں کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔

تُو فاسق و فاجر ہے۔ تو شرابی ہے۔ تو بے دین ہے۔ اس لیے میں تیری بیعت نہیں کر سکتا ہے۔

یہ سن کر یزید آگ بگولا ہو گیا اور اُس نے آپ کو شہید کرانے کی کوششیں شروع کر وادیں۔

حضرت امام حسینؓ نے اپنی بہن حضرت زینب سے مشورہ فرمایا۔ کہ بہن اب مدینے میں رہنا مشکل ہو گیا۔ کیونکہ یزید ہماری جان کا دشمن ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں مکہ معظمہ چلے جانا چاہیئے۔

بہن نے کہا آپ کی بات درست ہے۔ یہ مشورہ کر کے آپ نے سب گھر والوں کو تیاری کا حکم دیا اور خود اپنی بہن کو ساتھ لے کر حضور ﷺ کے روضے پر آگئے۔ اور رو کر عرض کیا۔☆

سلام اے جد امجد اے میرا منہ چومنے والے
مجھے دوشِ نبوت پر اٹھا کر گھومنے والے
ذرا نظریں اٹھا کر دیکھ کس کا نورِ عین آیا
دیکھو اے نانا جان یہ در پہ حسین آیا

اے نانا جان آپ سے کئے ہوئے وعدے کا وقت آن پہنچا ہے۔ کربلا
میں میرے امتحان کا وقت آنے والا ہے۔ آپ دُعا فرمائیں کہ میں کامیاب
ہو جاؤں۔

پھر امام حسینؑ اپنی والدہ فاطمہ زہرا کی قبر انور پر آئے۔

پڑھ کے فاتحہ ماں دی قبر اُٹے شاہ امام حسینؑ پکار دا اے
میرا بولیا چالیا معاف کرنا اے سلام منہ آخری وارد اے

اے لتاں جس کو ٹوٹنے قرآن کی لوریاں دے دے کے پا لالتھا۔ آج وہ مدینہ چھوڑ
کر جا رہا ہے۔ کربلا میں میرے امتحان کا وقت آن پہنچا ہے۔ دست بستہ عرض
کرتا ہوں۔ لتاں میرے لیے دُعا فرماتا۔

حضرت بی بی زینب اپنی والدہ کی قبر کو بوسہ دے کر کہتی ہے۔ لتاں میں مدینے سے
جار ہی ہوں۔ جب بیٹیاں جُدا ہوتی ہیں۔ تو مانیں سینے سے لگا کر پیار کرتیں ہیں
لتاں اٹھ مجھے سینے سے لگا۔ کیونکہ میں مدینے سے جار ہی ہوں۔

کھڑی ہو کے ماں دی قبر اُٹے بی بی زینب کر لاؤن گی
اٹھ کے دیو پیار تے کرو دیا تیری دمی مدنیوں جان گی

دونوں بہن بھائی واپس آئے۔ تمام کنبے والے اونٹوں پر سامان باندھ چکے تھے۔ چلنے کی تیاری مکمل تھی۔ امام حسینؑ نے اپنی بیٹی صفریٰ کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا بیٹی تو بیمار ہے۔ تھوڑے عرصے کے بعد تیرا بھائی علی اکبرؑ تجھے آکر لے جائے گا۔ یہ سن کر صفریٰ بابل کے سینے سے لگ گئی۔ اور زار و قطار رونے لگی۔ پھر علی اکبر سے ملی۔ علی اصغر کا منہ جو ما۔ چچا عباس سے پیار لیا۔ پھر پھوپھی زینب کے سینے سے لگ گئی۔ اور عرض کیا پھوپھی مجھے کہیں بھلا نہ دینا۔ یہ صفریٰ سب کی یادوں میں روتی رہے گی۔ بی بی زینب نے دلاسا دیا۔ بیٹی گھبرا نہیں۔ جلدی ہی علی اکبر تجھے آکر لے جائے گا۔

گلی گلی مدینے دی چیخ اٹھی جدوں کرنل دہ شہ سوار ٹریا
 علی اکبر تے علی اصغر نالے حضرت عباس عکمر دار ٹریا
 کنب گئی سی ٹربت فاطمہ دی جدوں گھرنوں چندرے مار ٹریا
 اے جگر حسین دا جان دا اے کیوں بچی نوں دے کے پیار ٹریا

حضرت امام حسین نے مدینہ چھوڑ دیا اور مکہ میں آکر رہنے لگے وہاں پر آپ کا ارادہ تھا حج کرنے کا۔ اس سے پہلے آپ بچپن (25) حج پیدل کر چکے تھے۔ کوفہ والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے آپ کو خط لکھنے شروع کر دیئے کہ اے امام حسین آپ کوفہ میں تشریف لے آئیں۔ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ہمارے دل تمہارے ساتھ ہیں۔ ہماری تلواریں تمہارے ساتھ ہیں۔ مگر امام حسین نہ گئے۔ انہوں نے قاصد بھیجے۔

ایک روایت میں ہے کہ امام عالی مقام کو کوفیوں کے چالیس ہزار خطوط آئے اور کئی سو قاصد۔ آخر آپ نے فیصلہ کیا کہ بھائی مسلم بن عقیل کو کوفے بھیج کر حالات کا جائزہ لینا چاہیے۔ مسلم بن عقیل اپنے دو بیٹوں محمد اور ابراہیم کے ساتھ کوفے روانہ ہو گئے۔ کوفے پہنچے تو لوگوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور چالیس ہزار کوفیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا اے امام مسلم حضرت امام حسین کو خط لکھو کہ آپ کوفے تشریف لے آئیں۔ اسی وقت امام مسلم نے حضرت امام حسین کو خط لکھا کہ حالات درست ہیں۔ تمام کوفی آپ کے ساتھ ہیں۔ تشریف لے آئیں۔ جیسے ہی امام حسین کو خط پہنچا۔ آپ بروز ہفتہ 27 رجب 60 ہجری 3 مئی 680ء رات کے وقت کوفے کے لیے روانہ ہو گئے ادھر یزید کو پتا چلا تو اُس نے کوفے کے گورنر نعمان بن بشیر کو جواہل بیت کا غلام تھا۔ معزول کر دیا۔ اور عبد اللہ ابن زیاد کو گورنر مقرر کیا۔ اُس نے آتے ہی کوفیوں کو ڈرایا کہ امام کا ساتھ نہ دو۔ ورنہ کوفہ میدان جنگ بن جائے گا۔ تمہاری عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو جائیں گے۔ تمہارے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔ یہ امام اور یزید کا آپس کا معاملہ ہے۔ یہ سن کر تمام کوفی ڈر گئے۔ اب امام مسلم بن عقیل تہا رہ گئے۔ بازاروں میں کوئی بھی آپ کو سلام کرنے والا نہ تھا۔

قدم بڑھتے گئے دیواروں کے سائے میں

سید جا رہا تھا تلواروں کے سائے میں

آخر اعلان ہوا جو امام مسلم اور اُن کے بچوں کو پکڑ کر لائے گا۔ اُسے انعام

طے گا۔ لوگوں میں انعام کا لالچ پیدا ہو گیا۔ حضرت مسلم کو پکڑ کر ابن زیاد کے پاس لے گئے۔ اُس نے آپ کو شہید کر دیا۔ حضرت مسلم کے دو بچے ایک لونڈی اپنے گھر میں لے گئی تھی۔ اُس کی مالکہ نیک تھی۔ رات کو کھانا دے کر سُلا دیا۔ اُس عورت کا خاوند بے ایمان تھا رات کو آیا اور کہا کہ مسلم کے بچے مل جائیں تو انعام حاصل کروں گا۔ تو اُس کی بیوی نے کہا۔ اے بے ایمان کیوں بچوں کا دشمن ہوتا ہے۔ سو جاؤ۔ وہ تمہیں نہ ملیں گے۔ آدھی رات کے وقت محمد کی آنکھ کھل گئی اُس نے اپنے بھائی ابراہیم کو جگایا اور گلے لگا کر کہنے لگا۔ کہ بھائی میں نے خواب دیکھا ہے کہ نانا محمد مصطفیٰ ﷺ اور دادا حضرت علی مرتضیٰ اور لبتاں فاطمہ کھڑے ہیں۔ اور ہمارے ابا جان خون میں نہائے ہوئے حاضر ہوئے۔ نانا جان نے فرمایا اے مسلم تم اکیلے کیوں آئے ہو؟ تمہارے بچے کہاں ہیں۔ تو ابا جان نے عرض کیا۔ وہ بھی حاضر ہونے والے ہیں۔ بھائی ہمارے چلنے کا وقت آن پہنچا ہے یہ کہہ کر وہ اونچی آواز سے رونے لگے۔ کمرے سے رونے کی آواز آئی۔ تو حارث نے دیکھا کہ وہ دونوں بچے اس کے گھر میں موجود ہیں۔ خوش ہو گیا اور دونوں بچوں کو بالوں سے پکڑ کر باہر لے آیا اور بولا سارا دن تمہیں تلاش کرتا رہا۔ اب میں تم دونوں کو شہید کر کے انعام حاصل کروں گا۔ جب طمانچے مارتا ہوا لے کر چلا تو اُس کی بیوی نے کہا۔

ارے سید ہیں سید ہیں طمانچے نہ لگا
یہ قرآن کے ورق ہیں زمیں پہ نہ گرا

تو میرے ہوتے ہوئے تو ان کو شہید نہیں کر سکتا۔ تو اُس نے بیوی کو دھکا دیا وہ گر گئی اور بولی اے بچو! اب تم خدا کے حوالے۔ خارث لعین دریائے فرات کے کنارے لے گیا اور تلوار اٹھائی کہ ان کو قتل کر دوں۔ دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کو گلے سے لگا لیا اور اس لعین نے ایک ہی وار میں دونوں کو شہید کر دیا۔

دریائے فرات کا پانی سُرخ ہو گیا۔

زمین ہل گئی۔ عرش کانپ اٹھا۔

زہرا کی قبر لرز اٹھی۔

وہ لعین دونوں کے سر ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ ابن زیاد نے کہا میں نے تو زندہ پکڑنے کا کہا تھا اور تو شہید کر لایا۔ اُس نے خارث کی گردن اڑادی۔ اس لعین کو نہ

دُنیا ہی ملی اور نہ ہی دین ملا۔ (لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ يَا لَعْمَانُ لَعْلُ بَيْتِ)

کوفے سے چند میل دُور امام حسین کو امام مسلم اور اُن کے دونوں بچوں کی شہادت کی خبر ہوئی تو آپ اٹھکبار ہو گئے۔ تمام عزیزوں کو نکلیا کہ اب کیا کیا جائے۔ سب نے عرض کیا۔ اے امام جو آپ کہیں گے۔ ہم کریں گے۔ ابھی بات چیت ہو رہی تھی کہ یزید کی فوج آن پہنچی۔ خُردن ریاحی اُس فوج کا سپہ سالار تھا۔ اُس نے کہا مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ کو جانے نہ دوں اور کریمکا کے میدان میں لے جاؤں یا آپ یزید کی بیعت کر لیں۔ آپ نے فرمایا یزید کی بیعت ناممکن ہے میں بیعت نہیں کر سکتا۔ رات ہو گئی تو خُردن نے کہا آپ چپکے سے نکل جائیں اور مدینے

چلے جائیں۔ سارا قافلہ چلا۔ صبح ہوئی تو اپنے آپ کو کربلا کے میدان میں پایا۔ اب چلنا چاہتے تھے کہ عمر بن سعد کی سالاری میں یزید کی بے شمار فوج نے آکر آپ کو گھیر لیا اور عمر بن سعد نے بیعت کا مطالبہ کیا۔ سات (7) محرم تک بات چیت ہوتی رہی۔ مگر جب امام حسین بیعت کے لیے رضامند نہ ہوئے تو بات چیت ختم کر دی۔

ایک قافلہ یہاں سے گزر اُسی نے امام حسین سے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ اور کہاں کے رہنے والے ہیں۔؟ تو فرمایا۔

کسی نے جب وطن پوچھا تو حضرت نے فرمایا
مدینے والے کہلاتے تھے اب ہیں کربلا والے

عمر بن سعد کو حکم ملا کہ امام حسین اور اُن کے ساتھیوں کے لیے دریائے فرات کا پانی بند کر دو۔ تاکہ یہ بے بس اور لاچار ہو جائیں اور یزید کی بیعت کر لیں۔

حاکم کا یہ حکم تھا کہ پانی بٹہ نہیں
گھوڑے نہیں ، اونٹ نہیں ، اہل ہنر نہیں
یزیدی نہیں ، ہر روز نہیں منع نہ کیجیو
پر قافلہ کے لال کو پانی نہ دیجو

اور 9 محرم کی شام کا وقت ہوا۔ رات عشاء کی نماز کے بعد امام حسین نے چراغ بجھا دیا اور فرمایا کہ اے میرے ساتھیوں جو تم میں سے جانا چاہتا ہے۔

وہ جاسکتا ہے۔ میں اُسے کچھ نہ کہوں گا۔ مگر سب نے رو کر کہا۔ حضور اگر ہم آج چلے گئے تو قیامت کے روز آپ کے نانا جان کو کیا منہ دکھائیں گے۔ ہم آپ پر اپنی جانیں نثار کر دیں گے۔ پھر آپ حضرت بی بی شہر بانو کے خیمے میں تشریف لے گئے آپ نے فرمایا

عمر کئی تو لکھاں دی وچ کلی رہن والیئے شاہی مکان دی اے
تیری کوفیاں لکھ نہ قدر کیتی عالی قدر تے اُچی شان دی اے
لے کے بال بچہ ٹر جادیس پیکے گھڑی میرے تے آئی امتحان دی اے
ہتھ جوڑ کے بانو نیں عرض کیتی مینوں لوڑ ناں اپنی جان دی اے
تھاڑے قداماں وچ نکلے جان میری ایہو آرزو ایس نادان دی اے

میری بہنو!

ہمیں اپنی زندگی

حضرت خوا

حضرت حاجرا

حضرت رحمت

حضرت خدیجہ

حضرت فاطمہ

حضرت شہر بانو

کی پیروی میں بسر کرنی چاہئے

کہ جنہوں نے عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ اپنے خاوند کی وہ خدمت کی کہ
دُنیا میں جن کی دُھوم مچی ہوئی ہے۔ اپنے خاوند پر سب کچھ نثار کر دیا۔

امام حسینؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔ آج کی رات خوب جی بھر کے عبادتیں کر لو۔ صبح کا سورج شہادتیں لے کر آئے گا۔ ساری رات عبادت میں بسر ہوئی۔ 10 محرم کا سورج خونی شعاعیں بکھیرتا ہوا طلوع ہوا۔ عمر بن سعد اور شمر نے پکارا۔ اے حسین بیعت کرو۔ **وَاَقْبَلُوا** مقابلہ کرو۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ صبر کرو۔ ہم تمہارا مقابلہ کریں گے۔ پھر جنگ شروع ہوئی۔ امام حسینؑ کا ایک ایک ساتھی میدان میں جا کر جام شہادت نوش کرنے لگا۔

حضرت سیدہ حضرت عباسؑ کے پاس گئی اور کہا چچا پیاس لگی ہوئی ہے۔ حضرت عباسؑ نے کہا۔ بی بی گھبرا نہیں۔ تیرا چچا تجھے پانی ضرور پلائے گا۔ اب تم اپنی ماں کے پاس جاؤ۔ امام حسینؑ سے اجازت لے کر حضرت عباسؑ گھوڑے پر سوار ہوئے اور فرات کی طرف چلے۔ فوجوں کو چیر کر فرات پر پہنچے۔ پانی سے مشک بھری۔ مگر یزیدیوں نے تیروں کی بارش کر دی۔ پانی بہہ گیا۔ بازو گٹ گئے اور حضرت عباسؑ زمین پر آ رہے۔

آواز آئی کہ آؤ میرے آقا
آخر ہوا عباس اٹھاؤ میرے آقا
خوپا چکی ہے فوج بچاؤ میرے آقا
آؤ مجھے یسین سناؤ میرے آقا
سن کر یہ صدا شاہ پکارے کئی باری
ہم شکل نبوی دَوڑو کمر ٹوٹی ہماری

امام حسینؑ لاشہء عباس اٹھا کر لائے اور فرمایا۔ سیکنہ تیرا چچا آ گیا۔ سیکنہ نے دیکھا تو سینے سے لگ کے کہا۔ اگر مجھے علم ہوتا تو چچا میں تجھے نہ بھیجتی۔ چچا اٹھو۔ بات کرو۔ تمہاری بھتیجی سیکنہ تجھے پکار رہی ہے۔

آخر کار اہل بیت کے گھرانے کے فرد ہی باقی رہ گئے۔ امام قاسمؑ نے اجازت لی۔ اور گھوڑے پر سوار ہوئے۔ امام حسن کا بیٹا زید یوں کولکارتا ہوا فوج میں گھس گیا۔ مگر انھوں نے نیزوں کی بارش کر دی۔ قاسم زمیں پہ گر پڑے اور پکارے۔ چچا حسین مجھے سنبھالو۔ امام حسین دوڑے اور جا کر جھولی میں اٹھالیا۔

پھلکی کے ساتھ موت کا خنجر بھی چل گیا

سر پاؤں پر دھرا رہا اور دم نکل گیا

امام حسینؑ قاسم کو اٹھا کر غیموں میں لائے تو بیبیوں کی چیخیں نکل گئیں۔ امام نے فرمایا۔ کوئی بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔

اتنے میں علی اکبر امام حسینؑ کے سامنے سر جھکا کر کھڑے ہو گئے اور کہا تا جان میرے ہوتے ہوئے آپ میدان جنگ میں نہیں جاسکتے۔ امام نے فرمایا۔ بیٹا یہ لوگ میری جان کے دشمن ہیں۔ مجھے جانے دے۔ مگر علی اکبر نے عرض کیا۔ تا جان۔ جب تک میں اپنی جان آپ پر قربان نہیں کر دوں گا۔ میری روح تڑپتی رہے گی۔ امام نے اجازت عطا فرمائی۔

حضرت علی اکبر جب چلے۔۔۔۔۔☆☆☆☆☆

دیتے تھے اہل بیت ذہائی امام کی
تصویر گھر سے جاتی ہے خیرالانام کی
ماں کے رونے کی جو کانوں میں صدا آتی تھی
کلڑے ہوتا تھا چکر چھاتی پھٹی جاتی تھی

علی اکبر نے لٹاں پھوپھی کو سلام کیا۔ بی بی زینب نے رو کر فرمایا۔ بیٹا تجھے دیکھ
لیتے تھے تو نانا کی تصویر سامنے آجاتی تھی۔ اب ہم کسے دیکھا کریں گے۔ علی اکبر کی
والدہ خیمے سے نکلی۔ اور علی اکبر کو سینے سے لگا کر فرمایا بیٹا جا۔ اسلام کی خاطر شہید ہو
کے۔ آ۔ علی اکبر چلے۔ یزیدیوں کو لکارا۔ کئی ایک کو فی لٹا کر کیا۔ آخر نیزوں نے آلیا۔
تیروں کی بارش ہو گئی اور امام کا تخت جگر زمین پہ آ رہا۔

جلا دوں سے کہتے تھے رو رو کے بتاؤ
اکبر ہے کہاں لاش مجھے اُس کی دکھاؤ
یا اُس کے برابر میرا لاشہ بھی گراؤ
یا قتل کرو یا علی اکبر سے ملاؤ
سید ہوں مسافر ہوں کئی دن سے ہوں پیاسا
یا رو میں پیغمبر کے تمہارے ہوں نواسہ

امام عالی مقام علی اکبر کو اٹھا کر لائے۔ خیمے میں پیمیاں اکٹھی ہو گئی۔ علی اکبر نے
آنکھیں کھولیں۔ اور کہا آج مجھے مغربی یاد آ رہی ہے۔ بابا وہ ہمیں یاد تو کرتی ہوگی

بچی جو آئی اہل کی تو بابا سے کہا
شاید میری صغریٰ نے مجھے یاد کیا ہے

امام حسینؑ تیار ہوئے تو حضرت زینب نے عرض کیا۔ بھائی مصیبت آئے تو صدقہ
دیا کرتے ہیں۔ میں تمہاری بہن ہوں۔ اس بے کسی میں میرے پاس سوائے میری
اولاد کے کچھ نہیں۔ میرے عون و محمد بھی آپ پر قربان ہونے کی اجازت چاہتے
ہیں۔ امام عالی مقام نے فرمایا۔ بہن ان معصوموں کو زندگی کی بہاریں مبارک ہوں
میں نہیں چاہتا کہ تیری گود خالی ہو جائے۔ بی بی زینب نے رو کر عرض کیا۔ قیامت
کے دن لتاں فاطمہ کو میں کیا جواب دوں گی۔ جب انھوں نے پوچھا کہ ٹوٹنے
میرے لال پر اپنے بیٹوں کو غار کیوں نہ کیا۔ یہ سن کر امام عالی مقام نے اجازت
دے دی۔ دونوں شہزادے عون و محمد یزیدی فوجوں میں گر گئے۔ تیروں اور نیزوں
کی بارش نے زینب کے معصوموں کے جسموں کو رنگین کر دیا۔

لاشوں کے قریب آ کے شاہِ امت نے پکارا
اے بھانجوا! موجود ہے ماموں یہ تمہارا
ہاتھوں کو اٹھا کے ذرا بات تو کر لو
سینے سے لگو اٹھو ملاقات تو کر لو

امام عالی مقام شہزادوں کو اٹھا کر لائے۔ اور بی بی زینب کی گود میں رکھ دیا۔ فرمایا
بہن تیرا صدقہ قبول ہو گیا۔ اتنے میں چھوٹے سے بچے علی اصغر کے رونے کی آواز
آئی۔ امام عالی مقام خیمے میں گئے۔ بی بی شہر بانو نے عرض کیا یہ چھ (6) ماہ کا بچہ

پانی کے بغیر مر رہا ہے۔ اس کے لیے تو دو قطرے پانی مانگ لیں۔ امام نے بچے کو گود میں اٹھایا اور میدان میں تشریف لائے۔ فرمایا چلو تم میرے تو دشمن ہو۔ اس بچے کا کیا تصور ہے۔ اسے تو تھوڑا سا پانی دے دو۔ اتنا کہنا تھا کہ ایک لعین حُرمِ لہ نے تیر مارا۔ جو سیدھا علی اصغر کے حلق پر لگا۔ حلق سے گزر کر امام کے بازو میں پیوست ہو گیا۔ اور وہ ننھا شہزادہ شہید ہو گیا۔

امام عالی مقام نے شہر بانو سے فرمایا۔ تیرا شہزادہ اب پانی پی کے آ گیا ہے۔

ننھی سی قبر کھود کے اصغر کو گاڑ کر

شہیر اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کر

ابھی امام عالی مقام علی اصغر کو دفن کے اٹھے ہی تھے کہ دُور سے ایک ڈاچی سوار آتا ہوا نظر آیا۔ وہ قریب آیا تو پوچھنے لگا۔ آپ میں سے حسین کون ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے ہی حسین کہتے ہیں۔ اُس نے کہا میں مدینے سے آ رہا ہوں۔ میں نے ایک بچی کو روتا ہوا پایا۔ تو پوچھا کہ بیٹی روتی کیوں ہو۔ تو اُس نے آپ کے بارے میں سب کچھ بتایا۔ میں نے کہا بیٹی جو پیغام دینا ہے۔ دے دو۔ میں تمہارے والد اور بھائیوں تک پہنچا دوں گا۔

صغریٰ دا خط

اکبر ویرا موڑ مہاراں
 کلی مدینے وچ تینوں پکاراں
 امی بانو تے ننب پھو پھی
 جا پردیسیں بات نہ مچھی
 گھلایا نہ خط نہی پھچیاں تاراں
 اکبر ویرا موڑ مہاراں
 لین نہ آئیوں وعدہ کر کے
 یاد نہ آئی صغراں مَر کے
 غم دے ہنیریاں چہ نکراں ماراں
 اکبر ویرا موڑ مہاراں
 اصغر دا جھولا خالی ہلاواں
 اندر خیالاں دے لودیاں گاواں
 ترکے میں اٹھ تیرے سہرے سنواراں
 اکبر ویرا موڑ مہاراں
 ویڑا مینوں کھان نوں ڈوڑے
 میرے مٹاپے نہ رہے سوہرے
 کلی اے جتہ تائیں دکھ نیں ہزاراں
 اکبر ویرا موڑ مہاراں
 مینوں بھلایا جے میرے بھائیاں
 بائیل تون وی خبراں نہ پائیاں
 لعلیاں کسے ناک میریاں ساراں
 اکبر ویرا موڑ مہاراں

امام عالی مقام نے خط پڑھا تو آنکھبار ہو گئے اور فرمایا اے قاصد تو نے کب مدینے جانا ہے۔ یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ اور بتا دینا کہ کربلا میں فاطمہ زہرا کے گلشن کی پتی پتی بکھر گئی تھی۔

امام حسین کا صغریٰ کو جواب

آکھیں صغراں نوں قاصدا باپ تیرا کر بل و سدی جھوک لٹا بیٹھا
بچے عون و محمد تے اصغر اکبر نالے قاسم عباس گہا بیٹھا
اپنے وچ مقصد کامیاب ہو کے سید رب دا شکر بجا بیٹھا
ہووے دے دی پئی مراد پوری جے میں سجدے وچ سیس کٹا بیٹھا
باقی دم دا دم مہمان ہاں میں لگی پریت نوں توڑ نبھا بیٹھا
آکھیں قاصدا خط نوں چم بابا رو رو اکھیوں نیر وگا بیٹھا
یہ پیغام قاصد کو دینے کے بعد امام خمیہ میں آئے اور اپنی بہن زینب سے فرمایا
اب میری شہادت کا وقت قریب ہے۔ میری نصیحت سن لے۔

میرے بعد بے صبری کا مظاہرہ نہ کرنا

سر سے چادریں نہ اتارنا

اپنے بال نہ نوچنا

سینہ کو بی نہ کرنا

بلکہ سب کو دلا سے دینا اور فاطمہ زہرا کی بیٹی ہونے کی لاج رکھنا۔ جب مدینے پہنچ جانا تو سب سے پہلے ناکا جان کے روضے پر جا کر سلام عرض کرنا۔ کہنا ناکا جان

کرنیل والا حسین سلام کہتا تھا۔ اور میری اسلام کی خاطر قربانی کو قبول فرمائیں۔
 امام عالی مقام نے عابد بیمار کا منہ چوما۔ فرمایا بیٹے۔ تو نے میرے بعد اپنی بہن
 صغریٰ اور سیکینہ کا خیال رکھنا ہے۔ جب میرا سر کٹ کر نیزے پر چڑھ جائے۔ تو
 رونے کی بجائے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرنا۔ کہ آج میرے والد امتحان
 میں کامیاب ہو گئے۔

پھر امام عالی مقام نے میدان میں جانے کی تیاری کی۔ اور گھوڑے پر سوار ہونے
 لگے۔ تو بی بی سیکینہ نے گھوڑے کے پاؤں کو پکڑ لیا۔ امام حسین عالی مقام نے فرمایا
 بیٹی اس کے پاؤں کو چھوڑ دے۔ بی بی سیکینہ نے عرض کیا ابا جان۔

یہ قاسم کو لے کر گیا تو خالی واپس آیا۔ ○ علی اکبر کو لے کر گیا تو خالی واپس آیا
 چچا عباس کو لے کر گیا تو خالی واپس آیا ○ عون و محمد کو لے کر گیا تو خالی واپس آیا
 اب آپ کو لے کر جا رہا ہے میں اسے جانے نہیں دوں گی۔

چلے حسین جدوں آئی سیکینہ آگے
 بائیں و چھوڑے والا زخم لگاؤں لگے
 آکھے امام ایہو لکھیا تقدیر و
 حوصلہ دیکھو رکتاں زنب دے ویر دا

امام عالی مقام نے بی بی سیکینہ کو سینے سے لگا لیا فرمایا بیٹا یہ خدا کی رضا ہے۔ اور اپنی
 بہن زنب سے فرمایا کہ سیکینہ کو سنبھالو۔

اب امام عالی مقام میدان میں تشریف لائے اور فرمایا۔ یزید یو! میں خود نہیں

آیا۔ مجھے خط لکھ کے بلایا گیا ہے۔ اب بھی وقت ہے میرے قتل سے باز آ جاؤ۔ اور جان لو کہ میں نواسہ رسول ہوں۔ فرزندِ علی ہوں۔ جگر گوشہٴ بتول ہوں۔ میں وہ ہوں کہ جسے اللہ کے رسول ﷺ نے جنت کے نوجوانوں کا سردار کہا ہے اے لوگو۔ جلدی نہ کرو۔ میں حق پر ہوں۔ آؤ توبہ کر لو۔ اب بھی وقت ہے۔ مگر یزیدیوں کے دلوں میں لالچ اور کفر بس چکا تھا۔ انہوں نے کہا۔ آپ یزیدی کی بیعت کریں یا شہادت کے لیے تیار ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں کبھی بھی بیعت نہیں کر سکتا۔ پھر آپ تلوار لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر یزیدیوں کی طرف بڑھے۔

لباس ہے کٹا پھٹا..... غبار سے آٹا پڑا
تین دن کی پیاس ہے..... رحمتوں کی آس ہے
یہ کون ذی وقار ہے..... بلکا کا شہسوار ہے
یہ بالیقین حسین ہے..... نبی کانور عین ہے

میدان میں گئے۔ یزیدیوں نے تیروں کی بارش کر دی۔ نیزوں کا مینہ برسا دیا
تلواروں کی چمک بجلی بن کر گری۔ امام یزیدیوں میں گھر گئے۔

نیزہ اک نے ماریا وچ سینے
فیر تیراں دا مینہ برسان لگ پے
دل کجے دے سجدے کرن والے
ہتھیں اپنے کجے نوں ڈھان لگ پے

روای کہتا ہے کہ میدان کربلا میں ایک برقعہ پوش خاتون نظر آئی۔ اور اُس نے امام عالی مقام کا سر اپنی جھولی میں رکھا اور اپنی چادر سے چہرے کو صاف کیا۔ امام نے دیکھا تو عرض کیا اتناں تیرے بیٹے نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔

قرآن رحل زین سے سر فرش گر پڑا

دیوارِ کعبہ بیٹھ گئی اور عرش گر پڑا

میرا امام زمین پر تشریف لے آیا۔ تیروں سے، نیزوں سے، جسم چھلنی تھا کبھی میدان کو دیکھتے کبھی خیموں کو دیکھتے۔

ادھر بھائی جب گھوڑے پر نظر نہ آیا تو زینب نے کہا عابد تیرے لئے نظر نہیں

آتے۔ عابد بھائی نظر نہیں آتے۔ رو کر کہا بھائی حسین کہاں ہو۔ شہر بانو ذرا آ کر

دیکھو حسین نظر نہیں آتے۔ دیکھا تو امام حسین زمین پر گرے ہوئے تھے اور

فرما رہے تھے۔ اے شمر کیا وقت ہے۔ کہا نماز کا وقت ہے۔ کہا مجھے نماز پڑھ لینے

دے۔ امام حسین نے اپنا سر سجدے میں رکھ دیا اور فخر لعین نے آپ کو شہید کر دیا۔

میدان میں تمام لاشے پڑے تھے۔

امام عالی مقام کا سر مبارک کاٹ کر نیزے کی ٹوک پر چڑھا دیا۔ اور یزیدی خوشیاں

منانے لگے۔ امام حسین میدان میں سجدہ کر کے ایک سبق دے گئے کہ

چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے کی ٹوک پر

لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل بیت کی محبت عنایت فرمائے۔ آمین

سید نے کربلا میں وعدے نبھا دیئے
 دین محمدی کے گلشن کھلا دیئے ہیں
 دین نبیؐ پہ واری اکبر نے بھی جوانی
 عباس نے بھی اپنے بازو کٹا دیئے ہیں
 بولے حسینؑ مولا تیری رضا کی خاطر
 اک ایک کر کے میں نے ہیرے لٹا دیئے ہیں
 غنچہ جو اک بچا تھا اُس کو بھی پیش کر کے
 سید نے جھاڑ کے یوں دامن دکھا دیئے ہیں
 زینب کے باغ کے دو پھول تھے مہکتے
 زینب نے وہ بھی دونوں نامِ خدا دیئے ہیں
 تنویرِ حیدری نے دے دے لہو کے قطرے
 کرپ و بلا کے ڈرے تارے بنا دیئے ہیں

شاہِ اُستِ حسینؑ بادشاہِ اُستِ حسینؑ

ذی اُستِ حسینؑ دینِ پناہِ اُستِ حسینؑ

سردادنہ دادِ دُستِ دَر دُستِ یزید

کھا کہ بنائے لا اِلہَ اُستِ حسینؑ

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿3﴾

کربلا سے مدینے تک

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ○ اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ○

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ○

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمَ وَبَلَّغَنَا رَسُولُهُ النَّبِيَّ الْكَرِيمَ ﷺ

تمام بہنیں صلوة و سلام پڑھیں

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلى آلك وأصحابك يا حبيب الله

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ جس نے زبانوں کو قوت گویائی عطا

فرمائی۔ کانوں کو قوت سماعت دی۔ آنکھوں کو بصارت کا نور دیا۔ دلوں کو بصیرت کی

روشنی عنایت فرمائی۔ دماغ کو کمپیوٹر بنایا۔ پھر اُسے یادوں سے سجایا۔ انسان کو عقل

دے کر اور شرف بارگاہ بخش کر اشرف المخلوق بنایا۔ علم دے کر فرشتوں سے اعلیٰ

کر دیا۔ وہی اللہ ساری کائنات کا مالک و خالق ہے۔ اسی کے حضور ہماری جینیں
جھکتی ہیں

میری بہنو!

درد و سلام کے گجرے سرور کائنات۔ رحمتِ جہاں۔ شافعِ محشر۔ نورِ
جسم۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ مقدسہ میں پیش کرتی ہوں۔ کہ جس بارگاہ
میں جبرئیل بھی بلا اجازت نہیں آتے۔ جس بارگاہ میں آنے والا بد نصیب نہیں
رہتا۔ جس بارگاہ سے ہر ایک کو بھیک کے ساتھ دعا بھی ملتی ہے۔

جدھر جدھر بھی گئے وہ کرم ہی کرتے گئے

کسی نے مانگا نہ مانگا وہ جھولی بھرتے گئے

میری بہنو!

میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی جن آیات کی تلاوت کی ہے۔
اس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے ایمان والو! جب تم پہ کوئی مصیبت آجائے
تو صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ کیونکہ صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی امداد ہے
حضور ﷺ نے فرمایا۔

الصَّبْرُ نِصْفُ الْإِيمَانِ

مطلب یہ ہے کہ صبر دھارا ایمان ہے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ صبر کی مثال ایسے ہے جیسے گردن کے اوپر والا
حصہ اگر کاٹ دیا جائے تو انسان ختم ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر انسان صبر سے کام نہ

لے تو نیکیوں سے دُور ہو جاتا ہے۔

میری بہنو!

کربلا میں امام حسین علیہ السلام نے صبر بھی کیا اور نماز بھی پڑھی۔ آپ نے اس آیت کی تفسیر بن کر دکھائی۔ مسجد میں نماز پڑھنا آسان ہے۔ گھر میں نماز پڑھنا آسان ہے۔ بیت اللہ کے سائے میں نماز پڑھنا آسان ہے۔ مگر نیزوں اور تلواریوں کی چھاؤں میں نماز پڑھنا امام عالی مقام ہی کی شان ہے۔ نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواریوں کے سائے میں

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد یزیدیوں نے تمام خیموں کو آگ لگا دی۔ اور شمر نے ستر (70) گھوڑ سواروں سے کہا کہ اہل بیت کے تمام شہداء کی لاشوں پر گھوڑے دوڑاؤ۔ اُس وقت زمین و آسمان کانپ رہے تھے۔ زمین کربلا میں خون ہی خون تھا۔ ہر طرف کہرام مچا ہوا تھا۔ بی بی زینب تمام عورتوں اور بچوں کو ایک جگہ اکٹھا کر رہی تھی۔ رات ہو گئی۔ حضرت بی بی زینب نے زین العابدین سے کہا۔ بیٹے عابدِ عشاء کا وقت ہے۔ اذان دو۔ انھوں نے اذان دی۔ اور سب نے نماز پڑھی۔

میری بہنو!

کوئی بھی مصیبت آجائے۔ کتنی بڑی بیماری ہو۔ کتنا ضروری کام ہو۔ کربلا والوں نے ہمیں سبق دیا کہ نماز بہت ضروری ہے۔ قرہی گاؤں سے کچھ

لوگ کھانا اور پانی لے کر آئے۔ بی بی زینب نے قبول فرمایا۔ اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو پانی پلایا۔ بچے اپنی ماؤں کی گود میں سہے ہوئے بیٹھے تھے۔ حضرت زینب نے فرمایا۔ گھبراؤ نہیں۔ ابھی زینب زندہ ہے۔ جب تک حسین کی بہن زندہ ہے۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پھر ہاتھ میں تلوار لے کر لاشوں کا پہرا دینے لگی۔ ایک لاشے کو چومتی جاتی تھی۔ اور اللہ کے دربار میں صابرہ بی بی التجاء کرتی تھی۔ اے اللہ۔ ہماری قربانی قبول فرما۔ کچھ دیر کے بعد ایک گھوڑ سوار نظر آیا۔ حضرت زینب آگے بڑھی اور کہا۔

اگے نہ آویں گھوڑ سوارا اتھے ہن شہزادے سنے

متاں گھوڑے دا پیرا تے آوے اے پیاسے ہن دناں دے

پکار کے کہا۔ یہاں تو چمنستان بتول کی پتی پتی ہو چکی ہے۔ اہل بیت کے پھول بکھرے ہوئے ہیں۔ اے گھوڑ سوار آگے مت آنا۔

دے آواز نبی ﷺ نے اگوں اے جواب سنایا

میں بند غریب دا نانا بچڑی تیرا پہرا دیکھن آیا

حضور ﷺ خود کربلا میں تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا بیٹی

میں یہاں تم سب کا امتحان دیکھ رہا تھا اور امتحان میں کامیابی کی دعا کر رہا تھا۔

ثابت ہوتا ہے کہ کربلا میں خود حضور ﷺ حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت علی المرتضیٰ اس واقعے کو دیکھ رہے تھے۔

مکھوۃ شریف میں ہے کہ حضرت ام سلمہ نے خواب میں حضور ﷺ

کو دیکھا کہ آپ کی داڑھی شریف پر گرد و غبار ہے اور کپڑوں پر بھی گرد و غبار ہے۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ اُم سلمہ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا یہ حال کیوں ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں ابھی ابھی کر بلا سے آ رہا ہوں۔ میرے نواسے حسین علیہ السلام کو مظلومیت سے شہید کر دیا گیا۔ اے اُم سلمہ کر بلا کی مٹی دیکھنا خون بن گئی ہوگی۔ اُم سلمہ بیدار ہوئیں تو دیکھا کر بلا کی مٹی خون بن چکی تھی۔ آپ کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے۔ جب پتہ کروایا تو یہ عاشورہ کا ہی دن تھا۔

میری بہنو!

صبح ہوئی۔ کر بلا میں بیسیوں نے نماز فجر ادا کی۔ ابھی سلام پھیرا ہی تھا کہ یزیدیوں نے عورتوں کو۔ بچیوں کو۔ رسیوں سے باندھ دیا۔ اور امام زین العابدینؑ کے ہاتھوں میں جھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنا دیں۔

ہے گرم زمین پاؤں چلے جاتے ہیں
 زخار پہ آنسو بھی ڈھلے جاتے ہیں
 اس دھوپ میں پہنے ہوئے بیڑیاں عابد
 تلواروں کے سائے میں چلے جاتے ہیں

پھر یہ قافلہ شام کے وقت کوفہ میں پہنچا۔ خولی بن یزید نے سر اقدس امام علیہ السلام رات کو اپنے گھر رکھا اور سو گیا۔ اُس کی بیوی جاگ رہی تھی۔ اُس نے دیکھا کہ بہت سی حسین و جمیل عورتیں آ کر سر مبارک کو چوم رہی ہیں۔ اور گود میں اٹھا اٹھا کر آنسو بہا رہی ہیں۔ وہ یہ دیکھ کر اُشک بار ہو گئی۔ صبح ایک طشت میں سر اقدس

امام حسین علیہ السلام رکھ کر ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔

ابن زیاد نے اپنی چھڑی امام حسین علیہ السلام کے دانتوں پر ماری۔ اور کہا ایسا حسین چہرہ میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ جب اُس نے دانتوں پر چھڑی ماری تو صحابی رسول زید بن ارقم نے کہا۔ اوعین۔ شرم کر۔ جس منہ کو کملی والے چوما کرتے تھے۔ اس پر تو اپنی ناپاک چھڑی مار رہا ہے۔ بے غیرت شرم کر۔ ابن زیاد غصے میں آ گیا۔ بولا اے بوڑھے۔ اگر تو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ ابن زیاد نے حضرت زین العابدینؑ کی طرف دیکھا کہنے لگا۔ یہ کون ہے؟ کسی نے کہا۔ یہ امام حسین علیہ السلام کا بڑا بیٹا ہے۔ جو بیمار ہے۔

بولا زیاد تجھ کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا
 کاٹوں گا جو سے نخلِ تمنا حسین کا
 امام زین العابدینؑ جوش کے ساتھ بولے
 بیمار ہوں یتیم ہوں بے کس ہوں بے وطن
 پوتا ہوں میں علیؑ کا بیٹا حسین کا
 عابد نے ڈانٹ کر کہا خاموش بے ادب
 میں زندہ ہوں تو نام ہے زندہ حسین کا

یہ سن کر زیاد پہ سکتہ طاری ہو گیا۔ اور بولا۔ ان سب کو کوفے کے

بازاروں میں پھیراؤ۔ اہل بیت کی خواتین کو اونٹوں پر بٹھا کر اور سروں کو نیزوں پر لٹکا کر بازاروں میں پھیرا گیا۔ چھتوں پر چڑھ کر کوئی عورتیں اور مرد دیکھ دیکھ کر رو

رہے تھے۔ اُمّ کلثومؑ سے رہانہ گیا۔ فرمایا او بے وفاؤ۔ کینو! تم سب نے میرے
بھائی امام حسینؑ کی بیعت کر کے توڑ دی۔ خود ہی نکلا یا اور خود ہی مقابلے پہ
آگئے۔

تمہاری وجہ سے آئیں نکلائیں
خطائیں ہیں تمہاری سب خطائیں
لٹایا ہے تمہیں نے گھر نبی کا
کٹایا تم نے سب کتبہ علی کا
تمہیں تو باعثِ جو رو جفا ہو
تمہیں سب قاتلِ آلِ عبا ہو
اے لعینو! اب تم رو رہے ہو
تمہیں ہو شرم جا کے ڈوب مرو

پھر قافلہ شام کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ایک کلیسا کے قریب رات
ہو گئی۔ قافلے والوں نے پادری سے کہا۔ کہ ہم نے جہاں رات بسر کرنی ہے۔ اُس
نے کہا۔ آجائیے۔ پھر پوچھا۔ یہ تمہارے پاس کیا ہے۔ یزیدیوں نے کہا۔ یہ
نواسہ رسول ﷺ کا سر ہے۔ پادری نے کہا۔ اگر تم آج کی رات سرِ اقدس مجھے
دے دو۔ تو میں تجھے بارہ ہزار (12000) درہم ڈوں گا۔ یزیدی مان گئے۔
سب نے وہاں رات بسر قیام کیا۔ اُس پادری نے جب اپنے کمرے میں سرِ اقدس
رکھا تو درودِ یوار سے رونے کی آواز آنے لگی۔ پھر اُس نے دیکھا۔ آسمان سے

سراقدس تک نور کی شعاعیں پھیل گئیں۔ یہ دیکھ کر پادری حیران ہو گیا۔ صبح ہوئی تو پادری مسلمان ہو گیا۔ کہ جب نواسے کی یہ شان ہے تو نانے کی شان کیا ہوگی۔ دوپہر کے وقت قافلہ شام کے بازاروں میں تھا۔ لوگ اردگرد کھڑے قافلے کو دیکھ رہے تھے۔ پھر سب کو یزید کے دربار میں لے جایا گیا۔ اور سب سر پیش کئے گئے۔ یزید نے کہا۔ ان کی رسیاں کھول دو۔ اور ان کو پانی پلاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دشمن کو رسوا کیا۔ اور مجھے عزت عطا فرمائی۔ یہ سن کر حضرت بی بی زینب۔ کہ جنہوں نے اپنا منہ چھپایا ہوا تھا۔ بولی اے لعین! عزت صرف ہمارے لیے ہے۔ ساری کائنات کو جو عزت ملی ہے۔ وہ میرے ناناجی کے قدموں کا صدقہ ہے۔ غور سے سن۔ میرا بھائی امام حسین علیہ السلام شہید ہو کر عزت پا گیا۔ تو ذلیل تھا۔ ذلیل ہے۔ ذلیل رہے گا۔

یزید نے کہا۔ یہ کون ہے؟ ☆.....☆ کسی نے کہا۔ یہ علی کی بیٹی ہے۔

اتنے میں مسجد سے اذان کی آواز آئی۔ جب موذن نے کہا۔

أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ

تو بی بی زینب نے پکار کے کہا۔ اے لعین بتا۔ کہ اذان میں تیرے نانے کا نام ہے کہ ہمارے نانے کا نام ہے۔

اے یزید۔ تو مٹ جائے گا۔ تیرا خاندان مٹ جائے گا۔ لیکن ہمارے

نانا جان کا دین باقی رہے گا۔ یہ سن کر یزید خاموش ہو گیا۔ پھر تمام بیبیوں کو قید خانے میں بھیج دیا گیا۔

بی بی سیکینہ اپنے ابو کو یاد کر کر کے رو رہی تھی۔ حضرت زینب بھائی کو یاد کر کے رو رہی تھیں کہ حضرت سیکینہ پھوپھی کے گلے لگ گئی۔ اور ایک لمبا سانس لیا اور کہا۔ ہائے ابو۔ ہمیں مدینے کون پہنچائے گا۔ یہ کہتے ہی بی بی کا دم نکل گیا۔ امام کی مظلوم بیٹی قید خانے میں وفات پا گئی۔

میری بہنوا

چند دنوں کے بعد یزید نے شامیوں کے مشورے سے قافلے کو نعمان بن بشیر کی قیادت میں کر بلا روانہ کیا۔ بیس صفر کو یہ قافلہ دوبارہ کر بلا میں آیا۔ ان سے قبل جابر بن عبد اللہؓ اپنی جماعت کے ہمراہ وہاں پہنچ چکے تھے۔ اور نماز جنازہ پڑھنے کے بعد سب شہد اکو دفن چکے تھے۔ حضرت بی بی زینب کر بلا کی مٹی کو چوم رہی تھی اور کہہ رہی تھے۔ یہاں میرے بیٹے عون و محمد لپٹے تھے۔ یہاں علی اکبر لیٹا تھا۔ یہاں قاسم کا لاشہ تھا۔ یہاں عباس بھائی کے بازو قلم ہوئے تھے۔ یہاں علی اصغر کے حلق پر تیر لگا تھا۔ یہاں میرے بھائی امام حسینؓ کا لاشہ پڑا تھا۔ اور پکار کے کہہ رہی تھی۔ بھائی حسینؓ نے اپنے خون سے کر بلا کو سجا دیا۔ اور اسلام کا پرچم بلند کر دیا

میری بہنوا

پھر یہ قافلہ مدینہ منورہ آیا۔ قافلے کی آمد کا مدینے والوں کو پہلے ہی علم ہو چکا تھا۔ کہرام مچا ہوا تھا۔ امام حنیفؓ، مسلم بن عقیلؓ کی بیٹیاں اُمّ المؤمنین اُمّ ہو چکا تھا۔ اور حضرت امام حسینؓ کی بیٹی فاطمہ صغریٰ قافلے کے انتظار میں کھڑی

تھیں۔ جب قافلہ آیا تو حضرت صفری پھوپھی زینب کے گلے لگ کر رونے لگی۔
اور پوچھتی ہے۔

پھوپھی لٹاں ابا کدھرے مینوں نظر ناں آوے
گل صفری دی زینب دا سینہ چیر دی جاوے
چاچا عباس بھی نہیں آئے ناں آیا اکبر بھائی
لین دا وعدہ کرن والے نیں کیوں اپنی دیر اے لائی
عون و محمد نظر نہیں آندے ناں سیکنہ ماں دی جائی
اصغر میرا ویر کدے دے میں جھدی ہاں ترسائی

حضرت بی بی زینب نے صفری کو بہت پیار کیا اور فرمایا۔ بیٹی یہ اللہ کی رضا تھی۔
نوائے رسول نے قربانی دے کر اپنے نانے کا دین بچالیا۔

وہی صفراں نوں دیکھ کے زینب رووے تے کر لاوے
بُگل وچ لکو کے وھی نوں صبر دا سبق پڑھاوے
آ میں تینوں سینے لگاواں تے میں ہاں زہرا جائی
دین نانے دا بیج گیا صفراں پاویں لٹ گئی کل کمائی

میرق بسنو!

وہ منظر دیکھنے والا تھا۔ وہ قافلہ! جس میں علی اصغر نہ تھا۔ علی اکبر نہ تھا۔

قاسم نہ تھا۔ عباس نہ تھے۔ عون و محمد نہ تھے اور امام حسین علیہ السلام بھی نہ تھے۔ گلشن

بتول کے پھول نظر نہ آتے تھے۔ اُس وقت صفری کے دل سے پوچھے! کہ کیا حال

تھا۔ اُس کا دل کہہ رہا تھا۔

بابل دے وچھوڑے نیں میرا چین گویا
 جیدیاں ہی مینوں اُونے مار مُکایا
 بابل توں گیا نال تیرے گیاں بہاراں
 جھلاں گی کیویں ہجر دیاں غم دیاں ماراں
 جاندی واری ناں سانوں ٹساں گل نال لایا
 بابل دے وچھوڑے نیں میرا چین گویا

پھر سارا قافلہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہوا۔ سب دست بستہ
 کھڑے ہو گئے۔ سب کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ حضرت بی بی زینب نے
 روضہ انور پر دونوں ہاتھ رکھے اور عرض کیا۔

نانا جان ہم سب سلام کو آئے ہیں
 تیرے نواسے کا بھی سلام لائے ہیں
 تیرے گلشن کی پتی پتی ہو گئی نانا
 پھر بھی وعدے سبھی بھجائے ہیں

میری بہنو!

کریماء اولوں نے صبر بھی کیا اور نماز بھی پڑھی۔ قربانیاں دے کر اسلام کو
 زندہ و جاوید کر دیا۔ آج جو قرآن کی شان ہے۔ جو دین اسلام کا مقام ہے۔ یہ اُن
 ہی کا مہولہ منت ہے۔

معین الدین چشتی اجمیری ~~رحمۃ اللہ علیہ~~ فرمایا ہے۔

شاہ آست حسین بادشاہ آست حسین

دین آست حسین دین پناہ آست حسین

سَر دَاد نہ دَاد دَسْت دَر دَسْت یزید

کھا کہ بنائے لَا اِلٰهَ آست حسین

کر لیا نوش جس نے شہادت کا جام اُس حسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس نے حق کر بلا میں ادا کر دیا اپنے نانا کا وعدہ وفا کر دیا

گھر کا گھر سب سپردِ خدا کر دیا اُس حسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کے نانے کا کوئی بھی مانی نہیں جس کے ابا سا شیرِ ربانی نہیں

اس کی لٹاں سی دُنیا میں آئی نہیں اُس حسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کی بیٹی مدینے میں روتی رہی جس نے چھوڑا مدینہ حسین وہی

جس کی منزل شہادتِ عظمیٰ بنی اُس حسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

نیزے کی ٹوک پر ہے امام کا سر بولی زینب اے بابا لٹا تیرا گھر

یا علی دیکھ لو یہ ہے تیرا پسر اُس حسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿4﴾

حضرت ایوب علیہ السلام

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ۝ أَمَا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ

وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ۝

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمَ وَبَلَّغْنَا رَسُولَهُ النَّبِيَّ الْكَرِيمَ ﷺ

اور حضرت ایوب کا ذکر کہ جب اس نے اپنے رب کو پکارا۔

کہ مجھ کو تکلیف پہنچی۔ اور تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

سب تعریف اس ذاتِ بابرکات کے حضور جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔

جو ہمارا خالق و مالک ہے۔ جس کا شکر ادا کرنے کے ساری زندگی بسر کر دیں تو

پھر بھی کافی نہیں۔ جو شکر کا اجر بھی دیتا ہے اور مہربان کا اجر بھی دیتا ہے۔

درود و سلام کا ہدیہ بارگاہِ مصیبت کردگارِ کل عالم کے پیار، نبیوں کے سردار حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ میں پیش کرتی ہوں کہ جن کے نام کی مشاس زبانوں سے کبھی نہیں جاتی۔

سب بہنیں مل کر نعت شریف پڑھیں

ربِّ سَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ
 مَرْحَبَا مَرْحَبَا حَبِیْبِ اللّٰہِ
 تُمْ پَہ لاکھوں ہزاروں درودو سلام
 اے میرے پیشوا رَسُوْلِ اللّٰہِ
 بے قراری ہے ہم غلاموں کو
 اپنی صورت دکھا رَسُوْلِ اللّٰہِ
 تیری چوکت پہ دَم نکل جائے
 ہم غریبوں کا یا رَسُوْلِ اللّٰہِ
 صدقہ حسنین کا کرم کر کے
 لو مدینے نکلا رَسُوْلِ اللّٰہِ
 آویں مرقد میں جب نکیر میرے
 وہاں لینا بچا رَسُوْلِ اللّٰہِ
 پاس اپنے نکلا نَسِیْمَہ کو
 دل میں ہے پیار آپ کا رَسُوْلِ اللّٰہِ

قرآن کریم میں پہلے انبیاء کرام کے قصے بیان کیے گئے ہیں تاکہ ہم تلاوت کریں

اور عمل کریں جیسے اُن پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے آزمائش آئی۔ اور اُنہوں نے صبر کیا یقین سے، ایمان سے۔ اُن آزمائشوں کو پورا کیا اور کامیاب ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات کو بلند فرمایا۔

انہیں انبیاء کرام میں سے حضرت ایوب علیہ السلام بھی ہیں۔ جن کا صبر بہت مشہور ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی بیٹی کے خاندان سے تھے۔ آپ کو اللہ نے سات بیٹے اور سات بیٹیاں عطا فرمائیں۔ بے شمار جانور عطا فرمائے۔ رہنے کیلئے محل تھا۔ کھیتی باڑی کے لیے بہت زیادہ سرسبز و شاداب زمین تھی۔ اور سب سے بڑی دولت خداوند تعالیٰ کی عبادت تھی۔ کہ آپ ہر وقت خدا کے ذکر میں محو رہتے تھے۔ دن کو روزہ رکھتے۔ رات کو ساری ساری رات کھڑے ہو کر نفل ادا فرماتے۔ اور ہمیشہ خدا کا شکر ادا کرتے تھے۔ ایک دن شیطان نے خداوند تعالیٰ کے حضور عرض کیا۔ کہ اے باری تعالیٰ، تیرا یہ بندہ حضرت ایوب اس لیے تیری عبادت کرتا ہے۔ اور تیرا شکر ادا کرتا ہے کہ تو نے اسے بہت مال و دولت عطا فرمائی ہے۔ اولاد اور صحت جیسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ اگر یہ تنگ دست ہوتا یا بیمار ہوتا تو کبھی یہ تیری عبادت نہ کرتا اور تیرا شکر ادا نہ کرتا۔

خداوند کریم نے ارشاد فرمایا۔ اے لہین ابلیس یہ بات نہیں ہے بلکہ میرے بندے مجھے یاد کرتے ہیں، چاہے دکھ ہو یا سکھ، بیماری ہو یا صحت امیری ہو یا غربی دلیس ہو یا پردلیس، محفل ہو یا تنہا، دن ہو یا رات راحت ہو یا مصیبت۔ میرے بندے مجھے کبھی نہیں بھولتے۔

دُکھ سکھ اندر میرے بندے یاد مینوں ہن کردے
 یاد میری وچہ جیندے ریندے نام میرے توں مردے
 شیطان لعین نے کہا۔ میں تیرے اس بندے حضرت ایوب کا امتحان لینا
 چاہتا ہوں۔ مجھے اپنی اجازت دے کہ میں اس کے مال و دولت جانور اور اولاد سے
 اس کی آزمائش کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **جدا** تجھے اجازت ہے۔ مگر مجھے یہ معلوم
 ہے کہ میرا بندہ ثابت قدم رہے گا۔ شیطان نے اپنا کام شروع کر دیا۔ اُس نے
 ایک دن آگ بن کر حضرت ایوب علیہ السلام کے جانوروں کو جلادیا۔ یہ دیکھ کر
 چرہ ہاروتا ہوا۔ دوڑتا ہوا آپ کے پاس آیا رو کر کہا حضرت غائب سے آگ آئی
 اور تمام جانوروں کو جلا کر رکھ کر گئی۔ یہ سنا تو حضرت ایوب علیہ السلام سجدے میں
 گر گئے اور عرض کیا مولا تیرا شکر ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

یہ دیکھ کر شیطان شرمندہ ہو گیا۔ پھر اُس نے ایک دن اُس مکان کو آگ
 لگا دی۔ جہاں اناج، روٹی اور دوسری چیزیں پڑی ہوئی تھی۔ لوگ دوڑے ہوئے
 آئے۔ اور پکار پکار کر کہا۔ یا حضرت آپکے اناج، روٹی اور دوسری قیمتی چیزوں کو
 آگ لگ گئی۔ آپ نے سنا تو مسکرا دیئے۔ پھر سجدے میں سر رکھ دیا۔ اور عرض کیا
 اے باری تعالیٰ تیرا شکر ہے کہ جب ٹو دیتا ہے۔ تو بھی شکر کرتا ہوں۔ اور جب ٹو
 لیتا ہے تو پھر بھی شکر ادا کرتا ہوں۔ یہ سنا تو شیطان کی چیخیں نکل گئیں۔ اُس نے کہا
 اب اس کی اولاد کی آزمائش ہونی چاہیے۔

بچہ ایک کمرے میں اُستاد سے پڑھ رہے تھے۔ اُستاد صاحب تھوڑی

دیر کو باہر کسی کام کیلئے تشریف لے گئے۔ شیطان نے اُس کمرے کی چھت گرا دی
حضرت ایوب علیہ السلام کے سات بیٹے اور سات بیٹیاں سب کے سب چھت کے
نیچے دب گئے اور سارے کے سارے شہید ہو گئے۔ اُستاد صاحب آئے۔ جب یہ
منظر دیکھا تو روتے ہوئے بھاگے اور حضرت ایوب علیہ السلام کو بتایا۔ آپ نے سنا
تو سجدے میں سر رکھ دیا اور عرض کیا۔ اے میرے مالک تیرا شکر ہے، سب کے
جنازے جب اُٹھائے گئے تو سارا شہر زار و قطار رو رہا تھا۔ عورتوں کی چیخیں بلند
ہو رہی تھیں۔ مگر حضرت ایوب علیہ السلام کے چہرے پر شگفتگی تھی۔ اور زبان پر یہی
کلمہ جاری تھا۔ اے اللہ تیرا شکر ہے۔ اے اللہ تیرا شکر ہے۔ چند دنوں کے بعد
اچانک آپ کے محل کو آگ نے اپنی پلیٹ میں لے لیا۔ آگ کے شعلے بلند ہوئے تو
سارا شہر جمع ہو گیا اور لوگ آگ بجھانے لگے۔ جب سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا تو
لوگوں نے کہا حضور محل اور محل کی ہر چیز جل گئی۔ آپ خدا کے حضور دعا فرمائیں۔ کہ
اللہ تعالیٰ اس امتحان سے نجات دے۔ آپ نے فرمایا یہ سب خدا کی طرف سے
ہے تو پھر میرا گلہ یا شکایت ناشکری ہے۔ میں تو صرف یہ کہوں گا کہ

خالق مالک و اتا میرا جو کر دا سب سوہنا

میں کیوں دل تے غم لیاواں جو ہونا سو ہونا

مال بھی اودھا جان وی اودھی دخل میرا ناں کوئی

کیوں ناں اُسدا شکر گزاراں جس عنایت ہوئی

چند دن بعد آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ نماز کی حالت میں آپ کے ہاتھ

پر ایک پھنسی لٹکی اور پھر دوسرے دن وہ بہت بڑی ہو گئی۔ اسی طرح پھر آہستہ آہستہ سارے جسم پر پھنسیاں نکل آئیں۔ اُن میں پیپ پڑ گئی۔ حکیموں نے اس مرض کو لا علاج قرار دے دیا۔ چند دنوں کے بعد زخم ہی زخم ہو گئے۔ اندازہ کریں کہ ایسی حالت میں کوئی خدا کی عبادت کر سکتا ہے مگر حضرت ایوب علیہ السلام نے عبادت ترک نہ کی۔ خدا کی یاد میں زبان اور دل محو رکھتے تھے۔ ایسی حالت میں دعا کی اے میرے باری تعالیٰ میرا یہ سب جسم تیرا ہی تو ہے۔ سارے جسم میں بیماری ڈال دے مگر میری زبان اور دل باقی رکھ۔ تاکہ میں زبان سے تیرا ذکر کرتا رہوں اور میرے دل میں تیری یاد رہے۔ اے اللہ تیرا شکر ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ
ہر حال میں اے اللہ تیرا شکر ہے

بیماری کی وجہ سے آپ کے بدن سے بدبو آتی تھی۔ ارد گرد کے لوگ رشتے دار تمام آپ سے دور ہوتے گئے۔ کوئی بھی آپ کے قریب نہ جاتا۔ کہ ناجانے یہ مرض ہمیں نہ لگ جائے۔ آپ کی چار بیویاں تھیں۔ تین بیویاں آپ کو چھوڑ کر چلی گئیں۔ مگر ایک بیوی جس کا نام بی بی رحمت تھا۔ وہ آپ کی خدمت میں موجود تھی۔ آپ نے فرمایا اے رحمت تو بھی چلی جا۔ سب مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ سن کر بی بی رحمت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور زار و قطار روتی ہوئی آئی اور آپ کے قدموں کو چھولیا اور کہنے لگی۔

خوشیاں تھیں میں عمر گزاری نال تیرے سلطاناں

دیکھ مصیبت کیوں ٹرجاواں میریا مہرباناں

نال تیرے میں اوڑھ بھاواں نفرت مول نہ کھاواں
 اے ایوب پیغمبر رب دے نال تیرے مر جاواں
 کہ میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ میں بے وفا نہیں ہوں وفادار بیوی
 ہوں۔ جب آپ سلطان تھے۔ امیر تھے۔ صحت مند تھے۔ مال دار تھے۔ میں آپ
 کے ساتھ تھی۔ اب آپ بیمار ہو گئے۔ غریب ہو گئے۔ بیمار اور لاچار ہو گئے ہیں۔
 میں آپ کو چھوڑ کر چلی جاؤں۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ قیامت کے روز خدا کے دربار
 میں کیا جواب دوں گی؟ آپ نے خدا کا شکر ادا فرمایا۔

میری بہنو!

حضور ﷺ نے فرمایا۔ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اگر اللہ کے سوا کسی
 کو سجدہ لائق ہوتا تو میں بیویوں سے کہتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ اتنی
 عظمت ہے اسلام میں خاوند کی۔

جو اچھی بیویاں ہوتی ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہیں۔ اس
 کا حکم مانتی ہیں۔ اس کا ساتھ دیتی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ
 سنو وہ عورت جو پانچ وقت نماز پڑھتی ہے۔ اور اپنے خاوند کی تابعدار ہو۔ میں اُسے
 جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے
 خاوند کو ناراض کرتی ہے یا حکم نہیں مانتی تو جنت کی حورِ پکار کر کہتی ہے۔ اے عورت یہ
 مرد ہمیشہ تیرے پاس نہیں رہے گا۔ اس کو تو ہمارے پاس جنت میں آنا ہے۔ اس
 لیے تو اس کی خدمت کر کے جنت حاصل کرو۔ اگر تو اسے ستائے گی یا اس کو ناراض

کرنے گی تو جنت کی خوشبو تک نہ پائے گی۔

میری بہنو!

جب کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امتحان ہوا۔ ہزاروں یزیدی آپ کو شہید کرنے کیلئے اکٹھے ہو چکے تھے۔ آپ نے رات کے وقت عشاء کی نماز کے بعد اپنی بیوی حضرت شہر بانو سے کہا اے شہر بانو مجھ پر امتحان کی گھڑی آگئی ہے۔ یہ لوگ میری جان کے دشمن ہیں۔ اس لیے تو اپنے بچوں کو لے کر اپنے بھائیوں کے پاس چلی جا۔ یہ سن کر حضرت شہر بانو کی چیخیں نکل گئیں۔ عرض کی یا امام حسین ساری عمر آپ کے ساتھ گزر گئی۔ دکھ سکھ میں آپ کے ساتھ رہی آج کربلا میں آپ پر بہت بڑا امتحان ہے۔ اس حالت میں آپ کو چھوڑ کر چلی جاؤں تو کل قیامت کے روز حضرت بی بی فاطمہ زہرا کے دربار میں کونسا منہ لے کر جاؤں گی۔ اے میرے سرتاج میں آپ کی باندی ہوں۔ آپ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑ کر جاؤں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ سنو! جس کو دنیا میں تین چیزیں مل جائیں تو اس کے لیے دنیا میں بھی جنت ہے اور آخرت میں بھی جنت ہے۔ پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کونسی چیزیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

دل شاکر.....

زبان ذاکر.....

اور مومنہ بیوی

میری بہنو

عورت کا مقام اسلام نے بہت بلند کیا ہے اگر بیٹی ہے تو اس کی پرورش پر جنت ملتی ہے۔ اگر بیوی ہے تو تابعداری پر جنت ملتی ہے۔ اگر ماں ہے تو اُس کے قدموں میں جنت ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا نے ساری زندگی حضرت علی کی خدمت کی اور کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ تاکہ دنیا کی عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ عورت جو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہے جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور شہیدوں کی ماں ہے وہ اپنے خاوند کی اتنی خدمت اور قدر کرتی ہے۔ اتنا اس کا حکم مانتی ہے کہ خاوند کو کبھی شکایت کا موقع نہیں ملتا۔ اے میرے رسول ﷺ کی امتی عورتو! آپ بھی حضرت بی بی فاطمہ زہرا کی طرح زندگی بسر کرو۔

چنگی عورت خاوند اپنے دی تابعداری کر دی
 مندی عورت نال خاوند دے رہوئے ہمیشہ لڑوی
 چنگی عورت خاوند اگے جی جی کر دی رہندی
 مندی عورت خاوند اگے کی کی کر دی رہندی
 چنگی عورت پنج نمازاں شوقوں نت ادا دئے
 مندی عورت فلماں دیکھیں توڑ مہاراں جاوئے
 سچی گل ہے چنگی عورت نعمت ہے اک بھاری
 مندی عورت دُنیا اندر بے شک قہر قہاری

پیارے بہنو!

بات یہ ہو رہی تھی کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی رحمت سے جانے کا کہا مگر اس با وفا اور نیک بیوی نے عرض کیا میری زندگی آپ کے قدموں پر نثار ہو جائے گی۔ گاؤں والوں نے مشورہ کیا کہ اگر یہ مریض یہاں رہا تو ہم بھی بیمار ہو سکتے ہیں۔ اسے اپنے گاؤں سے نکال دینا چاہیے۔ انھوں نے آ کر بی بی رحمت سے کہا اے بی بی اس کو کہیں دور لے جاؤ۔ کل صبح تم یہاں نظر نہ آؤ۔ ورنہ ہم کوئی اور حربہ استعمال کریں۔ یہ سن کر حضرت بی بی رحمت رونے لگی اور حضرت ایوب کے دو شاگرد تھے۔ جو خدمت کر رہے تھے۔ ان سے کہا انھیں گاؤں سے باہر لے چلو۔ آپ کو چار پائی پر ڈال کر جنگل لے گئے۔ ایک درخت کے نیچے چار پائی رکھ دی۔ چند دنوں کے بعد وہ دو شاگرد بھی چلے گئے۔ اب حضرت بی بی رحمت اکیلی رہ گئی مگر ہمت نہ ہاری دن رات اللہ کے نبی کی خدمت کرتی رہی۔ صبح سویرے اٹھ کر دو پلاتیں۔ پھر کسی گاؤں کی طرف نکل جاتی۔ وہاں کام کرتی۔ مزدوری کر کے کچھ کھانے کو لاتی اور پھر ساری رات حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت میں لگی رہتی اسی طرح سات سال گزر گئے۔

میری بہنو

انسان ایسے مریض سے چند دن میں ہی اکتا جاتا ہے مگر وہ وفا کی پتلی نہ گھبرائی اور نہ اکتائی۔ صرف اُسے خدا کو راضی کرنا تھا اور ثابت کرنا تھا کہ عورت عظیم ہوتی ہے۔ ایک دن بی بی رحمت مزدوری کرنے گاؤں گئی۔
تو شیطان نے لوگوں کو بتایا کہ یہ ایک مہلک بیماری والے مریض کی بیوی ہے۔ کہیں

ایسا نہ ہو کہ اس کے جراثیم تمہیں بھی لگ جائیں۔ اپنے ہاں مزدوری نہ کرنے دو۔ یہ سن کر گاؤں والوں نے حضرت بی بی رحمت کو گاؤں آنے سے منع کر دیا۔

آپ جس گاؤں میں جاتی۔ وہ گاؤں والے نکال دیتے۔ سات دن

متواتر مزدوری نہ ملی۔ ان حالات میں بی بی رحمت لاچار ہو گئی۔ اور سوچا میں اپنے

خاوند کے کھانے کیلئے کیا لے کر جاؤں۔ ہر روز پانی پر گزارا ہوتا ہے۔ یہ سوچ کر

آنسو بہاتی ہوئی آرہی تھی کہ راستے میں شیطان انسانی شکل میں ملا۔ اس نے پوچھا

اے بی بی کیوں رو رہی ہو۔ کیا مزدوری نہیں ملتی۔ بی بی رحمت نے کہا۔ مریض

جھونپڑی میں پڑا بغیر دوا کے مر رہا ہے۔ اس بے چارگی میں میرا کوئی سہارا نہیں خدا

کے سوا۔ شیطان نے کہا بی بی گھبرا نہیں! میں ابھی تجھے کھانا دیتا ہوں۔ وہ کھانا لیکر

آیا اور یہ بھی کہا کہ میں ایک دوا بتاتا ہوں اگر تیرا خاوند دوا کھالے تو اسے صحت

ہو جائے گی۔ حضرت بی بی رحمت نے فوراً پوچھا بھائی جلدی سے بتاؤ وہ دوا کیا

ہے۔ شیطان نے کہا۔ بہن دو گھونٹ شراب کے ساتھ دو لقمے سور کے گوشت کے

کھلا دے۔ تو پھر آرام آجائے گا۔ کھانا لے کر بی بی رحمت حضرت ایوب علیہ السلام

کے پاس آئی۔ اور کھانا پیش کر دیا ابھی کھانا کھایا نہ تھا کہ بی بی نے کہنا شروع کیا یا

حضرت ایک آدمی خدا ترس ملا اُس نے یہ کھانا دیا ہے اور ایک دوا بھی بتائی ہے

حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا بتاؤ وہ دوا کیا ہے۔ حضرت بی بی رحمت نے کہا وہ

کہتا تھا دو گھونٹ شراب کے ساتھ دو لقمے سور کا گوشت کھالے تو آرام آجائے گا۔

یہ بتایا تو حضرت ایوب علیہ السلام کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا اے رحمت وہ

شیطان تھا۔ کھانا بھی اُسی کا ہے میں اسے نہیں کھاؤں گا اور یہ بات تم نے کہی ہے اگر میں تندرست ہوتا تو تجھے سوکوڑے مارتا کہ تو نے حرام چیزوں کو میری دوا بتا دیا اب میں قسم کھاتا ہوں کہ جب میں تندرست ہوں گا تو تجھے سوکوڑے ماروں گا۔ یہ سن کر بی بی رحمت رونے لگی اور عرض کیا حضور مجھے پتا نہیں تھا کہ وہ شیطان ہے ورنہ میں اس کے مکر میں نہ آئی۔

دوسرے روز صبح سویرے حضرت بی بی رحمت مزدوری کے لیے نکل گئی حضرت ایوب علیہ السلام اپنی جھونپڑی میں پڑے تھے۔ کہ ایک قافلہ قریب سے گزرا قافلہ والوں کو پیاس محسوس ہوئی تو وہ جھونپڑی دیکھ کر آئے۔ جب اندر دیکھا تو ایک مریض پڑا تھا۔ جس کے تمام بدن پر آبلے تھے۔ اور ان آبلوں میں پیپ پڑی ہوئی تھی۔ جسم میں زخم ہی زخم تھے۔ قافلے والوں نے حضرت ایوب علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کا نبی حضرت ایوب علیہ السلام ہوں یہ سنا تو وہ مذاق کرنے لگے اور ہنسنے لگے اور بولے تو اللہ کا نبی ہے۔ اگر تو اللہ کا نبی ہے تو پھر تیرا یہ حال نہ ہوتا۔ بولے تو نے کوئی ایسا بڑا گناہ کیا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آ گیا ہے تو بہ کرتا کہ اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمادے۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور حضرت ایوب چینیں مار مار کر رونے لگے۔ سجدے میں سر رکھ دیا اور عرض کیا اے باری تعالیٰ اب تو لوگ تیرے بنی کا مذاق اُڑانے لگے ہیں۔ اے میرے مالک و خالق میں تیرا عاجز بندہ ہوں۔ مجھ پر کرم فرما۔

ا قافلے والوں نے جو کہا شاید سچ ہے۔ اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما

میری توبہ کو قبول فرما اے میرے خدا شاید میری عبادت میں کمی رہ گئی ہے یا تیرا شکر پوری طرح ادا نہ کر سکا سجدے میں یہی دعا فرما رہے تھے کہ خداوند کریم نے فرمایا اے جبرئیل فوراً جاؤ۔ میرے بندے ایوب کی مدد کرو۔ حضرت جبرئیل تشریف لائے اور کہا اے خدا کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام خداوند کریم آپ کو سلام کہتا ہے۔ آپ کا امتحان ختم ہو گیا۔ اب خداوند کریم آپ سے راضی ہے آپ زمین پر اپنی ایڑی ماریے۔ جب ایڑی ماری تو گرم پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا آپ اس پانی میں غسل فرمائیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے گرم پانی کے چشمے میں غسل فرمایا تو آپ کا سارا بدن چاندنی کی طرح چمکنے لگا۔

حضرت ایوب علیہ السلام بالکل تندرست ہو گئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا آپ دوسری ایڑی زمین پر ماریے۔ جب دوسری ایڑی ماری تو ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ آپ نے خوب پیٹ بھر کے پیاجس سے اندرونی بیماری بھی جاتی رہی حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے ایک چادر لیکر آئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے چادر پہن لی۔ اور ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو کہا کہ دیکھو بی بی رحمت کہاں ہے۔ جب وہ کہیں نظر نہ آئی تو آپ گاؤں کی طرف چل پڑے۔ راستے میں ندی تھی اُسکے پل پر کھڑے ہو کر دیکھنے لگے ادھر حضرت بی بی رحمت مزدوری کر کے واپس جھونپڑی میں آئی تو دیکھا وہاں حضرت ایوب علیہ السلام نہ تھے یہ دیکھ کر وہ بہت پریشان ہوئی اور کہنے لگی۔

جے پتا ہندا ایداں ہونی میں چھڈ کے کدی نہ جاندی

شوہر دے بن ہن اکیلی کاں ایویں کر لاندی

بی بی رحمت نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا مگر کہیں نہ پایا اب سوچنے لگی۔ کہ شاید کوئی بھیڑیا..... یا شیر میرے شوہر کو اٹھا کے لے گیا ہے۔ نجانے کوئی جانور انہیں لقمہ بنا کر چلتا بنا۔ یہ سوچ کر اچانک ندی کے پل پر کھڑا ایک شخص نظر آیا فوراً دوڑی اور اس کے قریب جا کر کہا آپ کون ہیں۔ اور یہاں کس لیے کھڑے ہیں اور وہ اصل میں حضرت ایوب علیہ السلام تھے۔ انہوں نے منہ دوسری جانب ہی رکھا اور کہا بی بی کیا بات ہے۔ تو گھبرائی ہوئی ہے۔ یہ سنا تو بی بی رحمت نے رو کر عرض کیا میرا خاوند اس جھونپڑی میں تھا۔ میں مزدوری کرنے چلی گئی۔ جب واپس آئی تو وہ وہاں موجود نہ تھا۔ اس لیے میں بہت پریشان ہوں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا وہ تمہارا خاوند کس حالت میں تھا۔ بی بی رحمت نے کہا وہ بہت زیاد بیمار تھا۔ وہ چلنے پھرنے سے بھی عاری تھا۔ اس کے جسم پر آبلے ہی آبلے تھے پوچھا اے بی بی کتنے برس سے بیمار تھا۔ رحمت بی بی نے کہا کہ سات برس سے بیمار تھا۔ اور میں نے اس کی خدمت کی تھی۔ رب جانے کہاں چلا گیا حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا اے بی بی یہ تو اچھا ہوا تیری جان چھوٹ گئی ایسے مریض کی دیکھ بھال بہت مشکل ہوتی ہے۔ اب تو آزاد ہو گئی وہ مصیبت دور ہو گئی ہے۔

یہ سنا تو بی بی رحمت رونے لگی اور کہا۔ اگر مجھے میرا خاوند نہ ملتا تو میں زندہ نہ رہ سکوں گی۔ میری زندگی اس کے دم سے ہے۔ میں خداوند کریم سے اس وقت تک رورو کے دعا کرتی رہوں گی۔ جب تک وہ مل نہیں جاتے۔ وہ کہہ کر آہستہ آہستہ روتی ہوئی اپنی جھونپڑی کی طرف چل پڑی تو حضرت ایوب علیہ السلام نے

مسکراتے ہوئے آواز دی۔ اے رحمت پیچھے مڑ کر دیکھ۔ جب دیکھا تو حضرت ایوب علیہ السلام تندرستی کی حالت میں کھڑے مسکر رہے تھے۔
 بی بی رحمت کی آنکھیں خوشی کے آنسوؤں سے چمکنے لگی۔ اور خدا کے حضور سجدہ شکر ادا کیا۔

خداوند کریم نے فرمایا اے ایوب علیہ السلام تجھے میں نے آزمایا اور تو کامیاب ہوا میں تجھ سے راضی ہوں خداوند کریم نے ٹڈیاں بھیجیں جنہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام پر سونے اور چاندی کے پھولوں کی بارش کر دی۔ آپ نے وہ پھول چن لیے۔

پھر خداوند کریم نے فرمایا اے ایوب قبرستان جاؤ اور وہاں اپنے بیٹے اور بیٹیوں کو آواز دو۔ تو میرے حکم سے وہ زندہ ہو کر آپ کے گلے سے لگ جائیں گے۔ حضرت ایوب اور بی بی رحمت دونوں قبرستان گئے۔ تو ایک ایک کا نام لیکر آواز دی تو بیٹے اور ساری بیٹیاں زندہ ہو گئیں۔ حضرت بی بی رحمت نے سب کو سینے سے لگایا اور خوب پیار کیا۔ اللہ تعالیٰ پھر اسی طرح آپ کو جانور عطا فرمائے۔ محل بنوایا اور شہر میں آپ رہنے لگے۔ لوگوں نے جب آپ کا حال دیکھا تو زیارت کیلئے چلے آئے۔ آپ نے سخاوت کا دروازہ کھول دیا۔

لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ فرمائی اور اپنی نبوت کا سبق دیا۔

میری بہنوا

جب انسان صبر کرتا ہے تو اس کا صلہ ضرور پاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک

میں ہے۔ کہ

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے
 ہمیں بھی چاہیے کہ کوئی مصیبت بیماری یا تکلیف کا زمانہ آجائے تو اللہ
 تعالیٰ سے شکایت کی بجائے صبر کریں۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور اس صبر کا پھل عنایت
 فرمائے گا۔ خداوند کریم کی عنایت اسکی رحمت کی بارش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر
 کرنے کی اور شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جینا خدا دے آکھے لگ کے اپنی عمر گذاری
 اتھے اتھے خوشیاں مانن نالے فضل غفاری

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ○

سعید دواخانہ

حکیم مولانا محمد سعید القادری

وقت ملاقات نماز عصر تا نماز مغرب تک

روحانی علاج کے لیے تشریف لائیں

اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی اور قرآن میں سے علاج کیا جاتا ہے۔ اپنی
 جسمانی اور روحانی بیماریوں کے علاج کے لیے اور ذہنی پریشانیوں کو ختم
 کرنے کے لیے تشریف لائیں۔

مکان نمبر P-303 کھوہ والا چوک۔ غلام محمد آباد فیصل آباد

فون نمبر 0307-7013073

تقریر نمبر ﴿5﴾

أَحْسَنُ الْقِصَصِ حضرت یوسف علیہ السلام

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ○ أَمَا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٍ لِّلسَّائِلِينَ ﴿٥﴾

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمَ وَبَلَّغَنَا رَسُولُهُ النَّبِيَّ الْكَرِيمَ ﴿٥﴾

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے جو جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ماں کے

پیٹ سے لے کر بڑھاپے تک پالنے والا ہے۔ انسانوں اور حیوانوں کو پالنے والا

ہے۔ چرندوں اور پرندوں کو پالنے والا ہے۔ اُس کے قبضے میں پوری کائنات کا

نظام ہے۔ جب چاہے گادر ہم برہم کر دے۔ اُس کی بادشاہی ہے۔ سدا اسی کا

حکم ہے۔ زبانیں اُس کا ذکر کر کے خراوت حاصل کرتی ہیں۔ اور رو جس سکون پاتی

ہیں۔

درود و سلام کا ہدیہ بارگاہ رسالت مآب حضور حضرت محمد ﷺ میں پیش کرتی ہوں۔

کہ ہمیں جن کی امتیٰی ہونے پر ناز ہے۔ جن کے سر پر لَوْلَاكَ لَمَّا كَا

تاج ہے۔ جس کا دو جہاں پر راج ہے۔ جو صاحبِ معراج ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہماری لاج ہے۔ جو خافِ محشر ہے۔ مالکِ کوثر ہے۔ رحمتِ دو جہاں ہے اور جانِ کائنات ہے۔

آؤ ہمیں کر دو سلام عقیدت اور احترام کے ساتھ پیش کریں۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

میری بہنو!

حضور ﷺ سے یہودیوں نے سوال کیا کہ

حضرت یعقوب علیہ السلام کنعان میں رہتے تھے۔ وہ مصر میں کیسے آئے؟
اس کا جواب خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ یوسف نازل کر کے ارشاد فرمایا ہے۔
اس قصے کو احسن القصص کہا گیا۔ فرمایا یوسف اور اُس کے بھائیوں کے قصے میں
سوال کرنے والوں کے لیے نشانی ہے۔
قرآن پاک فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٍ لِّلسَّائِلِينَ

میری بہنو!

حضرت ابراہیم کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔ اُن کے دو بیٹے
ہوئے۔ حضرت عیص اور حضرت یعقوب علیہ السلام۔ یہ دونوں جڑواں بھائی تھے

حضرت اسحاق نے یعقوب علیہ السلام کے لیے دُعا کی کہ تیری اولاد میں نبوت رہے۔ اور عیص کے لیے دُعا کی کہ تیری اولاد میں بادشاہت رہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے پاس رہنے لگے۔ ماموں نے اپنی بیٹی سے نکاح کر دیا۔ اُس کے دو بیٹے ہوئے۔ وہ فوت ہو گئیں۔ پھر دوسری بیٹی سے نکاح کر دیا اُس میں سے بھی دو بیٹے ہوئے وہ بھی فوت ہو گئیں۔ پھر ماموں نے تیسری بیٹی سے نکاح کر دیا۔ اُس سے بھی دو بیٹے ہوئے۔ اس کے فوت ہونے پر ماموں نے اپنی چوتھی بیٹی آپ کے نکاح میں دے دی۔ اس طرح پھر ایک لونڈی سے نکاح کیا۔ پھر حضرت راحیل جو حضرت یوسف اور حضرت بنیامین کی والدہ تھیں۔ آپ نے اس سے نکاح کیا۔ ابھی بنیامین پیدا ہی ہوئے کہ ماں کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ پھر آپ نے ایک اور لونڈی سے نکاح کیا۔ اس طرح آپ کے بارہ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔

چونکہ حضرت یوسف میں نبوت کا نور تھا۔ اس لیے آپ زیادہ اُن سے محبت کرتے تھے۔ بنیامین سب سے چھوٹے تھے اس لیے اُن سے زیادہ لگاؤ تھا۔ باقی بڑے بیٹے آپس میں جلتے رہتے تھے۔ کہ باپ ہم سے زیادہ پیار نہیں کرتا۔ یوسف اور اُس کے بھائی بنیامین سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ دل میں خاں رکھتے تھے۔ ایک رات حضرت یوسف کو خواب آیا کہ گیارہ ستارے ایک سورج اور چاند حضرت یوسف کو سجدہ کرتے ہیں۔

قرآن کہتا ہے کہ حضرت یوسف نے کہا!

يَا بَتِّ اِنِّي رَاَيْتُ اَحَدًا عَشَرَ كَوْكَبًا
وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتَهُمْ لِي سَجِدِينَ

اے بابا میں سورج ڈھاتے چن ستارے یا راں
اے سب مینوں سجدہ کر دے کر کر بجز ہزاراں

جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسفؑ کا خواب سنا تو فرمایا
اے بیٹے یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا۔ کیونکہ اگر انھوں نے سُن لیا تو وہ حسد
کریں گے اور تیرا بُرا چاہیں گے۔

میری بہنو!

یہ سب باتیں وہ لوٹنی سُن رہی تھی اس نے جا کر سب کو خواب والی بات
بتائی۔ خواب سُن کر تمام بھائیوں کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ حضرت
یعقوب علیہ السلام سے یوسف نے اس خواب کی تعبیر پوچھی
تو انھوں نے فرمایا

اے سُنہ تعبیر اچھی قدر ملے رحمانوں

خالہ چنڈ، ستارے بھائی، سورج باپ پچھانوں

فرزند توں سرور ہوئیں۔ اندر دو ہاں جہانوں

ماں پیوتے بھراواں تیریاں ہون وڈیاں شانوں

اے بیٹے یوسف تو نبی ہوگا اور تیری بادشاہی ہوگی۔ ایک وقت آئے

گا کہ تیری ماں اور میں تیرے سارے بھائی تجھے تعظیم کا سجدہ کریں گے۔ تیری قدر

اور عزت سب سے بلند ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تیرا رتبہ اور مرتبہ اعلیٰ کرے گا۔

سچ کہا یعقوب پیغمبر..... خواب نہ دسیں بھائیوں

جد اے خواب دسی سی یوسف..... تاں پیش مصیبتاں آئیاں

اب بھائیوں کو خد کی آگ سونے نہ دیتی تھی۔ مل کر مشورہ کیا کہ اب

کیا کریں۔ سب نے مشورہ دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بہانے سے لے

جا کر قتل کر دیں اور بہانہ بنائیں کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ یہ مشورہ کر کے

سب بھائی مل کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا۔ ابا جان آپ

یوسف کو اپنے سے جد نہیں کرتے۔ کبھی ہمارے ساتھ شکار کے لیے بھیج دیں۔ اس

کا دل خوش ہو جائے گا۔ ہمارا بھائی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ بھی شکار دیکھے۔ شکار

کرنا سکھے۔ ابا جان اسے کل ہمارے ساتھ شکار کے لیے جنگل میں بھیج دیں۔ آپ

کی مہربانی ہوگی۔

میری بہنو!

حضرت یعقوب علیہ السلام نے سنا تو رونے لگے۔ فرمایا.....

سیر کیسی دوستو کیسا شکار..... بُرقتِ یوسف کی یاں کس کو سہار

شم تو صحرا میں کرو سیر و شکار..... باپ بس روتا ہے ڈار و قطار

ایک دم مجھ سے نہ یہ ہوگا جدا..... جاؤ اپنی راہ لو بہر خدا

اے میرے بیٹو

خبردار پھر ایسی بات نہ کرنا۔ میں یوسف کو کبھی بھی اپنے سے جدا نہ کروں گا اس کے بغیر تو میں مر جاؤں گا۔ جاؤ جاؤ۔ یہ شکار کے لیے جنگل میں نہیں جائے گا۔ جب باپ سے نا اُمید ہو گئے تو مشورہ کیا کہ جا کر یوسف کو شوق دلائیں۔ سب میل کر حضرت یوسف کے پاس آئے اور پیار کرنے لگے۔ بولے بھائی گھر میں بیٹھے بیٹھے دل اکتا جاتا ہوگا۔ کبھی ہمارے ہمراہ جنگل میں چلو۔ وہاں پر شکار کھیلیں گے۔ کھلی فضا میں دل بہل جائے گا۔ ایک بولا بھائی یوسف ہم تمہیں پھل کھلائیں گے۔ تماشہ دکھائیں گے۔ کرب دکھائیں گے۔ جاؤ۔ ابا جان سے اجازت لے لو کل ہمارے ساتھ چلو۔ یہ سنا تو حضرت یوسف خوش ہوئے اور مان گئے۔ دوڑے دوڑے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس گئے۔ اور بولے ابا جان۔ آپ میری بات مان لیں۔ اس کی اجازت دے دیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے غور سے بیٹے کو دیکھا۔ فرمایا پیارے یوسف۔ کہو باپ قربان ہو جائے۔ تیری بات ضرور پوری کروں گا۔ حضرت یوسف نے کہا ابا جان میں کل بھائیوں کے ساتھ جنگل شکار کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ اس لیے اجازت دے دیں۔ یہ سنا تو حضرت یعقوب علیہ السلام زار و قطار رونے لگے۔

ہس ہس حضرت یوسف آکھے میں جانا، میں جانا
 رو رو باپ سیانا آکھے میں جانا، میں جانا
 مدھ ناں معالم سختی جنگل توں نازاں وچ پلویں
 مینوں چھڈ اکلا یوسف ہن کیجھے رُ چلیوں

پھر بھی حضرت یوسف نے کہا۔ ابا جان گھبرائیں نہیں۔ میں بھائیوں کے ساتھ جا رہا ہوں کوئی غیروں کے ساتھ تو نہیں جا رہا ہوں۔ یہ بات ہو رہی تھی کہ بھائی بھی آگئے۔ سب نے سفارش کی تو حضرت یعقوب علیہ السلام مان گئے۔ مگر کہنے لگے۔

بیٹو! یوسف کو لے جاؤ مگر اس کی حفاظت کرنا۔

باپ کہے جی ڈرنا میرا بے تسمیں نال لے جاؤ
گرگ پوے، کوئی کھاوے اس نوں تسمیں نہ خبراں پاؤ
مگر بھائیوں نے کہا ہم دس جوان ہیں۔ شیر کو پکڑ کر تو اس کے کٹڑے کر دیتے
ہیں۔ ہم یوسف کی حفاظت نہ کر سکیں گے۔ ضرور کریں گے۔

میری بہنو!

صبح ہوئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کی ڈلفوں میں
کنگھی کی۔ آنکھوں میں کاجل لگایا۔ پوشاک پہنائی۔ اور سینے سے لگا کر فرمایا
جاؤ یوسف خیر سے اور آنا خیر سے۔

توں چلیوں تے میرے پلیوں ڈر چلی نقد تسلی
جے نالک نے سختی گھٹی میں راضی ہو متلی

پھر کہا اے میرے بیٹو!

یہ کھانا ہے۔ میرے یوسف کو بھوک لگے گی۔ کھانا اس کو کھلا دینا۔ یہ

شربت ہے۔ میرے یوسف کو پیاس لگے گی۔ پلا دینا۔ اس کو رنجیدہ نہ کرنا۔ اسے پیدل نہ لے جانا۔ کندھوں پر سوار کر لینا۔

اب بھائیوں نے سارا سامان لے لیا۔ اور یوسف کو شمعون نے کندھوں پر سوار کر لیا اور چل پڑے۔

حضرت یوسف کی بہن زینب سوئی ہوئی تھی۔ اس کو خواب آیا کہ حضرت یوسف کو بھیڑیا کھا گیا وہ ڈر گئی۔ اٹھی۔ دوڑی دوڑی حضرت یعقوب کے پاس آئی۔

روندی اٹھی یوسف کتھے۔ سنیاں کھڑیا بھائیاں
 دوڑی آئی باپ ڈٹھا سو کھڑا اڈیکاں لائیاں
 اے ابا جان میرے بھائی یوسف کہاں ہیں۔ حضرت یعقوب رو پڑے
 بیٹی وہ بھائیوں کے ساتھ جنگل میں گیا ہے۔ شکار دیکھے گا۔ مگر بیٹی تو کیوں روتی ہے
 بولی ابا جان۔ اسے واپس لے آؤ۔

ورنہ ساری عمر کے لیے ہم سے جدا ہو جائے گا۔

ایہہ گل کہہ نسی سی فوراً بل بھائیاں جا روئی
 یوسف ڈٹھا ٹریا جاندا تے دامن پکڑ کھلوئی
 تیرے باجوں میں مر جاواں تے کی باپ کرے گا
 بنیامین تیرے وچہ درداں میرے وانگ مرے گا

اور کہنے لگی!

نہ جا یوسف مُد چل گھر نوں اسان قرار سدھائے
 بے چلیوں تے ساڑھے اُتے وقت غماں دے آئے
 اے بھائی۔ واپس گھر کو چل۔ میں تجھے ان کے ساتھ نہیں جانے دوں
 گی۔ مگر حضرت یوسف نے کہا میں گھر نہ جاؤں گا۔ بہن غم نہ کھا۔ شام کو گھر واپس
 آجائیں گے۔ بولی میرا خواب سُن لے۔ تجھے جنگل میں بھیڑیا کھا گیا۔ حضرت
 یوسف مسکرائے۔ بہن میرے دس بھائی جوان اور طاقتور ہیں۔ ان کے ہوتے
 ہوئے کوئی بھیڑیا مجھے کیسے کھا سکتا ہے۔ اے بہن تو گھر جا۔ یہ کہا اور چل پڑے۔
 بہن بے ہوش ہو گئی۔ بھائی بھائی کرتی ہوئی گر گئی۔

میرق بسنو!

جب بھائی حضرت یوسف کو جنگل میں لے آئے تو جس بھائی نے
 کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ زور سے زمین پر گر ادیا۔ حضرت یوسف کے چوٹ لگ
 گئی۔ بولے بھائی تو نے زمین پر گر ادیا۔ کہا آج ہمارے ساتھ تمہاری موت تجھے
 لے کر آئی ہے۔

سُر سے اونچا کر کے پھینکا گود سے
 جو ابھی بھائی تھے قاتل بن گئے
 ایک نے مارے طمانچے زور سے
 پھول سے رخسار ہیں کلا گئے
 دوسرے نے بال نوچے آپ کے
 تھے جو کتلی سے سنوارے باپ کے

سب نے مارا۔ کوئی طمانچے مارتا ہے۔ کوئی ٹھوکریں مارتا۔ کوئی گالیاں دیتا۔ حضرت یوسف ایک بھائی سے کہتے مجھے بچا۔ وہ مارتا۔ دوسرے سے کہتا۔ مجھے بچا۔ وہ ٹھوکر مارتا۔ حضرت یوسف بے حال ہو گئے۔ سب نے مشورہ کیا۔ کہ اسے قتل کر دیں۔ مگر بڑے بھائی کو خرس آ گیا۔

بولانا اس کو قتل نہ کرو مگر اس کو گہرے کنویں میں ڈال دو۔

تمام بھائی ایک کنویں پر گئے جو ستر ﴿70﴾ گز گہرا تھا۔ اور اوپر سے ننگ تھا۔ نیچے سے چوڑا تھا۔ حضرت یوسف سہمے ہوئے کھڑے تھے۔ باپ اور بہن کی باتیں یاد کر رہے تھے۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔

آخری جب ظلم واں ہونے لگا

ساتھ یوسف کے فلک رونے لگا

جانور صحرا کے سب تھڑا اٹھے

آسمانوں کے فرشتے رو دیئے

اب رسی گلے میں ڈالی اور حضرت یوسف کو کنویں میں لٹکا دیا۔

شمعون نے رسی کاٹی۔ یونہی رسی کاٹی۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ

میرا یوسف پانی میں گرنے نہ پائے۔ جنت سے تخت لے جا۔ اور میرے یوسف کو ا

س پر بٹھا۔ حضرت جبرئیل جنت سے تخت اور لباس لائے۔ اور حضرت یوسف کو

تخت پر بٹھا دیا۔ جنتی لباس پہنا دیا۔ آپ کی وجہ سے تمام کنواں روشن ہو گیا۔ کنویں

کے تمام جانور کنویں سے دُور چلے گئے۔ اب بھائیوں نے مشورہ کیا۔ کہ شام ہوگی

ہے۔ گھر جا کر ابا جان سے کیا کہیں گے۔

مشورے کے بعد ایک بکری ذبح کی اور حضرت یوسف کے کپڑے کو خون لگا دیا اور رات کو گھر واپس آ گئے۔ شام سے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت زینب دروازے میں کھڑے انتظار کر رہے تھے۔ جب بیٹوں کو دیکھا تو فرمایا بیٹی میرا یوسف آ گیا۔ تمام بیٹے جب قریب آئے تو رونے پینے لگے۔ حضرت یعقوب بھی رونے لگے۔ فرمایا بیٹو! میرا یوسف کہاں ہے۔

تمام نے کہا

اوه كهنده اسين ددوژن گله پيش وذن نوں سارے

يوسف پاس اسباب بڻھايا ڪھا ليا ڳھياڙے

اے ابا جي۔ بھائی یوسف سامان کے پاس تھا۔ ہم شکار کو چلے گئے۔ بعد

میں ایک بھیڑیا آیا۔ حضرت یوسف کو کھا گیا۔

یہ سنا تو حضرت یعقوب علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو

فرمایا کوئی نشانی تو بتاؤ۔

گڑتا خون والا پیش کیا۔ کہ یہ گڑتا ہے۔

گڑتے کو پکڑ کر چومنے لگے اور دیکھنے لگے۔ بڑی سوچ کے بعد فرمایا

ناں گھوتائے خاک آلودہ *** نائن مھلياوچہ دنداں

کيڙڪ گرگ پيارا هو سي *** نبي ڪهے فرزندان

میرے یوسف کو اگر بھیڑیے نے کھانا تھا تو پہلے نیچے دبانا تھا۔ اور گوتے پر دانت لگانے تھے۔ مگر یہ کیسا بھیڑیا ہے کہ اُس نے گوتا اُتار کر کھایا۔

اے بیٹو! یہ تمہارا چکر ہے۔ میں صبر کروں گا۔

ادھر یوسف کنویں میں تھے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے تھے۔ دوسرے روز وہاں پھر بھائی آئے اور حضرت یوسف کو دیکھ کر گئے کہ کنوئیں میں ہے کہ نہیں۔

تیسرے روز ایک قافلہ مصر سے آیا اور کنویں کے قریب خیمے لگائے۔ ان

لوگوں کو پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تو قافلے کے سردار مالک ابن زغر نے اپنے دو غلام بھیجے کہ جاؤ کہیں سے پانی تلاش کر کے لاؤ۔ وہ پانی تلاش کرتے کرتے

وہاں اسی کنویں کے پاس پہنچ گئے۔ دیکھا کہ اندر روشنی ہو رہی ہے۔ گھبرا گئے دوسرا

بولا ڈول ڈالو شاید پانی مل جائے۔ جب ڈول ڈال دیا تو حضرت جبریلؑ نے

حضرت یوسفؑ سے کہا کہ اس میں بیٹھ جائیے۔ یہ خدا کی طرف سے ہی ہے۔ اب

آپ اس میں بیٹھ گئے غلام نے رسی کھینچی تو ڈول بھارا تھا وہ سمجھے کہ پانی ہے جب

نکالا تو وہ ایک حسین و جمیل لڑکا تھا۔ حیران ہو گئے۔ حضرت یوسفؑ کو لے کر اپنے

مالک کے پاس آئے۔ مالک نے دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ بولا کہ مجھے میرے خواب

کی تعبیر مل گئی ہے اسے چھپا لو اور صبح ہی صبح چل نکلو۔ صبح سویرے پھر بھائی کنوئیں

کے پاس آئے اور دیکھا کہ حضرت یوسفؑ کنویں میں موجود نہیں ہے۔ انہیں غصہ

آیا اور قافلے والوں سے مخاطب ہوئے اچھے قافلے والو۔ اس کنویں میں ہمارا بھگا

ہوا غلام تھا تم نے نکالا ہے تو بتاؤ ہم اُسے فروخت کریں گے۔ تم نے اگر نہ خریدا اور نہ ہی واپس کیا تو تمہاری گردنیں اُڑادیں گے۔ مالک نے کہا چلو تمہارے غلام سے پوچھ لیتے ہیں اگر تو وہ تمہارا غلام ہو تو خرید لیں گے۔ اور پوچھا اے لڑکے کیا تو ان کا غلام ہے۔ حضرت یوسف نے فرمایا۔

میں بندہ ہاں مالک سن لے تے والی اللہ میرا

یوسف کہندا میں ہاں بندہ کب گیا سن ڈیرا

میں کھوٹے درہم سے فروخت کر دیا۔ حضرت یوسف نے مالک کے

کان میں کہا یہ منکر جاتے ہیں کاغذ پر بیچ نامہ لکھ کر اپنے پاس رکھ لو۔ مالک نے ایسا

ہی کیا۔ شمعوں نے مہر لگا کر کہا۔ مالک اسے باندھ کر رکھنا یہ غلام بھاگ جاتا

ہے۔ یہ کہا اور چل پڑے۔ مالک نے حضرت یوسف سے کہا مجھے آخری بات اُن

سے کر لینے دیں۔ دوڑے اور جا کر یہودا کا دامن پکڑ لیا اور کہا۔

عرض میری مل جاؤ مینوں بھائی جاندی واری

قہروں چھٹا سر آئی آفت بھاری

باپ میرا غمخیز رب دا اس دی خدمت کریو

ٹساں جو کیتا بخش دیتا میں ہو روں ظلموں ڈریو

مگر بھائیوں نے سختی سے دامن چھڑایا۔ حضرت یوسف مگر گئے وہ بھائی

بھائی پکار رہے تھے مگر بھائیوں نے پیچھے مُرد کر بھی نہ دیکھا۔

اب حضرت یوسفؑ قافلے میں آئے تو مالک نے آپ کو بیڑیاں پہنا دیں
 قافلہ مصر کی جانب روانہ ہوا۔ چلتے چلتے قافلہ مصر کی طرف مُڑا۔ سامنے راستے میں
 کنعان کا قبرستان تھا۔ حضرت یوسفؑ کو اپنی ماں یاد آگئی۔ جب ماں کی قبر کے
 نزدیک آئے تو ڈاچی سے چھلانگ لگا دی۔ اور ماں کی قبر پر کھڑے ہو کر رونے لگے

اے مادرِ فرزند میں تیرا جو نازاں وچ پلایا
 پردیساں دے پندھ دراڈے ظلموں بدھا چلایا
 ثُربت پاک تری دی دیدن میتھی پئی پریرے
 کی جاناں ہُن ہوسن میرے کس دھرتی وچ ڈیرے

اے ماں۔ میرے بھائیوں نے مجھے غلام بنا دیا۔ اب نہ جانے تیری قبر
 پر آنا ہو یا نہ ہو۔ لٹاں میں ڈکھی فریاد کرتا ہوں۔ میرے لیے دُعا کرنا میرا باپ
 میرے بغیر کس طرح دن رات گزارتا ہوگا۔ ہائے لٹاں میں پر دہیسی ہو گیا۔ آخری
 سلام قبول فرماؤ۔

اب مالک نے پیچھے دیکھا تو حضرت یوسفؑ نہ تھے۔ قبرستان کی جانب
 دیکھا تو آپ قبر مادر پر کھڑے رو رہے تھے۔ مالک نے آکر ٹھانچے مارنے شروع
 کر دیئے۔ کہ تیرے مالکوں نے سچ کہا تھا کہ یہ غلام بھاگ جایا کرتا ہے۔ ڈاچی پر
 دوبارہ بٹھایا تو ایک زبردست آندھی آئی۔ سب سامان اڑ گیا۔ تمام لوگ بکھر گئے
 اندھیرا لہتا گیا۔ اب مالک کو افسوس ہوا کہ میں نے حضرت یوسفؑ کو کیوں پابہ زنجیر
 کیا آکر بولا۔ اے یوسفؑ ہمیں معاف کر دے۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ ہم

بدلہ نہیں لیا کرتے۔ بلکہ معاف کر دیتے ہیں۔ جب معاف کیا تو آندھی رُک گئی۔

میری بہنوا

قافلہ دن رات کا سفر طے کرتا ہوا مصر میں داخل ہوا۔ مالک اپنے محل میں آ گیا۔ حضرت یوسفؑ کے حسن پر نظر نہ جمتی تھی۔ اب اُس نے آپ کو غسل کروایا۔ اچھے کپڑے پہنائے۔ تخت پر بٹھایا۔ جب دوبارہ جلوہ دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ اب دوسرے روز اُس نے اعلان کر دیا کہ ایک خوبصورت غلام ہے جس کو دیکھنے کا ٹکٹ ایک اشرفی ہے۔ جو ایک بار دیکھے گا وہ بار بار دیکھے گا۔

یہ اعلان اہل مصر نے سنا تو لوگ دیکھنے کے لیے چلے آئے۔ ایک دن میں چھ لاکھ اشرفی حاصل ہوئی۔ جو ایک بار دیکھتا دوبارہ دیکھنے کی حسرت رکھتا تھا۔ قطاریں لگی ہوئیں تھی۔

میری بہنوا

یہ خبر عزیز مصر کی بیوی زلیخا کو بھی مل گئی۔ زلیخا بادشاہ کی حسین بیٹی تھی۔ اُس نے خواب میں حضرت یوسفؑ کو دیکھا اور کئی بار دیکھا۔ ایک بار خواب میں پوچھا کہ

تجھ کو اُس پیارے مصوٰر کی قسم..... جس نے یہ تصویر کھینچی محترم کس جگہ رہتا ہے تو اے نازنیں..... کچھ تو دے اپنا پتہ اے دلنشین

حضرت یوسفؑ نے جواب دیا

ہوں عزیز مصر میں اے نیک خو.....☆..... کروہاں ملنے کی مجھ سے جستجو
 اے زلیخا میں عزیز مصر ہوں۔ زلیخا صبح بیدار ہوئی تو اپنے باپ سے کہا
 میں عزیز مصر سے شادی کروں گی۔ اب بادشاہ نے عزیز کو خط لکھا تو وہ مان گیا
 جب شادی ہو گئی تو زلیخا عزیز مصر کے محل میں آئی۔ جب عزیز مصر کی صورت دیکھی
 تو وہ جہشی تھا۔ کالے رنگ کا تھا۔ بد صورت تھا۔ یہ دیکھ کر بے ہوش ہو گئی۔ مگر اب کیا
 شکوہ اور شکایت کرتی۔ کیونکہ خود ہی شادی کی حامی بھری تھی

میری بہنو!

یہ اعلان زلیخا نے بھی سنا۔ اُس نے عزیز مصر سے کہا۔ چلو ہم بھی اُسے
 دیکھنے چلتے ہیں۔ دونوں تیار ہو کر گئے۔ جب زلیخا کی نظر یوسفؑ پر پڑی تو بے
 ہوش ہوتے ہوتے رہ گئی۔

ہائے کہ یہی وہ خوابوں کا شہزادہ ہے جو میرے خوابوں کو جاتا رہا ہے۔

ہائے اب کیا ہوگا؟ واپس آ کر سوچتی رہی۔ پھر عزیز مصر سے بولی اگر
 مالک اس غلام کو فروخت کر دے تو ہم اس کو خرید لیں۔ شاید ہمیں اُس سے کوئی
 فائدہ حاصل ہو۔ اُسے اپنا بیٹا بنا لیں۔ کیونکہ ہمارے اولاد نہیں۔ عزیز مصر مان گیا
 کہ مالک سے بات ہو۔ مالک سے بات ہوئی تو اُس نے دس لاکھ اشرفیاں
 چالیس لاکھ درہم ایک ہزار کافوری ڈلیاں، رومی ریشم کے ہزار تھان، ایک ہزار
 گھوڑے اور یوسفؑ کے وزن کے برابر سونا چاندی قیمت لگائی۔

عزیز مہر نے زلیخا سے بات کی تو فوراً قبول کر لی۔ کیونکہ
 جس نون یار و کیندا لہے تے قیمت ہو و س پے
 اسدے جیٹھ ناں طالع والا اُسدے کرم سولے
 جے محبوب خوشی وچ دے سے عاشق دا دل بے
 جے محبوب غماں وچ ہوے عاشق دا دل کھسے

میری بہنو!

حضرت یوسفؑ کو زلیخا نے خرید لیا۔ اور اپنے محل میں لے آئی۔ ہر روز
 غسل کروا کر تخت پر بٹھا کر سوئی پوشاک پہنا کر اپنے ساتھ بٹھالتی۔ اور دیدار کرتی
 رہتی۔ میٹھی میٹھی باتیں کرتی رہتی۔ ہر طرح کا خیال رکھتی۔

چند سال گزرے زلیخا نے نیک محل بنوایا۔ جس کو خوب سجایا۔ تصویریں
 حسین لگائیں۔ موتی ہیرے لٹکائے۔ سچ سجائی۔ اور حضرت یوسفؑ کو اپنے ساتھ
 لے کر آئی۔ سارا محل دکھایا۔ پھر حضرت یوسفؑ کو اپنے سامنے بیٹھا لیا اور خود قدموں
 میں بیٹھ گئی۔ حضرت یوسفؑ نے کہا میں غلام ہوں اور تم مالک ہو۔ میں نیچے بیٹھوں
 گا۔ آپ سچ پر بیٹھیں۔

حضرت زلیخا نے دل کی بات کہہ دی کہ اے یوسفؑ اصل میں تو میں
 تیری غلام ہوں تو میرا محبوب ہے۔ میں تیری مشتاق ہوں۔ میں تجھے چاہتی ہوں۔
 تو میرا بہن جا۔ یہ کہہ کر حضرت یوسفؑ کی طرف بڑھی۔ تو آپ دوڑ پڑے۔ کہ یہ تو
 بہن ارادہ رکھتی ہے۔

اللہ کے حکم سے آپ نے دروازوں کو ہاتھ لگایا

سات دروازے بند کر کے تالے لگے تھے۔ سارے کھل گئے۔

زیلخا پیچھے دوڑی۔ آخری دروازے تک زیلخانے حضرت یوسف

کا گڑوتا پیچھے سے پکڑا۔ اور وہ پھٹ گیا۔ دروازہ کھلا۔ سامنے عزیز مصر کھڑا تھا۔ بولا
یہ کیا ہو رہا ہے۔

زیلخا بولی اے عزیز۔

جو تیری بیوی کے ساتھ بُرائی کا ارادہ چاہے۔ اُس کا کیا حال کرنا چاہیے۔

حضرت یوسف نے کہا۔ اے عزیز میں غلام ہوں۔ میں نے بُرائی کا ارادہ بھی نہیں
کیا۔ بلکہ اس نے مجھے لٹھمایا ہے۔

سامنے ایک عورت آتی تھی۔ جس نے چالیس دن کا بچہ گود میں لیا ہوا تھا

آپ نے فرمایا اس بچے سے گواہی لے لو۔

بچہ بولا اے عزیز مصر..... اگر گڑوتا آگے سے پھٹا ہے تو یوسف گنہگار ہے

اور اگر گڑوتا پیچھے سے پھٹا ہے تو زیلخا کا منکر ہے۔ بات کھل گئی۔ مگر بدنامی کے ڈر
سے حضرت یوسف کو قید خانے بھیج دیا گیا۔

قید خانے میں آپ تقریباً گیارہ بارہ سال رہے۔ اس دوران زیلخانے

آپ کو پیغام بھیجے کہ اب بھی میری بات مان لے۔ تو عیش کرے گا۔ مگر حضرت

یوسف نے انکار کیا۔ مصر میں مشہور ہو گیا۔ کہ ایک مالکہ اپنے غلام پر فریفتہ ہو گئی

ہے۔ یہ سنا تو حضرت زیلخانے مصر کی چند معزز خواتین کو دعوت دی۔

ہاتھوں میں سیب اور ٹھہریاں پکڑا دیں

ادھر حضرت یوسف سے کہا۔ ذرا ان کو اپنا جلوہ دکھلا دو۔ جب عورتوں نے حضرت یوسف کو دیکھا تو مدہوش ہو گئیں۔ سیبوں کی بجائے انگلیوں پر ٹھہریاں چلا دیں۔ جب ہوش آیا تو انگلیاں لہو لہان تھیں۔ اور کہہ رہی تھیں۔

اے زلیخا ایک بار پھر وہ جلوہ دکھلا دے۔ زلیخا نے کہا تم مجھے طعنہ دیتی تھیں۔ اب بتاؤ میرا محبوب حسین ہے کہ نہیں۔ سب نے کہا

☆ حُسن کا پیکر ہے۔ تجھے مبارک ہو۔ ☆

احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حُسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انکشتِ زناں

سُر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔ مصر کی عورتوں نے حُسنِ یوسف کو دیکھا تو

ہاتھوں پہ چھریاں چلا لیں۔ اگر وہ میرے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسن دیکھ لیتیں تو اپنے دلوں پر چھریاں چلا لیتیں۔

میری بہنو!

ایک وقت آیا کہ بادشاہ مصر کو خواب میں سات موٹی گائیں اور سات ڈبلی گائیں نظر آئیں۔ ڈبلی گائیں، موٹی گائیں کو کھا گئیں۔ سات ہری بالیاں اور سات خشک بالیاں ہیں۔

بادشاہ نے نجومیوں کو بلوایا اور خواب کی تعبیر پوچھی۔ مگر کسی نے نہ بتائی۔ ایک قیدی جو کہ آزاد ہو کر بادشاہ کا ساقی بن چکا تھا۔ اُس نے کہا کہ قید خانے میں

یوسف نام کا ایک شخص ہے۔ جو خوابوں کی تعبیر درست ہی بتا دیتا ہے۔ بادشاہ نے خواب بتا کر ساقی کو قید خانے میں بھیجا کہ اس کی تعبیر بتائیں۔

حضرت یوسف نے فرمایا۔ میں خواب کی تعبیر تو بتا دوں گا۔ مگر پہلے عزیز مصر سے پوچھا جائے کہ مجھے قید کیوں کیا ہے۔ اور یہ تعبیر بھی بادشاہ کے روبرو بتاؤں گا۔ اب بادشاہ نے عزیز مصر کو بلوایا اور کہا۔

قید میں کیوں ہے وہ بندہ نیک ذات
سُن رہے ہیں ہم جس کی اعلیٰ صفات
جرم اُس نے کیا کیا تھا اے عزیز
قید خانے کیوں گیا وہ باتمیز
مصر کو بد نام تُو نے کر دیا
اب قیامت تک یہ افسانہ رہا

اے عزیز جواب دے۔ عزیز نے کہا کہ سچی بات ہے۔ کہ میری بیوی نے یہ کہا تھا۔ بادشاہ نے کہا زلیخا کو حاضر کرو۔ زلیخا اور مصری عورتیں حاضر ہوئیں۔ اور اپنی غلطی کا اقرار کیا کہ ہم نے اُسے لہمایا تھا۔ وہ بے قصور ہے۔

بادشاہ نے غصے میں عزیز مصر کو شہر سے باہر نکال دیا۔ اس صدمے سے تو عزیز مصر چل بسا۔ مگر حضرت زلیخا شہر سے باہر ایک جھونپڑی میں رہنے لگی۔ حضرت یوسف دربار بادشاہ میں تشریف لائے اور بادشاہ نے نہایت عزت کے ساتھ جگہ دی۔ آپ نے فرمایا اے بادشاہ۔ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ

سات سال تک مصر میں بہت سی بارشیں ہوں گی۔ غلہ بہت ہوگا۔ پھر

اگلے سات سال قحط سالی کا زمانہ ہوگا۔

بادشاہ نے کہا پھر کیا کیا جائے؟

آپ نے فرمایا مجھے غلہ کا وزیر بنا دیا جائے سارا انتظام ہو جائے گا۔ اس طرح آپ عزیز مصر بن گئے۔ اُن دنوں مصر میں خدا دہائی کا دور تھا۔ آپ نے گندم معہ چھٹوں کے جمع کرنا شروع کر دی۔ اس طرح سات برس گزر گئے۔

حضرت زلیخا حضرت یوسفؑ کی جدائی میں سارا دن اور ساری رات آنسو بہاتی رہتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ناپیدنا ہو گئیں۔ کنزور ہو گئیں۔ بیمار ہو گئیں۔ مگر آتے جاتے لوگوں سے حضرت یوسفؑ کا حال ضرور پوچھا کرتی تھی۔ جو کوئی حضرت یوسفؑ کا حال بتاتا تو اُس کی جھولی موتیوں سے بھر دیتی۔

ایک دن اُس کے دل میں خیال آیا کہ میرے بچوں نے تو یوسفؑ کو ملایا نہیں۔ اب یوسفؑ کے رب سے دُعا کرتی ہوں۔ شاید قبول ہو جائے۔ اُس نے اپنا بُت توڑ ڈالا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں قربتِ یوسفؑ کی دُعا مانگی۔

اللہ تعالیٰ میں بچوں کی پوجا کرتی رہی۔ اُن سے یوسفؑ مانگتی رہی۔ مگر نہ

ملا۔ اب تیرے حضور عرض ہے۔ قبول فرما۔

کر اقرار گناہ زلیخا توبہ دے درآئی
استغفار کرے سو باری رو رو عرض سنائی
کر منظور بندی دیاں عرضاں بخش غموں چھٹکارے
یا رب میل ملا یوسفؑ نون جان میرے دکھ سارے

حضرت زلیخا کی دُعا فوراً قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریلؑ جلد

من جو میں تیں کہیے زلیخا پاک اللہ فرماوے
یہ سن کر حضرت یوسف نے زلیخا کو ساتھ لیا اور محل میں لے گئے۔ وہاں
اگلے روز نہایت دھوم دھام سے نکاح ہوا۔ اس طرح حضرت زلیخا حضرت یوسفؑ
کی بیوی بن گئیں۔

سات برس غلہ جمع کیا۔ اگلے سات برس شروع ہوئے۔ پہلے سال
بارش نہ ہوئی۔ غلہ نہ اگا۔ کھانے کی کمی ہو گئی۔ حضرت یوسف نے غلہ فروخت کرنا
شروع کیا۔ لوگوں نے درہم دے کر غلہ خریدا۔

اگلا سال شروع ہوا تو لوگوں نے سونا چاندی دے کر غلہ خریدا۔

تیسرے سال لوگوں نے گھر کے برتن وغیرہ دے کر غلہ خریدا۔ یہ دور بھی گزر گیا۔

چوتھے سال لوگوں نے اپنی جائیدادیں حضرت یوسفؑ کے نام لگا کر غلہ حاصل کیا۔

پانچویں سال مکانات بھی حضرت یوسفؑ کے نام لگوا دیئے۔ چھٹے برس لوگوں نے
اولاد کو حضرت یوسفؑ کا غلام رکھ کر غلہ لیا۔

ساتویں برس سارا مصر حضرت یوسفؑ کا غلام ہو گیا۔

انہیں دنوں کنعان میں بھی قحط پڑا۔ انہوں نے سنا کہ مصر کا عزیز سونا

چاندی لے کر غلہ دیتا ہے۔ دسوں بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے

اور کہا۔ مصر جائیں۔ قافلے جا رہے ہیں۔ تاکہ غلہ لے آئیں۔ حضرت یعقوب

علیہ السلام نے اجازت دے دی۔ مصر میں گئے۔ اور جب حضرت یوسفؑ کے

دربار میں پیش ہوئے تو آپ نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا اور خود چہرہ چھپا لیا اور

رونے لگے۔ وزیروں نے عرض کیا کہ حضور بہت سے لوگ غلہ لینے کے لئے آئے۔ مگر ان کو دیکھ کر آپ کیوں رورہے ہیں۔

آپ نے فرمایا!

بولے حضرت کیا کہوں یہ کون ہیں
واسطے جن کے ہوا بے چین میں
صورتیں ہیں سب میرے یہ باپ کی
یہ میرے اپنے ہیں اور میرے انہی

یہ میرے بھائی ہیں۔ مگر ان کو معلوم نہ ہو۔ سب کو کھانا کھلایا اور پوچھا تم کتنے بھائی ہو۔ کہنے لگے ہم بارہ تھے۔ ایک چھڑ گیا۔ باقی گیارہ ہیں۔ فرمایا وہ گیارہ ہواں کون ہے۔ بولے اُس کا نام بنیامین ہے۔ اُس کے بغیر ہمارے والد نہیں رہتے۔ اس سے پیار بہت کرتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے غلاموں کو کہا۔ ان کی بوریاں گندم سے بھر دو اور ان کی پونجی بھی بوری میں واپس رکھ دو۔ شاید دوبارہ آئیں۔ جب جانے لگے تو فرمایا پھر آؤ تو بنیامین کو ساتھ لانا۔ تمہیں غلہ زیادہ ملے گا۔ اگر نہ لائے تو غلہ نہ ملے گا۔ قافلہ روانہ ہو گیا۔ کنعان میں بھائی پہنچے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حال پوچھا۔ بولے ابا جان مصر کا حاکم مہمان نواز ہے۔ رحم دل اور نیک ہے۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ بنیامین کو ساتھ لے کر آنا۔ نہ لائے تو غلہ نہ دوں گا۔ یہ سنا تو حضرت یعقوب علیہ السلام رونے لگے فرمایا پہلے یوسفؑ کے بارے میں اعتبار کیا تھا۔ اب بنیامین کو نہ جانے دوں گا۔

اب بھائیوں نے پوریاں کھولیں۔ دیکھا تو پونجی بھی ساتھ ہی باقی ہے۔ خوش ہوئے اور کہا ابا جان۔ دیکھو مصر کا حاکم کتنا مہربان ہے۔ رحم دل ہے۔ سخی ہے۔ اب تو ضرور دوبارہ اُس سے ملنا ہوگا۔

میرق بسنوا

حضرت یعقوب علیہ السلام مان گئے مگر کہا کہ تم سب مصر میں داخل ہونا تو دو دو ہو کر داخل ہونا۔ تاکہ نظر نہ لگ جائے۔ اب سارے بھائی مصر گئے۔ دروازے سے دو دو ہو کر گزر گئے۔ مگر بنیامین اکیلا کھڑا رونے لگا اور سوچنے لگا کہ میرا بھائی یوسف ہوتا تو میں اُس کے ساتھ مل کر جاتا۔

ویر پیارے لتاں جایا چے کر توں آج ہوویں

جوڑا بن کے شہر مصر نوں رل کر جائے دولویں

ادھر بنیامین رو رہا تھا۔ ادھر حضرت جبرئیل آئے اور کہا اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ اپنے بھائی کو لے کر آؤ۔ حضرت یوسفؑ بگھی پر سوار ہوئے اور

فورا آ کر دروازے پر پہنچے۔ دیکھا بنیامین رو رہا ہے۔ جا کر سینے سے لگایا اور کہا

کیوں روتے ہو۔ کیا ہوا تمہارا کوئی بھائی نہیں۔ میں تمہارا بھائی ہوں۔ آمیرے

ساتھ مل کر دروازے کے اندر داخل ہو۔ بنیامین کو بگھی پر اپنے ساتھ بیٹھالیا۔ اور

راستے میں دوسرے بھائی ملے اور حسد سے جل اُٹھے۔ کہ ہم پیدل جا رہے

ہیں۔ اور یہ حاکم مصر کے ساتھ بگھی میں سوار ہو کر جا رہا ہے۔ محل میں اکٹھے ہو گئے

کھانا لایا گیا۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا دو دو ہو کر کھانا کھاؤ۔ اب بنیامین اکیلے رہ

گئے۔ حضرت یوسفؑ اُس کے پاس گئے۔ فرمایا تیرے ساتھ میں کھاتا ہوں۔ سب کھانا کھا رہے تھے تو ہاتھ دیکھے حضرت یوسفؑ کے۔ تو بنیامین نے پہچان لیا۔ تو کھانا چھوڑ کر رونے لگے اور اُن کی حالت غیر ہو گئی۔ حضرت یوسفؑ نے دیکھا تو ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے گئے۔ چہرے سے پردہ اُلٹ دیا۔

کہا بنیامین میں یوسفؑ ہوں۔ آؤ میرے سینے سے لگ جاؤ۔ دونوں بھائی مل گئے۔ اور اب بنیامین نے کہا بھائی میں آپ سے جدا نہ ہوں گا۔ اب میں یہیں رہوں گا۔ حضرت یوسفؑ نے کہا اچھا کسی طریقہ سے رکھ لوں گا۔

اب بھائیوں کو غلہ دیا اور بوریوں میں بھر دیا۔ مگر بنیامین کی بوری میں پیانہ جس سے غلہ ناپتے تھے رکھ دیا۔ اب قافلہ روانہ ہوا۔ پیچھے سے کسی پُکارنے والے نے پُکارا کہ اے قافلہ والو تم چور ہو۔ قافلہ رُک گیا۔ حضرت یوسفؑ بھی آگئے فرمایا ہمارا پیانہ چوری ہو گیا ہے اس لیے تلاشی دو۔

یہودانے کہا اے عزیزِ مصر ہم حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ ہم چوری نہیں کر سکتے۔

حضرت یوسفؑ نے کہا تمہارے مذہب میں چور کی کیا سزا ہے؟

یہودانے کہا چور کو غلام بنا لیا جاتا ہے۔ اب بوریوں کی تلاشی شروع ہو گئی ایک ایک بوری دیکھی۔ اب بنیامین کی باری آئی۔ فرمایا جانے دو۔ اس کی کیا تلاشی لیتا ہے۔ شمعوں بولا اس کی ضرور تلاشی لو۔ جب بوری کو کھولا تو پیانہ نکل آیا۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا اب بنیامین ہمارا غلام ہوگا۔ سارے بھائی بولے اے

عزیز مانا کہ اس نے چوری کی ہے۔ مگر اس کے بغیر ابا جان کا دم نکل جائے گا۔ پہلے بھی ہمارا اعتبار نہ کرتے تھے۔ اب اسے چھوڑ جائیں گے تو وہ کیا کہیں گے۔ ہم میں سے کسی ایک کو رکھ لیں۔ حضرت یوسف نے فرمایا جو چوری کرتا ہے اُسے ہی رکھا جاتا ہے۔ بے قصور کو ہم نہیں رکھ سکتے۔ اب تو بھائی شرمندہ ہوئے۔ مشورہ کیا کہ اب کیا کریں۔

یہود ابولا۔ میں تو واپس نہ جاؤں گا۔ تم جاؤ۔ اب بھائی کنعان پہنچے

باپ نے بنیامین کا پوچھا۔ بولے قافلے والوں سے پوچھ لیں۔ اُس نے چوری کی اور پکڑا گیا۔ عزیز نے اُس کو غلام بنا لیا ہے۔ یہ سنا تو حضرت یعقوب علیہ السلام رو پڑے۔ پھر فرمایا تم سب واپس مصر جاؤ۔ یوسف اور بنیامین دونوں وہیں ہیں۔ تلاش کرو۔

فرمایا فرزندو جاؤ ڈھونڈو یوسف تائیں

بنیامین لھو رب میلے رحمت آس اسائیں

جب بیٹے مصر جانے لگے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک خط لکھا

اور کہا یہ عزیز کو دے دینا۔ اب تمام بھائی چل کر مصر آئے اور حضرت یوسف سے ملے اور اپنے باپ کا خط حضرت یوسف کو دیا۔ حضرت یوسف نے خط پڑھا تو آنکھ بار ہو گئے۔

خط پدر دالیدا یوسف نیر آکھیں وچ بھریا

چم آکھیں تے رکھ پیاروں ادبوں سرتے دھریا

حضرت یوسفؑ روتے رہے۔ تم نے یوسفؑ کے ساتھ کیا کیا تھا۔ سب چُپ ہو گئے اور سب سوچنے لگے کہ عزیزِ بزم کو یوسفؑ کا کیا پتہ۔ سب بولے کیا تو ہی یوسفؑ ہے۔

آپ نے فرمایا۔ اَنَا یُوسُفُ وَ هٰذَا اَخِی

میں یوسفؑ ہوں یہ میرا بھائی ہے۔ تمام بھائی رونے لگے اور شرمسار ہوئے۔ بولے اے یوسفؑ ہم سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔ ہمیں معاف کر دو حضرت یوسفؑ نے جب سب کی بے چارگی دیکھی تو فرمایا

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمْ الْیَوْمَ

یوسفؑ اٹھ بھراواں تائیں سینے نال لگاؤے
ویر میرے تُسیں جان اوساڈی رحم میرے دل آوے
میں نے سب کو معاف کر دیا۔ ہم سب ایک باپ کی اولاد ہیں۔ گلے
ملے۔ شکوے دُور ہوئے۔ محل میں لے گئے۔ رخصت کے وقت مشورہ کیا کہ اب
ابا جان کو خوش خبری سنائی جائے۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا میرا لگوتا لے جاؤ
ابا جان کی آنکھوں پر ڈالنا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی پیدا ہو جائے گی۔ سب
بھائی کنعان گئے۔ اور جا کر حضرت یعقوبؑ علیہ السلام کو خوشخبری سنائی اور
لگوتا آنکھوں پر ڈالا۔

اوه جس ویلے لگوتا یوسفؑ منہ دے اُتے پایا
یعقوبؑ پیغمبر دے وچہ اکھیں نور جنابوں آیا

اب تیاری کی سب نے۔ کنعان چھوڑا اور مصر کو روانہ ہوئے۔ ادھر حضرت یوسف کو معلوم ہوا تو آپ ہاتھی پر سوار ہو کر مصر کے باہر چالیس ہزار فوج کے ہمراہ تشریف لائے۔ تاکہ ابا جان حضرت یعقوب علیہ السلام کا استقبال کیا جائے۔ ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام ڈاچی پر سوار تھے۔ جب آنے سامنے ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا

السلام اے یوسف ماہ جبین

السلام اے شاہِ عماری نہیں

السلام اے گود کے پالے میرے

السلام اے چاند کے ہالے میرے

دونوں سوار یوں سے اتر گئے اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے۔ وہ وقت

انتادردانگیز تھا کہ سب لوگ رو دیئے تھے۔ بلکہ آسمانوں کے فرشتے رو دیئے تھے۔

جوش وہ پیدا ہوا اس کے وہاں

ہو گئے ہر شخص کے آنسو رواں

تمام بھائی رو دیئے۔ اب وہ وقت آیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو

حضرت یوسف نے اپنی بانہوں میں لے لیا۔

یوسف اور یعقوب دونوں مل گئے

جو تھے کئی برس کے چھڑے ہوئے

اس طرح چمٹے کے چمٹے رہ گئے

ہوش دونوں باپ بیٹوں کے نہ تھے

پھر روتے روتے دونوں بے ہوش ہو گئے۔ دونوں کو اٹھایا۔ یہودانے

حضرت یعقوبؑ کو سہارا دیا۔ ہوش آیا تو کہا ابا جان۔ اب یوسفؑ آپ کا خادم ہے۔

نازوں کا پا لالا ہو کس طرح تکلیف میں رہا۔ ابا جان آپ کیسے جدائی میں روتے

رہے۔ پھر اس شان سے مصر میں داخل ہوئے کہ سارا شہر سجا ہوا تھا۔ لوگ

یعقوب علیہ السلام کے قدموں کو بوسے دیتے تھے۔ اب سواریاں محل میں داخل

ہوئیں۔ سارے راستے قالین بچھے ہوئے تھے۔ جس پر قدم رکھ کر یعقوب علیہ

السلام محل میں داخل ہوئے۔ ایک تخت بچھایا گیا جس پر سارے بھائی اور ماں اور

حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹھ گئے۔ سامنے حضرت یوسفؑ بیٹھے۔

سب نے حضرت یوسفؑ کو سجدہ کیا۔ اور کہا یہ میری خواب کی تعبیر ہے۔

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بیٹوں کے لیے دُعا کی۔

اللہ تعالیٰ نے سب کو معاف فرما دیا۔ اس طرح تمام مصر میں رہنے لگے۔ ان بارہ

بھائیوں کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ ☆

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿6﴾

مسئلہ مصطفیٰ ﷺ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ
 فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
 قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ○
 صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيَّ الْكَرِيْمُ ﷺ
 بے شک تمہاری طرف آیا اللہ سے نور اور روشن کتاب

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحد لا شریک ہے۔ جس کا کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دنیا بنانے پر قادر ہے اور دنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان، بڑے بڑے فہم زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اٹھتے ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔
 قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔
 کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔
 مگر رب کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی
 کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی
 وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
 اشارہ اُس کا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

دروودِ سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکارِ دو عالم رحمت جہاں،
 سرکارِ مدینہ، نور کا نگینہ، راحتِ قلب و سینہ، امام الانبیاء و امام المرسلین، شبِ اسری
 کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ عالم پناہ میں
 کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کہ جن کے
 صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔ ●

یہ ماہِ ربیع الاول شریف ہے۔ اس میں سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ
 ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس مہینے میں اولیاء اللہ کافی صدقہ خیرات

کرتے تھے۔ اور خوشی مناتے تھے۔ ایک بزرگ پہلی ربیع الاول کو ایک ہزار دینار صدقہ کرتے۔ دوسری کو دو ہزار اور تیسری کو 3 ہزار صدقہ کرتے۔ ایسے ہی 12 تاریخ کو 12 ہزار دینار صدقہ کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ یہ دن وہ ہے۔ جس میں سرکارِ دو عالم رحمت اللعالمین تشریف لائے۔

اس مہینے میں ہم میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرتے ہیں اور بازاروں گلیوں اور گھروں کو سجاتے ہیں۔ جلوس نکالتے ہیں۔ نعیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ کھانے تقسیم ہوتے ہیں۔ یہ سب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی منائی جاتی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ میں ہے کہ جس روز سرکارِ دو عالم پیدا ہوئے۔ اس دن ابولہب جو حضور ﷺ کا چچا تھا (وہ کافر تھا)۔ اُس کی لوٹھی جس کا نام ثوبیہ تھا۔ وہ دوڑی دوڑی آئی اور ابولہب سے کہا۔ اے سردارِ آمنہ کے گھر ایک حسین و جمیل بچہ پیدا ہوا ہے۔ آپکے بھائی عبداللہ کا گھر روشن ہو گیا۔ یہ سنا تو ابولہب نے خوش ہو کر کہا اے لوٹھی تو نے مجھے خوشخبری سنائی ہے۔ اس لیے جا۔ میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ جب ابولہب مر گیا تو اسے حضرت عباسؓ نے خواب میں دیکھا پوچھا اے ابولہب تیرا کیا حال ہے۔ اس نے کہا بہت برا حال ہے۔ جہنم کی آگ میں جل رہا ہوں۔ مگر جب پیر کا دن آتا ہے تو مجھے اس انگلی سے راحت ملتی ہے۔

جس کا اشارہ کر کے حضور کی پیدائش کی خوشی میں..... میں نے اپنی لوٹھی ثوبیہ کو آزاد کیا تھا وہ کافر تھا۔ اگر اُسے حضور کی ولادت کی خوشی میں خوش ہو کر لوٹھی آزاد کرنے پر راحت نصیب ہو سکتی ہے۔ تو ہم تو حضور کے امتی ہیں ہمیں تو

خوشی منانے پر حضور کی رحمتوں کے خزانے ملیں گے۔ اور خداوند تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

فلک کے نظاروں زمین کی بہار و نظریں جھکاؤ۔ حضور آگئے ہیں
قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ۔

بے شک تمہاری طرف آیا اللہ سے نور اور روشن کتاب

اس آیت مبارکہ میں پہلے نور کا ذکر ہے اور بعد میں کتاب کا ذکر ہے۔ نور سے مراد ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا نور ہے۔ اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پہلے نور کو ماننا ہوگا اور پھر کتاب پر ایمان ہوگا۔ جو لوگ نور کو نہیں مانتے اور کتاب کو مانتے ہیں۔ خداوند کریم اُن کو ہدایت عطا فرمائے۔

ایک بات یاد رکھیں کہ بغیر روشنی کے ہم کتاب نہیں پڑھ سکتے اگر روشنی نہ ہو تو کتاب نظر ہی نہیں آئے گی۔ اسی طرح اگر نور محمد ﷺ نہ ہوتا تو قرآن پاک بھی نہ ہوتا۔ اس لیے قرآن پاک پر ایمان سے قبل حضور پر ایمان لانا ضروری ہے۔ یہ نور کب بنا اور کب کا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے کس چیز کو بنایا۔ حضور نے فرمایا اے جابر بن عبد اللہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے بنایا۔

اس وقت صرف اللہ تعالیٰ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا نور بنایا پھر وہ نور خداوند کریم کی لاکھوں سال تسبیح کرتا رہا اور جب عرش بنایا گیا تو اس عرش کی

نوری قدیل میں آپ کو رکھا گیا۔ پھر یہی نور قطب ستارے میں جلوہ گر ہوا۔ ایک دن حضور نے جبریلؑ سے پوچھا اے جبریلؑ تیری عمر کتنی ہے جبریلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے یہ تو معلوم نہیں۔ مگر اتنا یاد ہے کہ جب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ میں نے چوتھے حجاب میں ایک ستارہ طلوع ہوتا ہوا دیکھا ہے۔ جو ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا تھا۔ اور میں نے اُسے بہتر ہزار بار دیکھا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اے جبریلؑ وہ ستارہ اب کبھی تو نہ دیکھا ہے۔ عرض کیا نہیں فرمایا۔ اِنَّا ذٰلِكَ كَوْ كَبُ كہ وہ ستارہ میں ہی تھا۔ جب میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام کرتا تھا۔ تو نظر آتا تھا اور جب سجدہ کرتا تھا تو نظر نہیں آتا تھا اس سے ثابت ہوا کہ جبریلؑ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی حضور کا نور موجود تھا۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کب سے نبی بنائے گئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا

كُنْتُ نَبِيًّا وَ اَدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْطِّينِ

یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا۔ جب آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے یعنی اس کا قالب بن رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا اے فرشتو! میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ سب نے کہا۔ اے مولا۔ اگر تسبیح و تہلیل کرانا ہے۔ تو ہم موجود ہیں۔ فرمایا نہیں۔ جو میں جانتا ہوں۔ وہ تم نہیں جانتے۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام زمین سے مٹی لائے اور کوہ نعمان کی وادی میں رکھی گئی۔ چالیس دن اُس مٹی پر

بارش ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دس قدرت سے حضرت آدمؑ کا قالب بنایا۔ جب پورا جسم بن گیا تو روح کو حکم دیا اے روح آدم کے قالب میں داخل ہو جا۔ اُس نے اندر جمانا تو اندھیرا تھا وہ ڈر گئی۔ کہنے لگی اے باری تعالیٰ اندر تو اندھیرا ہے۔ میں اندر نہ جاؤں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی پیشانی میں نور مصطفیٰ رکھا۔ جس سے قالب کے اندر آجالا ہو گیا اور روح خوشی کے ساتھ داخل ہو گئی۔

﴿☆﴾ آدم علیہ السلام کی پہلی نگاہ عرش پر پڑی۔ عرش پر لکھا تھا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

دل میں شوق پیدا ہوا کہ اے باری تعالیٰ یہ تیرے نام کے ساتھ دوسرا نام کس کا ہے۔ خداوند کریم نے فرمایا۔ یہ میرے حبیب ﷺ کا نام ہے۔ جس کے صدقے میں نے تمام دُنیا بنائی ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو میں یہ ساری دُنیا نہ بناتا۔ بلکہ اپنا آپ بھی ظاہر نہ کرتا۔

كَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا

حضرت آدمؑ علیہ السلام کے سامنے فرشتے ادب سے کھڑے تھے پھر یکدم پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اے باری تعالیٰ یہ فرشتے پہلے میرے سامنے کھڑے تھے۔ اب یکدم پیچھے کھڑے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے آدمؑ تیری پیشانی میں میرے حبیب کا نور تھا۔ اس لیے فرشتے سامنے کھڑے تھے۔ اب وہ نور تیری پشت میں چلا گیا ہے اس لیے تمام فرشتے اس کے احترام میں پیچھے کھڑے ہیں۔ حضرت آدمؑ نے عرض

کی یا اللہ میں تیرے حبیب کا وہ نور دیکھنا چاہتا ہوں۔ خداوند کریم نے فرمایا اپنے دونوں انگوٹھوں کو دیکھو۔ حضور ﷺ کا نور خداوند کریم نے حضرت آدمؑ کے انگوٹھوں میں روشن کر دیا۔ حضرت آدمؑ کو اس نور سے اتنی عقیدت و محبت ہوئی کہ دونوں انگوٹھوں کو لبوں سے لگا کر چوم لیا اور پھر دونوں آنکھوں کو لگا کر فرمایا

قُرَّةٌ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

ہمارے مصطفیٰ ﷺ آپ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں

اس لیے اذان میں یا نعت خوانی میں جب بھی حضور ﷺ کا نام مبارک آتا ہے۔ تو چوم کر آنکھوں سے لگا لیا کرتے ہیں۔ یہ ہمارے باپ حضرت آدمؑ کی سنت ہے

پھر یہ نور مبارک پاک پُشتوں اور پاک رحموں سے منتقل ہوتا ہوا

جو معازتِ حوا کی بقاء خدا کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ آپ کے نور کی برکت سے حضرت عبداللہ بہت خوش رہتے تھے۔ اگر زمین پر بیٹھے تو سبزہ اُگ آتا تھا۔ کسی خشک درخت کو ہاتھ لگاتے تو وہ سرسبز و شاداب ہو جاتا۔ اُن کے کانوں میں یہ آواز آتی تھی۔

مبارک ہو جہاں کی جان آتے ہیں

مبارک ہو نبی سلطان آتے ہیں

مبارک ہو یہ سید ابرار آتے ہیں

مبارک ہو نبی غم خوار آتے ہیں

پھر آپ کی شادی ہوئی اور حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ کے شکمِ اطہر میں وہ نورِ جلوہ فرما ہوا حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ میرے صحن میں سفید سفید کپڑوں والی حسین و جمیل عورتیں جمع ہو کر گایا کرتی تھیں۔ میرا دل بہلایا کرتی تھیں۔ اور کہتی تھی اے آمنہ تجھے مبارک ہو۔ کہ تیری گود میں ایسا بچہ آنے والا ہے۔ جو کہ ساری کائنات کا سردار ہوگا۔ تمام نبیوں کا امام ہوگا۔

اُن دنوں بارش نہیں ہوتی تھی۔ لیکن جن دنوں حضور پیدا ہونے والے تھے۔ اتنی بارش ہوئی کہ ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہو گیا۔

اے کون آیا جیدے آئیاں بہاراں مُسکرا پیاں

کھلے نیں مٹھل تے گلایاں ہزاراں مُسکرا پیاں

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ ایک بزرگ تشریف لائے۔ میں نے

پوچھا آپ کون ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا میں حضرت آدم ہوں اور خوشخبری دینے آیا

ہوں کہ اے آمنہ تیری گود میں وہ نورِ جلوہ فرما ہونے والا ہے۔ کہ جس کے صدقے

سے میری توبہ قبول ہوئی۔ پھر اس طرح حضرت نوح آئے۔ حضرت ابراہیم مظلیم

اللہ آئے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ آئے۔ سب نے مجھے حضور کے آنے کی خوشخبری

سنائی۔

پھر وہ گھڑی آن پہنچی۔ حضور کی ولادت مبارکہ کا وقت قریب

تھا۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھے پیاس لگی اور دل گھبرا یا۔ اتنے میں دیکھا کہ

چاروں طرف حسین و جمیل عورتیں ہاتھوں میں پیالے لیے آگئیں اور مجھے پانی

پلا یا وہ پانی اتنا میٹھا اور ٹھنڈا تھا کہ میری پیاس بجھ گئی اور دل کو اطمینان حاصل ہو گیا
میں نے پوچھا آپ قریش کی عورتیں ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہم جنت سے آئی
ہیں۔ ہم مریم، آسیہ، حوا اور سارہ ہیں۔ یہ تمام جنتی بیبیاں حضرت آمنہ کا دل
بہلانے آئیں تھیں اور بشارت دی کہ تیری گود میں دونوں جہان کی رحمت تشریف
لائے ہیں۔

مبارک ہو کعبے کے پاسباں تشریف لائے ہیں
مبارک ہو خدا کے راز داں تشریف لائے ہیں
مبارک ہو بچوں کو توڑنے والے ہوئے پیدا
مبارک ہو دلوں کو جوڑنے والے ہوئے پیدا

●☆●☆●☆●☆●☆

دو جگہ دے دیج ہوئے اُجالے
آئے محمد رحمتاں والے

رحمتاں والے برکتاں والے

●☆●☆●☆●☆●☆

عوراں دلِ میل دیکھن آئیاں
آمنہ تائیں دین و دایاں
کھلے پھٹاں دے آج تالے
آئے محمد رحمتاں والے

●☆●☆●☆●☆●☆

دیکھو نی اوہ ہادی آیا
 حق دی کرن مناوی آیا
 لکن پہاڑیں باطل والے
 آئے محمد رحمتاں والے

◎☆◎☆◎☆◎☆◎☆

دیکھ کے خلقت ہوئی دیوانی
 پیاری پیاری شکل نورانی
 گل نبیاں توں ہین نرالے
 آئے محمد رحمتاں والے

◎☆◎☆◎☆◎☆◎☆

مبارک ہو حبیب کبریا تشریف لے آئے
 مبارک ہو محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لے آئے

◎☆◎☆◎☆◎☆◎☆

حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جب میرا لال تشریف لایا تو آپ نے
 پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا۔ میں حیران ہو گئی اور آپ کچھ کہہ بھی رہے تھے۔ حضرت
 صفیہ جو حضور کی پھوپھی تھی۔ اُس نے کان لگا کر سنا تو یہ آواز آئی۔

رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ

سوہنا دُنیا اُتے جدوں آیا
 پہلاں سجدے چے سر نوں ٹھکایا
 پھر نبی مصطفےٰ ہنوا کھیوں بہا لب نیکے جئے ہکا
 کیتا اُمت دے درداں دا چارہ
 مُکا دکھ سارا تے عاصیاں ناکاریاں دی گل بن گئی
 آیا رب دا حبیب پیارا عرب دا ستارہ
 تے دُکھاں دیاں ماریاں دی گل بن گئی
 اساں آج ساریاں دی گل بن گئی

حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ میرے دل میں آئی کہ میں اپنے پیچھے کونہلا
 دوں۔ دیکھا تو حضور صاف سُٹھرے پائے گئے۔ میں نے سوچا آپ کو خو
 شبو لگا دوں لیکن آپ کے جسم سے پہلے ہی سے مشک و عنبر کی خوشبو آ رہی تھی۔

وہ نور پاک آیا کرنے کو پاک آیا
 خوشبو نے گھر بسایا صبح شب و لادت

حضرت صفیہ فرماتی ہیں۔ میں نے چاہا حضور کی آنکھوں میں کا جل
 لگا دوں تو دیکھا آپ کی پیاری پیاری آنکھوں میں ﴿مَازَا عِ الْبَصْرُ﴾ کا پہلے ہی
 سُرمہ لگا ہوا تھا۔

حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ میں نے چاہا کہ حضور کا ناز و کاٹ دوں تو معلوم ہوا کہ
 آپ کا ناز و نہ تھا۔

میرق بہنو!

ہر طرف سے خوشبو آرہی تھی۔ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ سے فیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک زمین کانپ اٹھی۔ خانہ کعبہ حضرت آمنہ کے حجرے کی طرف جھک گیا۔

عرشِ عظیم جھومے کعبہ زمین چومے

آتا ہے عرش والا صبحِ صَبِّ وِلاَدَت

میں حیران تھا اور حیرانی کے عالم میں اٹھ کر خانہ کعبہ کے اندر گیا تو دیکھا تمام بت خانہ کعبہ کے اندر سجدے میں پڑے ہوئے تھے۔ میں ابھی سوچ رہا تھا کہ نہ جانے آج زلزلہ آگیا یا کوئی اور بات ہوگئی ہے۔ تو کسی کہنے والے نے کہا اے عبدالمطلب گھبرا نہیں۔ آج حضرت آمنہ کی گود میں وہ بچہ تشریف لایا ہے جس نے بچوں کو توڑنا ہے اور ایک خدا کی توحید کا پرچار کرنا ہے۔ حضرت عبدالمطلب دوڑے دوڑے حضرت آمنہ کے گھر گئے۔ اندر سے دروازہ بند تھا۔ دروازہ کھٹکایا تو ایک حسین و جمیل شخص تلوار لے کر نکلا۔ حضرت عبدالمطلب کو روکا کہ تم اندر نہیں جاسکتے۔ کہا میرے پوتے کو مجھے دیکھ لینے دو۔ اُس شخص نے کہا۔ تو اُسے نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ آسمان کے فرشتے، حورو، غلمان اور رسول و نبی۔ جب تک اس کی زیارت نہ کر لیں۔ کوئی اس کو نہیں دیکھ سکتا۔

جبرئیل سر جھکائے قدسی پدے جمائے

ہے انبیاء کا میلہ صبحِ صَبِّ وِلاَدَت

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ اچانک میرا بچہ غائب ہو گیا۔ میں بہت پریشان ہوئی اور حضرت صفیہ سے پوچھا تو وہ بھی حیران تھی۔ اتنے میں غائب سے آواز آئی۔ اے آمنہ گھبرا نہیں۔ اس عظیم ثور کو ساری دنیا کی سیر کرائی جا رہی ہے پھر فرمایا میں نے دیکھا کہ سبز مخمل میں حضور لپٹے ہوئے تھے۔ اور میرے ساتھ پڑے تھے۔ میں نے پیار سے آپ کا منہ چوم لیا تو یوں لگا جیسے میرے دل کو سرور آ گیا ہو۔

اُس روز اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل جنت سے تین جھنڈے لے جا۔

ایک جھنڈا خانہ کعبہ کے اوپر گاڑ دے۔ دوسرا جھنڈا حضرت آمنہ کے حجرے کے اوپر لگا دے اور تیسرا بیت المقدس پر لگا دے۔ تاکہ خوشی کا اظہار ہو جائے اور دنیا والوں کو معلوم ہو جائے کہ آج کا دن خوشی کا دن ہے۔

اس دن خوشی منانا فرشتوں کا کام ہے اور اس روز غمگین ہونا شیطان کا کام ہے

جس روز حضور پیدا ہوئے۔ مُلکِ فارس میں ہزار سال سے آگ جل

رہی تھی۔ وہ لوگ آگ کی پُو جا کرتے تھے۔ اُس دن وہ بُجھ گئی۔ تمام حیران تھے

کہ آج آگ یکا یک کیوں بُجھ گئی۔ تو کہنے والے نے کہا۔ **ق م ح س ج**

آج وہ نبی دُنیا میں تشریف لے آئے کہ جن کی تعلیم سے صرف ایک

خدا کی پُو جا ہوگی۔ سب کا خالق و مالک ایک اللہ ہے۔ یہی بات بتانے کے لیے وہ

تشریف لائے ہیں۔ اس لیے آگ بُجھ گئی۔

اس روز قیصر و کسری کے محلات میں زلزلہ آ گیا اور کئی عمارتیں زمین بوس

ہو گئیں اور اُن کے مینارے گر گئے۔ جو بہت مضبوط بنائے ہوئے تھے۔ وہاں یہودی پادریوں نے پکار کر کہا اے لوگوں لو۔ آج دُنیا میں خدا کا آخری رسول تشریف لے آیا ہے۔ جس کی رسالت قیامت تک باقی رہے گی اور ساری کائنات اُس کا کلمہ پڑھے گی۔

فارس کے بچھ گئے تھے آتش کدے بھی سارے
بے نشاں ہوا تھا کسریٰ صبحِ شبِ ولادت

حضرت عبدالمطلب تیسرے روز تشریف لائے اور اپنے پوتے کو گود میں اٹھالیا اور پیار کرتے کرتے رونے لگے۔ حضرت آمنہ نے پوچھا بابا جان آپ کیوں روتے ہیں..... کہا..... اے آمنہ..... آج اگر عبد اللہ ہوتے تو کتنے راضی ہوتے کتنے خوش اور خاد ہوتے۔

اور افسوس یہ یتیم پیدا ہوا۔ جب اتنا کہا تو غائب سے آواز آئی۔

اے عبدالمطلب یہ یتیم نہیں بلکہ یتیموں کا سہارا بن کے آیا ہے۔ یہ تو دُرّ یتیم بن کے آئے ہیں۔ غریبوں کا ہمدرد بن کے آیا ہے۔ ساری دُنیا کا غم خوار اور آسرا بن کر آئے ہیں۔

یہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مراویں غریبوں کی بر لانے والا

پھر حضرت عبدالمطلب نے سوچا کہ اس پیارے اور سونپنے کا نام کیا

رکھیں تو آپ پر غنودگی چھا گئی۔ اور کسی کہنے والے نے کہا اس کا نام **زَکَیَّ**

ﷺ رکھ۔ کیونکہ ساری کائنات اس کی تعریف کرتی رہے گی۔ اور یہ نام سب سے اعلیٰ ہے۔ سب سے اہم ہے۔

حضرت آمنہ کو بتایا تو حضرت آمنہ نے کہا ابا جان مجھے بھی یہی بتایا گیا ہے۔ کہ اس کا نام ☆☆ نازق ☆☆ رکھوں۔ اور یہ نام بہت پیارا ہے

کیڑا سوہنا نام محمد دا اس ناں دیاں ریاں کون کرے
دو جگ تے سایہ رحمت دا اس چھاں داریاں کون کرے
تن بھاگ نیں آمنہ مائی دے جہوں مل گئے بنی خدائی دے
چنے گودی چکيا سوہنے نوں اُس ماں دیاں ریاں کون کرے

چند روز مائی آمنہؓ نے دودھ پلایا۔ مگر عرب کے دستور کے مطابق گاؤں کی دائیاں آتی تھیں اور وہ بچوں کو لے جاتی تھیں۔ اس طرح مکے میں بے شمار دائیاں آئیں اور امیروں کے بچوں کو لے گئیں۔ مگر حضور ﷺ کی طرف کسی کا دھیان نہ گیا۔ ادھر حضرت حلیمہ سعدیہ۔ جس کی ڈاچی کمزور تھی۔ سب سے آخر میں مکے میں آئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سب سے آخری رسول بن کر تشریف لائے تھے اس لیے آپ کی دائی بھی آخر میں آئی۔

چونکہ آپ حلیم اور رحمت والے تھے۔ اس لیے حلیمہ سعدیہ کو یہ سعادت ملی تھی۔ حضرت حلیمہ سعدیہ حضرت آمنہ کے گھر آئیں تو حضور ﷺ کی طرف دیکھا دیکھتے ہی عاشق ہو گئیں۔ دل میں محبت نے جوش مارا۔ اور دوڑ کر حضور کو گود میں اٹھالیا۔ خوب پیار کیا۔ پھر عرض کیا اے آمنہ بی بی اس پیارے سے بچے کو مجھے

دے دے۔ تاکہ میں اس کو دودھ پلاؤں۔ حضرت آمنہؓ نے فرمایا کیوں نہیں۔ اسے حلیمہ سعدیہ اس بچے کو تو دودھ پلا۔ حضرت عبدالمطلب تشریف لے آئے۔ فرمایا حلیمہ سعدیہ گھبرانا نہیں۔ دودھ پلائی میں وہ کچھ دُوں گا جو آج تک جہان والے نہیں دے پائے۔

جب حضرت آمنہؓ نے حضرت حلیمہؓ مدینہ کی گود میں حضور ﷺ کو ڈالا تو حضرت آمنہؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اپنے بیٹے کو پھر سینے سے لگا کر خوب پیار کیا۔ اور پھر دوبارہ حلیمہؓ سعدیہ کی گود میں دے دیا اور فرمایا.....

میرے دل دا توں لے جانی قرار میرے کولوں
دوہاں عالماں دی لے جانی بہار میرے کولوں
دیکھیں نہیں حلیمہ میرے لال نوں رواں نال
کلیاں نوں چھڈ کے تے ہور کیتے جائیں نال
جے نہیں کول تیرے لے جانی پیار میرے کولوں
دوہاں عالماں دی لے جانی بہار میرے کولوں
میرے دل دا توں لے جانی قرار میرے کولوں

حضرت حلیمہ سعدیہ حضور ﷺ کو اپنی ڈاچی پہ بٹھایا اور اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئیں۔ تمام دائیاں بچے لے کر جا چکی تھیں۔ مگر حضرت حلیمہ سعدیہ کی ڈاچی اتنی تیز ہو چکی تھی کہ بہت تیز دوڑنے لگی۔ جس جگہ ڈاچی قدم رکھتی تھی۔ وہاں سبزہ اُگ آتا تھا۔ جب وہ ڈاچی اُن دائیوں کے قریب آئی تو وہ تمام حیران ہو گئیں

کہ اے حلیمہ سعدیہ تیری ڈاچی تو کمزور تھی اور یہ جل نہ سکتی تھی۔ اب کیا ہوا۔ تو نے اسے کیا کھلایا ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ نے خوش ہو کر فرمایا۔ سنو..... اے دائیوں۔

ٹساں کیتا نہ پسند اے یتیم جان کے
میں تے چاہ لیا اے دلاں دا حکیم جان کے
چن آمنہ دا جھولی وچ پائی جاندی آن
تائیوں اپنی میں ڈاچی نوں دوڑائی جاندی آن
جینوں ٹساں نہیں سی چایا ادوں چائی ویندی آن
لال آمنہ دا گودی وچ اٹھائی ویندی آن
ایدے ہتھ وچ میری ڈاچی دی مہار اے
تائیوں ودھ گئی ہن ایدی رفتار اے
میں تاں اسیں تائیں دل وچ وسائی ویندی آن
جنوں ٹساں نہیں سی چایا ادوں چائی ویندی آن

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ

حضور ﷺ کی برکت سے ڈاچی کا دودھ بڑھ گیا۔ جس سے صحت ہو گئی

۔ میرا بھی دودھ زیادہ ہو گیا۔ ہمارے گھر میں بہت غربت تھی۔ بھگی تھی۔

حضور ﷺ کے تشریف لانے سے سب دور ہو گئیں۔ میرے جانور ڈاچی کے

پچھے چلتے۔ ڈاچی جدھر جاتی تھی۔ سبزہ ہی سبزہ ہوتا تھا۔

میرا گھر مجھے محل لگتا تھا۔
اور کوئی کہنے والا کہتا تھا۔

واہ حلیمیاں مقدر اے تیرے
تیرے گھر لائے آقا نے ڈیرے
گودی سوہنے نون اٹھا
پہی خوشیاں منا نالے لوریاں سنا
تینوں ملیا خزانہ اے بھارا۔ جگ توں نیارا
نی تیرے کچے ڈھاریاں دی گل بن گئی
آیارت دا حبیب پیارا۔ عرب دا ستارہ
تے اساں آج ساریاں دی گل بن گئی

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

ذکرِ مصطفیٰ ﷺ
دل سے فکر و غم دُور کرتا ہے
اور دل کو مسرور کرتا ہے

تقریر نمبر ﴿7﴾

معجزات رسول ﷺ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ نَكْرِيْمٍ ۝ اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهٰنٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

وَاَنْزَلْنَا لِيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ ٦

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيَّ الْكَرِيْمَ ﷺ

اے لوگوں بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل آئی اور تم پر کتاب کھلی نازل کر دی۔

سب بہنیں جھوم جھوم کر درود و سلام پڑھیں!

”الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَعَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ“

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحد لا شریک ہے۔ جس

کا کوئی ہمسرا اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو

دنیا بنانے پر قادر ہے اور دنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے

بڑے سلطان، بڑے بڑے شہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اُٹھتے ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاک کی انسان سے نہیں ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔

قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔

کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔

مگر رب کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک وِرد کی

کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی

وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے

اشارہ اُسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درد و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکارِ دو عالم رحمت جہاں،

سرکارِ مدینہ، نور کا گنبد، راحتِ قلب و سینہ، امام الانبیاء و امام المرسلین، شبِ اسری

کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ عالم پناہ میں

کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آ جاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کے جن کے

صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔ ﴿

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو لوگوں کے واسطے اپنی دلیل بنا کر بھیجا۔ دلیل
پکی ہوگی تو دعویٰ بھی پکا ہوگا۔ اگر دلیل کمزور یا ناقص ہو تو دعویٰ بھی کمزور اور ناقص ہو
تا ہے اب دعویٰ کیا ہے۔ دعویٰ یہ ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں
اس دعوے کی دلیل کیا ہے۔ دلیل یہ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ

کہ محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

جس نے اللہ تعالیٰ کو ماننا ہے وہ پہلے دلیل کو مانے گا اور اگر دلیل سے
مطمئن ہو گیا تو دعویٰ تسلیم کر لیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ایسا کھل بنایا۔ ایسا حسین بنایا۔ ایسا بے مثال
بنایا۔ کہ کوئی عیب۔ کوئی نقص۔ کوئی خرابی رہنے نہ دی۔ تاکہ دلیل کمزور نہ ہو جائے
ورنہ دعویٰ کمزور ہو جائے گا۔

سر سے لے کر پاؤں تک تصویر ہی تصویر ہے
وہ مصور کیسا ہو گا جس کی یہ تصویر ہے
ایسی تصویر محبوب کی کھینچ دی
خود خدا کو بنا کے پیار آ گیا

میری بہنو!

پہلے رسول اور نبی معجزات لے کر آئے۔ مگر میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سر سے لے کر پاؤں تک معجزہ بن کر تشریف لائے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ ان میں یہ کمی ہے ان میں یہ نقص ہے۔ اس لئے مکمل بنا کر بھیجا کہ یہ میری دلیل ہے اور میری اس دلیل سے میرے دعوے کی سچائی ثابت ہوگی۔

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر سرور انبیاء تیری کیا بات ہے
رحمت دو جہاں آپ کی ذات ہے اے حبیب خدا تیری کیا بات ہے
روح کون و مکان پہ نکھارا گیا سب کی بے چینیوں کو قرار آ گیا
موحبا موحبا ہر کسی نے کہا آمد مصطفیٰ تیری کیا بات ہے

1- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال مبارک جب سرکار مدینہ اپنے بال کٹاتے تو صحابہ گرنے نہ دیتے بلکہ جھولیوں میں بھر لیتے تھے۔

2- حضرت خالد بن ولید نے ٹوپی میں حضور کا بال سجا رکھا تھا جب بھی جنگ کو جاتے وہ ٹوپی پہن لیتے۔ جس سے فتح ہو جاتی تھی ایک جنگ میں ٹوپی بھول گئے تو آپ کی بیوی ٹوپی دے کر آئی۔ تو پھر اس کی برکت سے فتح حاصل ہوئی۔

3- حضرت اسماء کے پاس حضور کا ایک بال تھا جس کو پانی میں حل کر کے جس مریض کو پلاتے شفا ہو جاتی تھی۔

4- آپ کا چہرہ انور جو بھی دیکھ لیتا تھا دیوانہ ہو جاتا۔ ایک دفعہ کافروں کا سردار ولید حضور کے پاس آیا۔ جب واپس گیا تو کافروں سے کہنے لگا غور سے سنو! میں نے اُس کا چہرہ غور سے دیکھا ہے۔ اُس کا چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ یعنی کافر بھی حضور میں عیب نہ پاتے تھے۔ بلکہ مکہ کے تمام لوگ جان کے دشمن تھے مگر پھر بھی کہتے تھے کہ تو صادق ہے امین ہے۔ تو بے عیب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی دلیل بن کر تشریف لائے تھے۔

5- ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ایک رات چودھویں کا چاند چمک رہا تھا میں کبھی حضور کے چہرے کو دیکھتا تھا اور کبھی چاند کو دیکھتا تھا۔ خدا کی قسم! مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
میں نے کسی چیز کو بھی رسول اللہ سے حسین نہیں دیکھا۔

6- معراج کی رات حضور نے حضرت جبریل سے پوچھا اے جبریل تو نے آدم سے عیسیٰ علیہ السلام تک رسولوں اور نبیوں کو دیکھا ہے۔ بتاؤ تم کیسے ہیں؟

معراج میں جبریل سے کہنے لگے شاہ ام
تم نے دیکھا ہے جہاں تلاؤ تو کیسے ہیں ہم
روح الامیں کہنے لگے اے حسین تیری قسم
آفاق ہاگردیدہ ام مہربان درزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیکری

حضرت جبریل نے کہا۔ سب کو دیکھا۔ مگر آپ ساحسین و جمیل کوئی نہ پایا۔ آپ سب سے اعلیٰ مرتبے والے ہیں۔

تیرے جہا آوناں ایں ناں آیا کملی والیا
رب نے بھی دوجا نہیں بنایا کملی والیا

7- حضورؐ کی آنکھیں معجزہ..... ابو بکر کی طرف اٹھیں

صدیقؓ بنا دیا۔ عمرؓ کی طرف دیکھا فاروق بنا دیا۔ عثمانؓ کو دیکھا۔ غنی بنا دیا۔ علیؓ کو دیکھا اسد اللہ بنا دیا۔ بلالؓ کو دیکھا رھکِ قمر بنا دیا۔ بدنصیب کو دیکھا بانصیب بنا دیا۔ گمراہ کو دیکھا ہادی بنا دیا۔ ذلیل کو دیکھا معزز بنا دیا۔ جاہل کو دیکھا عالم بنا دیا۔ کمزور کو دیکھا شہ زور بنا دیا۔

خزاں کو دیکھا بہار بنا دیا دشمن کو دیکھا یار بنا دیا

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا

اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

8- آپؐ کی زبان معجزہ۔ میرے حبیب کی زبان سے قرآن

نکلا۔ یا حدیث مبارکہ نکلی اور جو کچھ بھی نکلا۔ وہ پورا ہو گیا۔ ایک دفعہ ایک یہودی آیا اور کہنے لگا۔ ایمان لے آؤنگا۔ اگر وہ درخت آپؐ کی گواہی دے۔ فرمایا اس سے کہو تجھے خدا کا رسول بلاتا ہے۔

قدموں پر اُکڑ کے پیراں آج آ گئے
جدوں کدی درخت بلائے حضور نے
درخت حاضر ہو گیا اور گواہی دی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔
ایک دن ابو جہل آیا۔ اپنی مٹھی میں کنکریں لے کر کہنے لگا۔ اے محمد اگر تم سچے ہو تو بتاؤ
میری مٹھی میں کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ آپ نے فرمایا اے چچا پھر
تو ایمان لے آئے گا۔ ابو جہل نے کہا ہاں میں ایمان لے آؤں گا۔
آپ نے کنکریوں سے فرمایا میری گواہی دو۔ مٹھی میں سے آواز آئی ہم
سات کنکریاں ہیں اور گواہی دیتی ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں
۔ میرے نبی کی شان یہ ہے کہ

او پتھراں نوں کلمہ پڑھا جان دا اے
او سکیاں کھجوراں اُگا جان دا اے
او شجراں نوں لاگے بلا جان دا اے
او اُنگلاں چوں چشمے چلا جان دا اے
او سورج نوں الٹا پھرا جان دا اے
او چن دے ککڑے کرا جان دا اے
خدا دی حقیقت نوں اوہو جانے
تے اوہدی حقیقت خدا جان دا اے

میری بہنوا

خدا کے پیارے رسول کا لعابِ دہن بھی معجزہ۔ حضرت علی کی آنکھیں دکھ رہی تھی۔ میرے رسول عربی نے ان کی آنکھوں پہ اپنا لعابِ دہن لگا دیا تو آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔

حضرت قتادہ جنگِ اُحد میں لڑ رہے تھے کہ ایک تیرا کر آنکھ پر پڑا۔ اور آنکھ باہر آگئی۔ وہ فوراً دوڑے دوڑے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ یا رسول اللہ میری آنکھ باہر نکل آئی۔ سرکارِ مدینہ نے فرمایا۔ لاؤ ٹھیک کر دوں۔ آپ نے اپنا لعابِ دہن لگا کر آنکھ جوڑ دی۔ صحابی کہتے ہیں وہ آنکھ ایسی روشن ہوئی کہ اُس کی روشنی کم نہ ہوئی۔

مدینے میں ایک کنواں تھا جس کا پانی کڑوا تھا۔ لوگوں نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ ہم پانی کہاں سے پیئیں کنواں کڑوے پانی کا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ چلو دیکھیں کہ پانی کیسا ہے۔ کنویں پر گئے۔ آپ نے کنویں میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا۔ فرمایا پانی نکالو جب پانی نکالا گیا تو وہ پانی اتنا ٹھنڈا اور میٹھا تھا کہ صحابہ نے پہلے کھی نہ پیا تھا۔

میری بہنوا

یہ سب میرے نبی کے لعابِ دہن کا معجزہ تھا کہ کڑوا پانی میٹھا ہو گیا۔ جنگِ خندق ہونے والی تھی۔ صحابہ کرام خندق کھود رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود خندق کھود رہے تھے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ آئے اور عرض کیا

یا رسول اللہ آپ کی میرے گھر میں دعوت ہے۔ آپ نے اعلان فرمادیا کہ اے میرے صحابہ آج شام کو جابر کے گھر تم سب کی دعوت ہے۔ حضرت جابر نے عرض کیا یا رسول اللہ کھانا تو بہت تھوڑا ہے۔ فرمایا جابر فکر نہ کرو۔ کھانا تھوڑا نہیں رہے گا۔ شام سے پہلے جابر نے چند سیر جو کا آنا گوندھا اور سالن کے لئے ایک بکری ذبح کی۔ حضرت جابر کے دو بچے تھے۔ انہوں نے اپنے باپ کو بکری ذبح کرتے دیکھ لیا تھا۔ ایک بھائی نے دوسرے سے کہا ذرا چھت پر آؤ۔ جب وہ دونوں چھت پر گئے تو بڑے نے چھوٹے کو لٹایا اور چھری لے کر کہا ابو نے بکری کو یوں ذبح کیا ہے اور چھری چھوٹے بھائی کی گردن پر چلا دی۔ جب وہ ذبح ہو گیا تو خود بھی چھت سے کود گیا۔ ماں نے چیخ سنی تو دوڑی آئی اور دونوں بچوں کی لاشوں کو اٹھایا۔ کمرے میں پلنگ پر لٹا کر چادر ڈال دی کہ حضور ﷺ جب دعوت کھا کر تشریف لے جائیں گے۔ پھر انہیں دفن دیں گے۔

اب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جابر کے گھر میں صحابہ کے ساتھ تشریف لے کر گئے حضور نے فرمایا جابر ہنڈیا لاؤ۔ حضرت جابر ہنڈیا لائے حضور نے اُس میں اپنا لعاب وہن ڈال دیا۔ پھر آٹے میں بھی حضور نے اپنا لعاب وہن ڈال دیا اور اِدھر چادر ڈال دی۔ دس دس صحابہ آئے اور کھا کر چلے جاتے۔ ایسے ہی چند رہ سو صحابہ نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ مگر کھانے میں کمی نہ آئی۔ ﴿قبہ اراخصہ﴾

میرے رسول عربی کے لعاب وہن کی برکت سے کھانے میں زیادتی ہوگئی اب حضور کے کھانے کا وقت آیا آپ نے فرمایا اے جابر میں اُس وقت

تک کھانا نہیں کھاؤں گا۔ جب تک تیرے بچے میرے ساتھ نہ کھائیں۔ حضرت جابر نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کہیں باہر کھینے گئے ہیں۔ آپ کھانا کھا لیجئے۔ مگر آپ نے فرمایا اے جابر سچی بات بتاؤ۔ یہ سنا تو بچوں کی ماں رونے لگی اور عرض کیا یا رسول اللہ وہ دونوں بچے اندر ہیں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود اندر تشریف لے گئے اور چادر اٹھا کر فرمایا اے جابر کے باغ کے پھولو۔ اٹھو اور میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔ اتنا کہنا تھا کہ بچے اٹھ گئے اور دسترخواں پر آکر بیٹھ گئے عرض کیا! یا رسول اللہ ہم اُس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے۔ جب تک ہماری بکری زندہ نہ ہو جائے۔ حضور نے فرمایا بکری کی ہڈیاں جمع کرو۔ ہڈیوں پر آپ نے اپنی کالی کملی ڈال کر فرمایا اے بکری اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ تو وہ بکری بھی زندہ ہو گئی۔ ﴿

سبحان اللہ﴾

میرق بہنو!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک بھی معجزہ
 مکہ میں یمن سے ایک آدمی آیا۔ جس کا نام حبیب یعنی تھا۔ اُس کو معلوم ہوا کہ مکہ میں آخر الزماں رسول تشریف لے آئے ہیں۔ ابو جہل سے ملا۔ ابو جہل نے کہا اُس کے پاس نہ جانا وہ بڑا جادوگر ہے تجھ پر جادو کر دے گا۔ حبیب یعنی نے کہا آج ایسا سوال کروں گا۔ اس کا تعلق آسمان سے ہوگا۔ دونوں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ حبیب یعنی نے کہا کہ اگر آپ خدا کے رسول ہیں۔ تو اُدھر چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہے۔ اُس کے دو ٹکڑے کر دیں اگر آپ نے چاند کے ٹکڑے کر دیئے

تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ آپ نے فرمایا ذرا غور سے دیکھنا یہ نہ ہو کہ تم بھی کہہ دو کہ جادو ہو گیا۔ حضور نے اپنی انگلی کا اشارہ فرمایا تو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا ایک پہاڑ کی طرف ہو کر دو بار جڑ گیا۔ حبیب یمنی نے دیکھا تو حضور کے قدموں پر گر گیا اور کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور پکار کر یوں کہنے لگا۔

خطا کار ہوں میں عطا چاہتا ہوں
تیرے فضل کی انتہا چاہتا ہوں
مجھے ساری دُنیا نے ٹھکرا دیا ہے
سہارا حبیب خدا چاہتا ہوں
نہ دنیا کی خواہش نہ جنت کی خواہش
آپ کی ایک پیاری نگاہ چاہتا ہوں

دیکھو سرکارِ دو عالم کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

چاند بھی رسولِ عربی کے اشارے پر چلتا ہے۔ جس کے اشارے پہ چاند چلے۔
اُس کی شان کی انتہا بس خدا ہی جانتا ہے۔

آپ ﷺ خیر سے واپس آ رہے تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا حضورؐ نے نماز ادا فرمائی اور حضرت علیؑ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔ نماز عصر کا وقت جا رہا تھا۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ یہ سوچ کر کہ میری عصر کی نماز قضا ہو رہی ہے قیامت کے روز خدا کی بارگاہ میں شرمندگی نہ ہو۔ حضرت علیؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضورؐ کی آنکھ کھلی پوچھا اے علیؑ کیوں روتے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم میری عصر کی نماز قضا ہو گئی۔ حضور مسکرائے اور فرمایا اے علی اب ادا پڑھنا چاہتے ہو یا قضا۔ حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے ہوتے ہوئے قضا پڑھوں۔ حضور ﷺ مسکرائے اور سورج کی طرف انگلی کا اشارہ فرمایا۔ حضور کی انگلی کی طاقت کا اندازہ لگائیں۔ کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہونا شروع ہوا۔ جیسے جیسے انگلی اوپر اٹھ رہی تھی۔ سورج اوپر آتا جا رہا تھا اور پھر عصر کے وقت پر آ گیا۔ حضرت علی نے نماز عصر ادا فرمائی۔ یہ تمام حضور کے ہاتھ کے معجزات ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی دلیل ہر طرح سے مکمل ہے اور حضور سر پائے معجزہ بن کر تشریف لائے۔

اب ایک اور معجزہ بیان کرتی ہوں۔ حدیبیہ کے سفر میں پندرہ ہزار صحابہ کے ہمراہ حضور جا رہے تھے کہ راستے میں ایک مقام پر قیام فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس پانی بہت کم ہے وضو بھی نہیں کر سکتے۔ جانور بھی پیاسے ہیں یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ بارش ہی ہو جائے۔ سرکارِ دو عالم نے ارشاد فرمایا جتنا پانی ہے میرے پاس لے آؤ ایک مشکیزے میں پانی بھر کر صحابہ حضور کے دربار میں لے آئے۔ حضور نے اُس مشکیزے کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ یونہی پیارا پیارا ہاتھ رکھا آپ کی پانچوں انگلیوں سے پانی جاری ہو گیا۔ یوں لگتا تھا کہ پانچ نہریں بہ رہی ہیں فرمایا کہ سب مشکیزے بھر لو تمام صحابہ نے وضو بھی کیا۔ سب نے پیٹ بھر کر پانی بھی پیا۔ جانوروں کو پلایا۔ تمام برتن بھی بھرنے۔ مگر وہ پانی ختم نہ ہوا۔ حضور نے فرمایا اب اور تو نہیں چاہیے سب نے عرض کیا یا رسول اللہ اب پانی بہت ہے۔

آپ نے مشکیزے کے منہ سے اپنا ہاتھ اٹھالیا۔ مشکیزے میں اتنا ہی پانی تھا۔

میرے کھلی والے کی شان ہی نرالی ہے
 دینے والا داتا ہے سارا جگ سواہی ہے
 شہر مصطفیٰ تیری بات ہی نرالی ہے
 خلد سے کہتے ہیں میری دیکھی بھالی ہے
 ہم گنہگاروں کو رب سے بخشوا لیں گے
 ان کے رب نے کب ان کی بات ٹالی ہے

میری بہنو!

میرے حضور اللہ پاک کی بڑھان بن کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی دلیل
 بے مثال بن کر تشریف لائے۔ کہ آپ بے عیب اور بے مثال ہیں۔ احادیث میں
 آتا ہے کہ آپ کے جسم پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی کیونکہ کبھی گندگی پر بیٹھتی ہے۔ اس لئے
 کوئی گندی چیز کا حضور بے واسطہ ہی کیا۔ میرے حضور تو گندوں کو پاک کرنے کے
 لیے تشریف لائے تھے۔ آپ کا پینہ مبارک خوشبودار تھا۔ صحابہ کرام کہتے ہیں کہ اگر
 ہم نے کبھی حضور کو تلاش کرنا ہوتا تھا تو ہم خوشبو سوگھتے جاتے تھے آپ جس گلی سے
 گزر جاتے وہاں سے عجز و کستویٰ کی خوشبو آیا کرتی تھی (سبحان اللہ)

مدینے میں ایک غریب عورت رہتی تھی اُس کی بیٹی کی شادی تھی اُس نے
 بازار سے خوشبو خریدنے کا ارادہ کیا۔ چل پڑی چلتے چلتے وہ دربار رسالت میں
 حاضر ہو گئی۔ سرکارِ دو عالم نے پوچھا۔ اماں تم بہت پریشان ہو۔ کیا بات ہے۔ اُس

عورت نے حضور کے دربار میں عرض کی!

عرض کہتی اُس عورت آ کے پاک نبی دے آگے

میں لڑکی دی شادی کرنی خوشبو ہتھ نہ لگے

یا رسول اللہ ﷺ کل میری بیٹی کی شادی ہے اور خوشبو لینے آئی تھی۔

خوشبو کہیں سے ملی ہی نہیں۔ اگر ہو سکے تو میرا یہ کام ضرور کر دیں۔ حضور ﷺ نے

فرمایا اماں برتن دیں۔ جس میں عطر لینا ہے۔ اُس عورت نے برتن دیا تو

لاہ چہرے توں مُرد کا دیتا حضرت اُس دے تائیں

گئی نہ خوشبو اُس دی نسلوں کنیاں پھنساں تائیں

فرمایا یہ خوشبو میرے پسینے کی لے جا اور اپنی بیٹی کو لگا دے۔ وہ عورت

حضور ﷺ کا پسینہ لے گئی اور بیٹی کو عطر کے طور پر دیا سارے محلے میں خوشبو پھیل

گئی لوگوں نے پوچھا اماں یہ اتنی اچھی خوشبو کس نے تجھے دے دی۔ اتنی مہنگی خوشبو

اور اتنی زیادہ پھیلنے والی خوشبو ہے۔ اماں بتاؤ کہاں سے لائی۔ اماں نے کہا یہ

میرے نبی کے پسینے کی خوشبو ہے۔

ایسی خوشبو کہاں ہے کسی پھول میں

جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

احادیث میں آتا ہے۔ اُس لڑکی کی شادی ہو گئی اُس کے بچوں میں سے

بھی خوشبو آیا کرتی تھی۔ (سبحان اللہ)

میرے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن

پیام لے کے جو آئی جا مدینے سے
 مریض عشق کی لائی دوا مدینے سے
 بتاؤ کوئی کہیں اور سے بھی کچھ پایا
 جسے ملا جو ملا وہ ملا مدینے سے
 نہ چین پائے گا یہ غم زدہ کسی صورت
 مریض غم کو ملے گی دوا مدینے سے
 چلے جو طیبہ کو مسلم تو غلد میں پہنچے
 کہ سیدھا غلد کا ہے راستہ مدینے سے

اپنے تو اپنے رہے اگر بیگانے بھی آئے۔ تو بے فیض نہ رہے مدینے میں

ایک یہودی رہتا تھا۔ وہ ناپیٹا تھا۔ اس کی بیٹی کو اللہ پاک نے ایمان کی دولت
 عطا فرمادی اور وہ اسلام لے آئی۔ مگر اپنے باپ کی برابر خدمت کرتی رہی۔ بڑے
 علاج کرائے مگر اس کی آنکھوں کو آرام نہ آیا۔ ایک روز وہ لڑکی روتی ہوئی سرکار
 مدینہ کے دربار میں حاضر ہو گئی۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ کرم فرمائیں۔ میرا باپ
 آنکھوں کا اندھا بھی ہے اور دل کا اندھا بھی۔ یا رسول اللہ کرم فرمائیں۔ اُس کی
 آنکھوں میں نور آجائے۔

اور دل میں اسلام کا شعور آجائے۔

وہ بار بار حضور ﷺ سے فریاد کر رہی تھی کہ میرا واحد سہارا میرا باپ ہے۔ آپ کرم
 فرمائیں اور اُس کی بینائی لوٹادیں۔

حضور نے اپنے پاؤں کی مٹی مبارک عطا فرمائی اور فرمایا بیٹی جا سے اپنے باپ کی آنکھوں میں ڈال دو۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ لڑکی گھر گئی۔ اور کہا ابا جان میں آپ کے لئے ایسی دوا لے کر آئی ہوں کہ شفا ضرور ہوگی۔ یہودی نے کہا بیٹی تو پھر جلدی سے میری آنکھوں میں ڈال دو۔ اُس لڑکی نے اپنے باپ کی آنکھوں میں حضور کی خاک پاء جب ڈالی۔ تو اُس کی آنکھوں میں نور آ گیا۔ اور بولا اے بیٹی یہ دوا بہت اچھی ہے۔ بتا یہ کہاں سے لے کر آئی ہو۔ لڑکی نے کہا ابا جی یہ میرے رسول کے پاؤں کی خاک تھی۔ جو میں نے آپ کی آنکھوں میں ڈالی ہے۔ یہ سنا تو یہودی نے پکار کے کہا اے بیٹی میں اس خدا کے پیارے رسول پر ایمان لاتا ہوں۔ تیرا رسول سچا ہے۔ اس کا پیغام سچا ہے۔ اے بیٹی چل مجھے حضور کے قدموں میں لے چل حضور کے دربار میں یہودی حاضر ہو گیا اور توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ سرکارِ دو عالم نے فرمایا بیٹی دیکھنا آنکھوں میں نور کیسا پیدا ہوا اور دل میں اسلام کا سرور کیسا پیدا ہوا۔ یہ سن کر وہ لڑکی خوشی سے اٹھکبار ہو گئی۔

قرآن پاک نے حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی دلیل کہا اور دلیل کا ہر طرح سے مکمل ہونا اور پاک ہونا ضروری ہے قوی طور پر بے عیب ہو۔ فعلی طور پر بے عیب ہو کاروباری طور پر لین دین کا کھرا ہو۔ امانت میں خیانت نہ کرتا ہو۔ سچی بات کرتا ہو الغرض ہر معاملہ میں اعلیٰ ہو۔ تو پھر وہ دلیل صادق بن سکتا ہے۔ خود قرآن نے کہا۔

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی

سوچنے کی بات ہے۔ اطاعت اُس کی ہوتی ہے۔ جو ہمارے سامنے کوئی کام کر کے دکھائے۔ اللہ تعالیٰ کو ہم نے دیکھا نہیں۔ اب زندگی میں اس کی اطاعت کیسے کریں۔ اللہ تعالیٰ نہ نماز پڑھتا ہے۔ نہ روزہ رکھتا ہے۔ نہ حج کرتا ہے اُس کے لئے نہ کھانا۔ نہ پینا۔ نہ سونا۔ نہ لیٹنا۔ نہ چلنا۔ نہ دوڑنا۔ نہ شادی کرنا۔ نہ جہاد کرنا۔ کوئی بھی فعل نہیں ہے۔ تو پھر اُس کی اطاعت کیسے ہو۔ تو فرمایا۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

رسول کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

پھر بات وہیں آ کر ختم ہوتی ہے۔ کہ دعویٰ صادق بنانے کیلئے دلیل صادق ہونا ضروری ہے۔ اطاعت کرانے کیلئے جس کو بھیجا۔ وہ ہر طرح سے مکمل ہو۔ وہ مکمل ہو گا تو اس کی اطاعت ہو سکے گی۔ زندگی کے ہر مرحلے میں میرے رسول ﷺ مکمل پائے جاتے ہیں۔ کسی بھی مقام پر کوئی دشمن انگلی اٹھا کے یہ کہتا ہوا نظر نہیں آتا کہ فلاں موقع پر اس رسول نے یہ خرابی کی۔ فلاں موقع پر ہم سے دھوکا کیا۔ بلکہ یہ کہتے ہوئے نظر آئیں گے کہ اس کا دین ہم نہیں مانتے مگر اس کی ذات میں کوئی نقص نہیں۔ اس کی ذات بے عیب ہے۔ یہ صادق ہے۔ یہ امین ہے۔ پھر کہنا پڑتا ہے۔ تیرے جہا آؤ ناں اے ناں آیا کسلی والیا

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿8﴾

فضائلِ الدین

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ○ أَمَا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ○ (پ ۱۵)

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمَ وَبَلَّغَنَا رَسُولُهُ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ ﷺ

میری بہنو!

سب مل کر درود و سلام پڑھیں۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ جس نے زبانوں کو قوت گویائی عطا

فرمائی۔ کانوں کو قوت سماعت دی۔ آنکھوں کو بصارت کا نور دیا۔ دلوں کو بصیرت کی

روشنی عنایت فرمائی۔ دماغ کو کمپیوٹر بنایا۔ پھر اُسے یادوں سے سجایا۔ انسان کو عقل

دے کر اور شرفِ بارگاہِ بخش کر اشرف المخلوق بنایا۔ علم دے کر فرشتوں سے اعلیٰ

کر دیا۔ وہی اللہ ساری کائنات کا مالک و خالق ہے۔ اسی کے حضور ہمارے جینیں
جھکتی ہیں۔

میری بسھنوا

درد و دوسلام کے گجرے سرور کائنات۔ رحمت جہاں۔ شافع محشر۔ نور
مجسم۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ مقدسہ میں پیش کرتی ہوں۔ کہ جس بارگاہ
میں جبرئیل بھی بلا اجازت نہیں آتے۔ جس بارگاہ میں آنے والا بد نصیب نہیں
رہتا۔ جس بارگاہ سے ہر ایک کو بھیک کے ساتھ دُعا بھی ملتی ہے۔

میل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے
اُن کو روزِ جزاء اور کیا چاہئے
حاضری کا صلہ اور کیا چاہئے
دردِ دل کی دوا اور کیا چاہئے
میل رہی ہے دُعا اور کیا چاہئے
خُلد میں داخلہ اور کیا چاہئے
رحمتِ مصطفیٰ اور کیا چاہئے
پوچھتے ہیں بتا اور کیا چاہئے
جو بھی مانگا ملا اور کیا چاہئے
اس سے رُتبہ سوا اور کیا چاہئے
عزت و مرتبہ اور کیا چاہئے

فضلِ رَبِّ العلیٰ اور کیا چاہئے
دامنِ مصطفیٰ جن کے ہاتھوں میں ہو
سبز گنبد نگاہوں میں رہنے لگا
اُن کے دربار میں حاضری ہوگئی
بھیک کے ساتھ اُن کے دربار سے
جیتے جی لطف سرکار سے لے لیا
ہر جرم پہ کرم ہر خطا پر عطا
بخش کر نعمتیں دو جہاں کی مجھے
میرے آقا کے در سے میرے ہدموں
امتی ہوں میں سپد کونین کی
ہے سکندر ثناء خوانِ شاہِ اُمم

☆ میری بہنو!

یہ محفل والدین کی عظمت اور اُن کی فضیلت کو بیان کرنے کے لیے منعقد کی گئی ہے۔ میں نے قرآن پاک کی جو آیت کریمہ کا حصہ تلاوت کیا ہے۔ ارشادِ باری ہے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

اور والدین پر احسان کرو۔ مطلب یہ کہ والدین کو کبھی ناراض نہ کرو۔ اُن کی خدمت میں کوئی کمی نہ ہونے دو۔ اُن کی ہر ضرورت کو اپنی ضرورت جانو۔ اُن کے سامنے عاجزی اور محبت سے بات کرو۔ ہر کام اُن کے مشورے سے کرو۔

قرآن پاک میں بہت سے مقامات پر والدین کی عظمت بیان کی گئی ہے اور اُن کی نافرمانی پر خدا کی ناراضگی کا تذکرہ آیا ہے۔

☆ میری بہنو!

حضور ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے روز بہت سے لوگ عرش کے سائے میں ہوں گے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ وہ خوش قسمت لوگ کون ہوں گے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو اپنے والدین کے فرمانبردار ہوں گے اور اُن کا احترام کرنے والے ہوں گے۔

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ حضور ﷺ معراج کی رات جنت میں داخل ہوئے تو وہاں قرآن پڑھنے کی آواز آئی۔ آپ نے پوچھا

اے جبرئیلؑ یہ کون پڑھتا ہے۔

جبرئیلؑ نے عرض کیا یہ حارثہ بن نعمانؓ ہے۔ یہ فضیلت اُسے اس لیے ملی ہے کہ یہ اپنے والدین سے اچھا سلوک کرتا تھا۔

حضور ﷺ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اُس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے اوپر کس کا حق زیادہ ہے۔

فرمایا۔ تیری ماں کا۔ پھر اُس نے پوچھا اس کے بعد۔ فرمایا۔ تیری ماں کا۔ تیسری بار پھر پوچھا۔ اس کے بعد کس کا حق ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا۔ تیری ماں کا۔ اُس نے پھر پوچھا۔ اس کے بعد کس کا حق ہے۔ فرمایا تیرے باپ کا۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ خدا کی رضا باپ کی رضا میں ہے نسائی شریف میں ہے۔ کہ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ میں جہاد پہ جانا چاہتا ہوں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ کیا تیری ماں حیات ہے۔ اُس نے کہا۔ ہاں حیات ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جا کر اُس کی خدمت کر۔ یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔ کیونکہ

الْجَنَّةُ تَحْتَ اِقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ
جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے

☆ میری بہنو!

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور

ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ اپنے والدین کو گالی نہ دیا کرو۔ صحابہ نے

عرض کیا۔ کون بد بخت ہوگا جو اپنے والدین کو گالی دیتا ہوگا۔
سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ کہ جب تم کسی کے والدین کو گالی دیتے ہو تو وہ اُٹا کر
تمہارے والدین کو گالی دیتا ہے۔ تو گویا تم نے خود اپنے والدین کو گالی دی۔

☆ میری بہنو!

والدین کو گالی دینا تو ایک طرف اُن کے سامنے اُف کہنا بھی گناہ ہے۔
اوپنچی آواز سے بولنا بھی بے ادبی ہے۔ والدین کو گالی دینے والے کا حشر عبرت
ناک ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک قبرستان میں سے گزرے۔ تو
اچانک دیکھا کہ ایک قبر پھٹی اور اُس میں سے ایک شخص کی گردن نمودار ہوئی۔ اور
اُس نے کتے کی طرح بھونکنا شروع کر دیا۔ پھر وہ قبر دوبارہ ویسے ہی بن گئی۔ یہ
دیکھ کر آپ بہت حیران ہوئے۔ کسی سے پوچھا۔ یہ کیا واقعہ ہے۔ اُس نے بتایا کہ
اے اللہ کے نقی۔ وہ سامنے ایک مکان ہے۔ اُس میں ایک بڑھیا رہتی ہے۔ اُس
سے ساری حقیقت معلوم فرمائیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اُس بڑھیا کے پاس
گئے۔ تو بڑھیا نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی یہ میرے بیٹے کی قبر ہے۔ یہ جب بھی
بات کرتا تھا تو یہی کہتا تھا۔ اے ماں کتے کی طرح نہ بھونکا کر۔ میں سُن کر صبر کرتی
تھی۔ ایک دن میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے کہا۔ اللہ
کرے۔ تو مجھے ایسے کہتا ہے۔ تو کتے کی طرح بھونکتا ہوا مر جائے۔ یہ کہنا تھا کہ وہ
بیمار ہو گیا۔ اور کتے کی طرح بھونکنے لگا۔ پھر وہ مر گیا۔ اب اُس کے مرنے کا جب

وقت ہوتا ہے۔ تو اُس کی قبر پھٹ جاتی ہے۔ تو وہ کتے کی طرح بھونکنے لگتا ہے۔

اَدب کریا کرو سارے اے ماواں جنتی چھاواں

اونان نوں رونا عمراں دا جہاں دیاں مرگیاں ماواں

☆ میری بہنوا!

حضور ﷺ نے فرمایا۔ ماں باپ کا چہرہ دیکھیں تو حج کا ثواب ملتا ہے

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی اپنے ماں باپ کو بار بار دیکھے تو کتنا ثواب ملے گا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ جنتی بار بھی دیکھے گا۔ اُسے اتنے حجوں کا ثواب ملے گا۔ کیونکہ اللہ کی رحمت بے کنار ہے۔

☆ میری بہنوا!

ہمیں چاہیے کہ اپنے والدین کا چہرہ پیار سے دیکھتی رہیں۔ کیونکہ جیسے

قرآن کو دیکھنا عبادت ہے۔ جیسے بیت اللہ کو دیکھتے ہی حاجی کے گناہ معاف

ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی والدین کی زیارت کرنے سے حج کا ثواب بھی ملتا ہے اور

گناہوں کی معافی بھی ہوتی ہے۔

ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ میں نے منت مانی تھی کہ آپ

مکہ فتح فرمائیں گے تو میں خانہ کعبہ کی چوکھٹ کو بوسہ دوں گا۔ اب میں جانیں سکا۔

آپ فرمائیں۔ کہ میں اپنی منت کیسے پوری کروں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جا اپنی ماں کے قدموں کو بوسہ دے دے۔ تیری منت

پوری ہو جائے گی۔

نذری تیری اے پوری ہوئی جو توں لے کے آیا
چم جا ماں دے قدماں تائیں آقا نے فرمایا
دیکھنا یہ ہے کہ کہاں خانہ کعبہ کی چوکھٹ اور کہاں ماں کے قدم۔ ثابت ہوتا ہے کہ
ماں کی فضیلت حضور ﷺ کی پیاری پیاری نظروں میں بہت بلند ہے۔

حضور ﷺ ایک مرتبہ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ کہ ایک بوڑھی
عورت لاشیٰ فیک فیک کر آہستہ آہستہ آپ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ آپ نے اُسے
دیکھا تو تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اُس بوڑھی عورت کی طرف تشریف لے گئے
اُسے سہارا دیا اور لے کر آئے۔

جب وہ بڑھیا بیٹھنے لگی تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی کالی کملی بچھا کر فرمایا۔ اتناں
جہاں بیٹھو۔

☆ میری بہنو!

غور کرو! ساری کائنات کے والی و مختار، نبیوں کے سردار، حبیبِ کردگار
ﷺ خود زمین پر بیٹھ گئے اور اتناں کو اُس کالی کملی پہ بٹھایا۔ جس کا سایہ ساری
کائنات پر ہے۔ آپ ﷺ نے اُس بڑھیا سے پیاری پیاری باتیں کیں۔ سب گھر
والوں کا حال پوچھا۔ جب وہ جانے لگی۔ تو خود آپ ﷺ نے سہارا دے کر اٹھایا
اور ایک اونٹ پر سوار کرایا۔ چند صحابیوں سے فرمایا کہ تھوڑا سا سامان لے کر انہیں
چھوڑ کر آؤ۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ اتنے نصیبے والی بڑھیا کون تھی۔ جس کا آپ نے اتنا احترام فرمایا۔ حضور ﷺ مسکرائے۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکر یہ میری دایہ حلیمہ سعدیہؓ تھی جس نے مجھے بچپن میں دودھ پلایا۔

بڑی ٹو نے توقیر پائی حلیمہ
بنی تو ہے آقا وی دایہ حلیمہ

☆ میری بسنوا

دیکھو حضور ﷺ نے اپنی دایہ لٹاں کا اتنا احترام کیا اور کائنات والوں کو بتا دیا کہ جب اللہ کا رسول ﷺ کوئی لٹاں کی اتنی عزت کرتا ہے۔ تو اگر اصلی ماں ہوتی تو کتنا احترام ہوتا۔

ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنی ماؤں کا اتنا احترام کریں کہ مثال بن جائے۔

حضرت اولیس قرنی عاشق رسول تھے۔ وہ عاشق رسول کہ جنہوں نے سنا کہ غزوہ احد میں حضور ﷺ کا ایک دانت مبارک شہید ہو گیا۔ تو اپنے بیٹس (32) دانت پتھر مار کر نکال دیئے۔ یہ سوچ کر کہ میرے محبوب کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی۔

بچی دند یار آتوں دین قربانیاں

عاشق رسول دیاں ایہو نیں نشانیاں

وہ اولیس قرنی ماں کی خدمت کی بدولت عظیم مرتبہ پا گئے۔ جب تک ماں زعمہ ربیعہ

۔ اُس کی خدمت کرتے رہے۔ ایک مرتبہ حضرت اولیس قرنیؑ نے عرض کیا۔ اماناں جی۔ میں حضور ﷺ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ اماناں نے فرمایا۔ بیٹھے جا۔ زیارت کرتے ہی واپس آجانا۔ ٹھہرنا نہیں۔ اگر حضور ﷺ مسجد میں ہوں۔ تو زیارت کر لینا۔ ورنہ واپس آجانا۔

حضرت اولیس قرنیؑ لمبا سفر پیدل کر کے آئے۔ مدینے آتے ہی نظریں جھکالیں اور سیدھے مسجد نبویؐ میں گئے۔ لوگوں سے پوچھا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے ہیں۔ کسی نے جواب دیا۔ نہیں۔

مدینے سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد آجائیں گے آنکھوں میں آنسو لاکر کہا۔ حضور ﷺ کو میری طرف سے سلام عرض کر دینا۔ اور پھر واپس چلے گئے۔

☆ میری بہنو!

سرکارِ دو عالم تشریف لائے تو فرمایا۔ اے میرے صحابہ۔ مجھے میرے عاشق کی خوشبو آ رہی ہے۔ قرن میں میرا ایک عاشق رہتا ہے۔ جس کا نام اولیس قرنیؑ ہے۔ اور قیامت کے دن اُس کی دُعا سے میری بہت سی اُمت بخشی جائے گی۔ وہ اپنی نماں کی خدمت کی وجہ سے اس عظیم مرتبے پر فائز ہے۔

اَدب کریا کرو مِل کے اے ماواں جنتی چھاواں
اوتاں نوں رونا عمراں دا جہاں دیاں مرگیاں ماواں
حضرت بایزید بسطامیؒ کو کئی مرتبہ ماں باپ کی خدمت سے ملا۔ ایک

رات کا ذکر ہے۔ اُن کے ماں باپ سوئے ہوئے تھے۔ کہ اُن کی ماں نے خواب میں پانی مانگا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا پیالہ لے کر حاضر ہو گئے۔ مگر والدہ تو سو رہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہیں جگایا نہیں۔ ساری رات پانی کا پیالہ لے کر والدہ کے سر ہانے کھڑے رہے۔ تہجد کا وقت ہوا۔ والدہ بیدار ہوئیں۔ اور دیکھا۔ فرمانبردار بیٹا۔ اُس کا نورِ نظر۔ آنکھوں کا تارا بایزید بسطامی پانی کا پیالہ لے کر کھڑا ہے۔

اتناں نے پوچھا۔ بیٹا..... ایسے کیوں کھڑے ہو؟

انہوں نے عرض کیا۔ اتناں جان۔ آپ نے خواب میں پانی مانگا تھا۔ اس لیے میں پانی کا پیالہ لے کر حاضر ہو گیا۔ آپ سو رہی تھیں۔ میں نے آپ کو جگانا مناسب نہیں سمجھا۔ اتناں نے پانی پیا۔ اور بیٹے کو سینے سے لگایا۔ تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد دُعا فرمائی۔ اے میرے اللہ۔ میرے بیٹے کو اپنی ولایت کی نعمت عطا فرما۔

☆ میری بہنوا

یہی وہ ماں کی دُعا تھی کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے قطب الاقطاب بنے اور بڑے بڑے اولیاء اللہ اُن کا پانی بھرتے تھے۔ اور بادشاہ اُن کی درگاہ میں ننگے پاؤں آتے تھے۔

ماں باپ کی دُعا میں لیا کرو۔ اِن کی دُعا اللہ کی بارگاہ میں بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ ان کی خدمت کر کے قبر کو روشن کرو۔ وہ ماں باپ جو تمہیں بچپن سے لے کر جوانی تک پالتے بھی ہیں اور پیار بھی کرتے ہیں۔ تم بیمار ہو جاؤ۔ تو اُن کو چین نہیں ملتا۔

ایک مرتبہ ایک شخص خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ اُس نے اپنی بوڑھی والدہ کو کپڑے میں ڈال کر اٹھایا ہوا تھا۔ وہاں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے۔ آپ نے اُسے فرمایا۔ اے شخص یہ بوجھ اُتار کر طواف کر۔ اُس نے کہا۔ حضرت جی۔ یہ بوجھ نہیں۔ یہ میری ماں ہے۔

آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میرا نام حسن بصری ہے۔ اُس نے کہا۔ ایک مسئلہ بتائیں۔ میں نے اپنی ماں کو اٹھا کر شام کے منگ سے لاکر سات (۷) حج کرائے ہیں۔ کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو شام کے منگ سے ننگے پاؤں اپنی ماں کو اٹھا کر لائے اور ستر (۷۰) حج بھی کروائے تو تو نے اپنی ماں کے پیٹ میں ایک کروٹ لینے کا بھی حق ادا نہیں کیا۔ (سبحان اللہ)

ماں باپ کا حق ادا ہی نہیں ہو سکتا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

أَنْ شُكِرْتُمْ وَلَوْلَا ذَلِكَ

میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو

یعنی میں تو تمہارا خالق و مالک ہوں۔ تمہیں ہر نعمت دینے والا ہوں۔ میرا شکر ادا کرنا تم پہ واجب ہے۔ مگر میرے شکر کے ساتھ ساتھ اپنے ماں باپ کو بھی نہ بھولنا۔ اُن کا بھی شکر ادا کرو۔ کہ وہ بھی تمہیں محبت سے، پیار سے بچپن میں پالتے ہیں۔ تمہارے خوش ہونے پر خوش ہوتے ہیں۔ تمہارے رونے پر نزدہ ہوتے ہیں۔ تمہاری بیماری اور تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

جینوں جنت بھی اٹھ سلام کر دی
اے ہے مرتبہ باپ زی خان والا
صبح توں لے کے چیرا شام تائیں
سہناں واسطے روزی کمان والا

دکھی دیکھ اولاد نوں دکھی ہو وے
بھکھا رہ کے رنج کھان والا
چک کے پیار دے نال او موڈھیاں تے
دھیاں پچاں نوں چیرا کھیڈون والا

کدی اکیا ناں کدی تھکيا ناں
ناں او بنیا غتے نوں کھان والا
بڑا ہو گیا پال اولاد تائیں
پھر او ویلا نہیں مڑ کے آن والا

☆ میری بہنوا

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبِيهِ أَوْ أَحَدِ هُمَا فَيُ

كُلِّ يَوْمِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ اللَّهُ لَهُ وَكُتِبَ بِرًا (ترمذی)

جو کوئی ہر جمعے کے دن اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی بخشش فرمادیتا ہے اور وہ نیکوں میں لکھا جاتا ہے۔ اللہ

تعالیٰ ہم سب کو والدین کی قبور پر ہر جمعے فاتحہ پڑھنے کی توفیق فرمائے

دن جمعے دے اللہ کولوں توبہ کر کے ڈریو

ماں باپ دیاں قبریں اُتے فاتحہ جا کے پڑھیو

بیٹھ مسیتے وچ صحابہ تے سوہنا نبی فرماوے

ماں باپ دی جو بخشش منگے او وی بخشیا جاوے

☆ میری بہنوا

اوپر والی حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز اپنے ماں

باپ کی قبروں کی زیارت کرنا ثواب کا کام ہے۔ اس لیے ہر جمعے قبرستان جانا،

فاتحہ پڑھنا بہت احسن فعل ہے۔ بلکہ صحابہ کی سنت ہے۔

حضور ﷺ نے دوسری حدیث میں بیان فرمایا کہ جو کوئی جمعے کے دن

اپنے ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرے اور سورۃ یسین کی تلاوت کرے تو سورۃ

لیسین کے حرفوں کے برابر اُس کے والدین کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ جب وہ پڑھنے والا خود مر جائے گا تو اُس کی قبر کی زیارت کو فرشتے آئیں گے۔

☆ میری بہنوا

ماں باپ کا حق ادا تو نہیں ہو سکتا پھر بھی ہمیں اُن کی خدمت کرتے رہنا چاہئے۔ اگر وہ زندہ ہوں تو اُن کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ اُن کے آرام کا خیال رکھیں۔ اُن کی خواہشات کا خیال رکھیں۔ اُن کی زیارت کریں۔ اگر وہ فوت ہو جائیں تو اُن کے لیے ایصالِ ثواب کریں۔ ختم شریف دلوائیں۔ اُن کی قبروں کی زیارت کریں۔

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شبِ جمعہ مغرب و عشاء کے درمیان دو نفل ادا کرے۔

ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی پانچ بار (5) سورۃ اخلاص پانچ بار (5) سورۃ قلن پانچ بار (5) سورۃ والناس پانچ بار (5) پڑھے۔ پھر سلام کے بعد پندرہ بار (15) استغفار اور پندرہ بار (15) درود ابراہیمی پڑھ کر والدین کو ایصالِ ثواب کرے تو گویا اُس نے اپنے والدین کا حق ادا کر دیا۔ اور اس کا ثواب پڑھنے والے کو اتنا ملتا ہے کہ سوائے خُدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کا احترام کرنے اور اُن پر احسان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿9﴾

حضرت سیدنا بلال

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ۝ أَمَا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ (30)

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمَ وَبَلَّغَنَا رَسُولُهُ النَّبِيَّ الْكَرِيمَ ﷺ

آؤسب بہنیں مل کر درود و سلام عقیدت اور احترام کے ساتھ پیش کریں۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے جس کی حمد و ثنا سے زبانیں خراب ہوتی ہیں۔ جس کا ذکر کائنات کی ہر چیز کی روح ہے۔ جس کے قبضہ قدرت سے کوئی نکل نہیں سکتا۔ جو ازل سے ہے اور ابد تک بلکہ ہمیشہ سے قائم و دائم ہے۔ جو کائنات کا خالق و مالک ہے۔ جو چاہے تو کائنات کے چرخ کو تہہ بالا کر دے۔ سکندر کو گدا کر دے۔ اور گدا کو بادشاہ کر دے۔ جس کے در کے رسول بھی بھکاری ہیں۔ کائنات محتاج۔

ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مالک و مختار ہے۔

آؤ میل کر اُس کی تعریف کریں کہ جس کی شان یہ ہے۔ ہر نعمت عطا فرما کر احسان نہیں جتاتا۔ جو مانے اُسے بھی دیتا ہے اور جو نہ مانے اُسے بھی دیتا ہے۔

ہم پہ خدا نے کیسا یہ احسان کر دیا
ہم کو بنایا بندہ اور مسلمان کر دیا
بے عقل تھے نہ ہوش تھا اپنے ہی آپ کا
دے کر ہمیں شعور انسان کر دیا
مردا دیا شاہین کو چڑیا کے ہاتھ سے
چھوٹی سی ایک لہر کو طوفان کر دیا
یا رب شکر ادا تیرا کیسے کرے نسیم
اک بے نوا کو ٹونے مداح خوان کر دیا

میری بہنو!

درود و سلام کا ہدیہ بارگاہ رسالت مآب حضور پر نور شافع یوم المنثور۔ سرکارِ دو عالم
آقائے مکمل۔ مختار مکمل۔ سردار مکمل۔ عقل مکمل۔ علم مکمل۔ باعثِ تخلیق کائنات
رسول موجودات۔ سید المرسلین سید الانبیاء۔ نورِ اوّل۔ نورِ آخر۔ نورِ کامل۔ نورِ ظاہر
نورِ باطن۔ نورِ قلوب۔ نورِ قبور۔ حضور حضرت محمد ﷺ کے دربار میں پیش کر کے
عرض کریں۔ تاکہ روجوں کو تسکین ملے۔ دلوں کو سکون ملے۔ زبانوں کو لذت ملے
آنکھوں کو نور ملے۔ قلب کو سرور ملے۔

آؤ اُن کی بارگاہ میں نعت کا ہدیہ پیش کریں -

نبی ہمارے..... جگ مگ جگ مگ
 سب کے سہارے..... جگ مگ جگ مگ
 اُمت کی ناؤ تھی گردا بے
 لگادی کنارے..... جگ مگ جگ مگ
 معراج کی رات اُن کی خاطر
 فلک سنوارے..... جگ مگ جگ مگ
 غائر میں آپ کے آٹسو
 نور کے تارے..... جگ مگ جگ مگ
 سُرخم ہووے تاجوروں کا
 تُو رے دوارے..... جگ مگ جگ مگ
 عرشِ الہی نے بھی چوے
 قدم تمہارے..... جگ مگ جگ مگ
 نام پہ تُو رے **میٹھر** تمہاری
 جان ہے دوارے..... جگ مگ جگ مگ

میری بہنو!

اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک ہونے کا اعلان کروایا تو اپنے محبوب کی پیاری زبان سے
کروایا۔ فرمایا

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

اے محبوب فرمادیں کہ اللہ ایک ہے۔ آپ ﷺ نے مکہ کے بازار میں
جب یہ کہا تو کفار برہم ہو گئے۔ مشتعل ہو گئے۔ پتھروں کی بارش شروع ہو گئی
آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو چاہے میری جان چلی جائے۔ مگر میں کہوں گا۔ اللہ
ایک ہے۔ تمہارے بت معبود نہیں ہو سکتے۔ یہ جھوٹے اور باطل ہیں۔ نہ نفع دے سکتے
ہیں نہ نقصان۔ کائنات کو بنانے والی صرف ایک ذات ہے۔ اور وہ ذات ہے اللہ
تعالیٰ کی۔

میری بہنو!

اُس دور میں یہ جملہ کہنا آسان نہ تھا۔ جس نے کہا اُس پر ظلم و ستم کے
پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ عرصہ دراز تک کر دیا گیا۔ مصائب ہی مصائب جنم لینے لگے
دُکھ ہی دُکھ پیدا ہو گئے۔ مگر اللہ کے بندے ظلم سہہ کر بھی صبر کا پیکر بن گئے۔
استقلال کا پہاڑ بن گئے۔

بس ایک بات زبان پر تھی کہ

اللہ اَحَدٌ ہے اور بت باطل ہے۔

میری بہنو!

حضرت عمار بن یاسر نے یہی جملہ کہا۔ کافروں نے سر بازار کھینٹا۔ اتنا مارا کہ بے ہوش ہو گئے۔ اُن کے والد حضرت یاسر آئے تو کافروں نے غصے میں اُن کی آنکھیں نکال دیں۔ اُن کی والدہ دوڑی آئیں اور وہ بیٹے پر گر پڑیں۔ حضرت عمار نے کہا گھبرا نہیں۔ اگر اللہ کے نام پر میری جان بھی چلی جائے تو پروا نہیں۔ یہ کہا اور حضرت عمار شہید ہو گئے۔

مگر عشاق اپنی جان کی پروا نہیں کرتے
خدا سے ڈرنے والے موت سے ہرگز نہیں ڈرتے

میری بہنو!

اللہ ایک ہے۔ کہنا اُس زمانے میں آسان نہ تھا۔ حضرت زید نے کہا

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

تو کئے کے مشرکوں نے انہیں اذیتیں دے دے کر ہلاک کر دیا۔

حضرت خیب نے کہا۔ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ تو انہیں گرفتار کیا اور بار بار کہا۔ اے خیب باز آ جا۔ اب بھی کہہ دے کہ بت میرے معبود ہیں تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ حضرت خیب نے فرمایا اے مشرک! میری جان جاسکتی ہے ایمان نہیں جاسکتا۔

آساں تے ہُن توڑ بھائی جانِ دِجی راہ تیرے
روزِ خُشرونِ شرماں رکھ لھیں تے کج لھیں پردے میرے

میری بہنو!

ہو اللہ اُخد کہنے کی یہ مزملی۔ اُن کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اُنھوں نے پھانسی کے مقام سے مدینے کو منہ کیا ہوا تھا۔

میری بہنو!

ہو اللہ اُخد کہنے والوں میں حضرت بلالؓ بھی تھے جو اُمیہ کے غلام تھے اور آپ مسلمان ہو چکے تھے۔ جب کلمہ پڑھتے تو اُمیہ پتھروں پر لٹا کر کوڑے مارتا۔ جس سے پورا جسم لہو لہان ہو جاتا مگر آپ پھر بھی ﷺ کے نعرے لگاتے شب و روز تک ایف سہہ کرا سلام پر کار بند رہنے والے حضرت بلالؓ کی استقامت کو دیکھ کر مسلمان خون کے آنسو روتے تھے۔ ایک دن حضرت بلالؓ کو اُمیہ گرم ریت پر ننگے بدن لٹا کر کوڑے مار رہا تھا اور آپؐ کی چیخ و پکار مکہ کے بازاروں میں گونج رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ ﷺ اللہ اُخد کا نعرہ بھی بلند ہو رہا تھا۔ اُس وقت وہاں سے حضور ﷺ گزرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ اے بلالؓ تو تکلیف میں ہے۔ حضرت بلالؓ نے روتے ہوئے عرض کیا۔

ایسے گلوں اے مارے مینوں کیوں تیرے سنگ لائیاں
کیوں میں واحد رب پچھاتا ایہہ قصور خطائیاں
ناں تیرے اُنوں اے محبوبا لکھ ہون جند واراں
بوٹی بوٹی ہو جائے میری تیں ولوں ناک ہاراں

یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ سے پیار ہو گیا ہے۔ مجھے آپ ﷺ سے عشق ہو گیا ہے۔ مجھے دین اور ایمان سے محبت ہو گئی ہے۔ اس لیے یہ کافر مجھے ازیتیں دیتا ہے مجھے دن رات مارتا ہے۔ کیونکہ میں اس کا غلام ہوں۔

یہ سنا تو حضور ﷺ کی آنکھیں آنکھبار ہو گئیں۔ فرمایا اے بلالؓ گھبرا نہیں۔ عنقریب تیری تکالیف کا ازالہ ہونے والا ہے۔ یہ فرما کر گھر تشریف لائے۔ راستے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ ملے۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ بہت پریشان ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

سرکار نے فرمایا اے صدیق۔ آج میں نے جس تکلیف میں بلالؓ کو دیکھا ہے۔ میری آنکھیں آٹھوں سے بھری ہوئیں ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ فکر نہ کریں۔ میں اُسے اُمیہ سے خرید لوں گا۔ یہ کہہ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ اُمیہ کے پاس گئے اور فرمایا او ظالم تو اس کو اس لیے مارتا ہے کہ یہ سچ اور حق بات کہتا ہے۔ تیرے جھوٹے جُوں کو سجدہ نہیں کرتا۔ اے اُمیہ میرے ساتھ سودا کر۔ کیا یہ غلام بیچے گا۔ اُمیہ نے کہا ہاں۔ اے ابو بکر اپنا حلقہ غلام فسطاس دے دے۔ اور چالیس اوقیہ چاندی دے دے۔ تو میں تجھے یہ غلام دے دوں گا۔ حضرت ابو بکرؓ فوراً مان گئے۔ اُمیہ یہ سُن کر بہت ہنسا کہ اے ابو بکر تو خسارے میں رہ گیا۔ تیرا غلام سو ہونا بھی ہے۔ عقل والا بھی۔ تجارت میں ماہر بھی۔ مگر یہ بلالؓ بد صورت سیاہ رنگ والا نکلتا سا۔ بے ہنر سا۔ اور تو اسے خرید رہا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا اے اُمیہ تجھے کیا پتہ کہ یہ سیاہ ہونٹوں والا غلام کیا انمول موتی ہے۔ اس کی قدر یا خدا جانتا ہے یا مصطفیٰ جانتا ہے۔

میری بہنو!

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت بلالؓ کو خرید لیا۔ سینے سے لگا کر ماتا تھا
چوما۔ پھر حضور ﷺ کی بارگاہ میں دونوں حاضر ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ
نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے بلالؓ کو خرید کر آپ ﷺ کا غلام بنا دیا
حضور ﷺ مسکرائے۔ فرمایا اے بلالؓ۔ جاہم نے تجھے آزاد کر دیا۔ بلالؓ زمین
پر گر گئے اور عرض کیا

جب تک پکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

یا رسول اللہ ﷺ میں نے آزاد ہو کر کہاں جانا ہے۔ ساری عمر آپ
ﷺ کے قدموں میں گزار دوں گا۔ بس قبول فرما لیجئے۔ حضور ﷺ کے قدموں
کوٹو سے دیئے۔ حضور ﷺ نے سینے سے لگا کر فرمایا اے بلالؓ آج کے بعد تو
ہمارا صاحب ہو گیا۔

ناں او کھڑا ناں کھڑے دا بتل ویکھدے
اللہ والے جے ویکھن تے دل ویکھدے

میری بہنو!

حضرت بلالؓ سرکاری خدمت میں ہمیشہ رہتے تھے۔ سودا سلف لادیتے
حضور ﷺ کی زیارت کرتے رہتے۔ حضور ﷺ سے احادیث سنتے رہتے
بس ہر وقت حضور ﷺ پر جان قربان کرنے پر تیار رہتے تھے۔

حضرت بلالؓ فرماتے ہیں۔ کئی بار ایسا ہوا کہ حضور ﷺ کئی کئی دن بھوکے رہتے تو میں بھی کچھ نہ کھاتا۔ جس حال میں حضور ﷺ ہوتے میں بھی اُسے اختیار کر لیتا۔ حضرت بلالؓ سے تمام صحابہؓ بھی بہت محبت کرتے تھے۔

ہجرت کے بعد حضرت بلالؓ مسجد نبوی کے ساتھ مکان میں رہنے لگے

ایک روز حضور ﷺ نے فرمایا اے بلالؓ جب میں معراج کی رات جنت میں گیا تو وہاں میں نے تیرے قدموں کی آہٹ کی آواز سنی۔ اے بلالؓ تو کونسا عمل کرتا ہے۔ جس کی بدولت ایسا رتبہ عظیم حاصل کیا۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جب بھی وضو کرتا ہوں دو نفل تحیۃ الوضو کے پڑھتا ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت کی عورتوں کی سردار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ عنایت فرمائیے تو میں نے کہا اے عورتوں کی سردار جا۔ میں نے تجھے اپنا بلالؓ دے دیا۔ حالانکہ میں نے بلالؓ سے پوچھا نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ میرے سوا کچھ بھی قبول نہ کرے۔

یہ سن کر حضرت بلالؓ زار و قطار رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے قدموں سے کبھی بھی جُدا نہ کرنا۔ نہ اُس جہاں میں نہ اس جہاں میں۔

لگے گانہ دل میرا خلدِ بریں میں

نہ حوروں کی ملکہ کی بزمِ حسین میں

یہ حوروں کو، جنت کو، نہ چاہے کمینہ

مجھے چاہئے تہا جقامہ نغمہ حسد

یا رسول ﷺ کوئی جنت کو چاہتا ہے کوئی حوروں کا مشتاق ہے۔ جو حضور ﷺ کا دیوانہ ہے۔ وہ نہ جنت چاہتا ہے نہ حوروں کو پانا چاہتا ہے۔ وہ تو آپ قدموں کے سائے میں رہنا چاہتا ہے۔ خدا کے لیے اپنے اس بلالؓ کو اپنے سے جدا نہ کرنا۔

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں نمازیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ اب حضور ﷺ نے فرمایا جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو لوگوں کو نکلانے کا کوئی طریقہ ہونا چاہیے۔ صحابہ کرام میں سے بعض نے کہا۔ ناسور یا ڈھول بجا کر اعلان کیا جائے مگر یہ مشورے حضور ﷺ نے قبول نہ فرمائے۔

آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذان کا حکم آیا کہ اے محبوب نماز کے لیے یہ کلمات اذان مسجد میں کہے جائیں اور سن کر لوگ نماز کے لیے آئیں۔ مسجد نبوی میں ایک چبوترہ بنا دیا گیا اور حضور ﷺ نے سب سے پہلے حضرت بلالؓ کو اپنا موزن بنایا۔ فرمایا اے بلالؓ اذان دینے کے لیے تیار ہو جا۔ حضرت بلال جب چبوترے پر کھڑے ہو گئے اور نہایت بلند آواز سے اذان دی۔ آواز اتنی بلند تھی کہ مدینہ شہر میں چاروں طرف سنائی دی۔

صحابہ کرام مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کو جمع ہو گئے۔ حضرت بلالؓ کو مبارک باد دینے لگے۔ حضرت بلالؓ موزن رسول ﷺ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن موزن حضرت بلالؓ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔

میری بہنو!

حضرت بلالؓ کی زبان میں لکنت تھی۔ آپ شین کو سین پڑھتے تھے۔ جب اذان دیتے تو اَشْهَدُ اَنَّ کی بجائے اَشْهَدُ اَنَّ کہتے تھے۔ صحابہ کرام نے اعتراض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ بلالؓ اذان درست نہیں دیتے۔ اَشْهَدُ اَنَّ کی بجائے اَشْهَدُ پڑھتے ہیں اس لیے کسی اور سے فرمائیں کہ وہ اذان دے یہ سن کر حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا چلو آج سے بلالؓ اذان نہیں دے گا کوئی اور اذان دے گا۔ حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو بلایا اور فرمایا اے بلالؓ اب تو نے اذان نہیں دی۔ اب کوئی اور اذان دے گا۔ یہ سن کر حضرت بلالؓ کی جان نکل گئی۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میرا گناہ کیا ہے۔ میرا قصور کیا ہے۔ میری غلطی کیا ہے درست فرمائیں۔ سرکار نے فرمایا اے بلالؓ لوگ کہتے ہیں کہ تو شین کی بجائے سین پڑھتا ہے اس سے اذان میں فرق پڑ جاتا ہے۔ یہ سنا تو خوب روئے۔ مسجد سے نکلے مدینہ پاک سے باہر نکل گئے روتے روتے پتھروں پر سر رکھ دیا دعا کی مولا یہ زبان میں نے تو نہیں بنائی۔ یہ تیری بنائی ہوئی ہے۔ اے میرے اللہ آج اگر میری زبان درست ہوتی تو محبوب کے در سے دھتکارا نہ جاتا۔ میں حضور ﷺ کی مسجد سے نہ نکالا جاتا۔ اے اللہ اس زبان نے مجھے تیرے حبیب کی بارگاہ سے دُور کیا ہے۔ کانوں میں آواز آئی اے میرے پیارے حبیب کے دیوانے گھبرا نہیں۔ تیری اذان لوگوں کو اچھی نہ لگے مگر عرش والوں کو تو بہت بھاتی ہے۔ اور سن لے جب تک تو اذان نہیں دے گا تو اس وقت تک میں سورج کو چڑھنے کا حکم نہیں دوں گا۔

لوکاں رَل مَل مَتا پکایا بانگِ بلال نہ دیوے
 ہین دی جائے سین ہے پڑھدا سُنیا کتنے ویلے
 ہن ایس نوں ہٹائیے بانگا نواں کوئی بنائیے ایہہ خیال آگیا
 سخی عاشق نے گل گیا دل اُودھا ہل تے ملال آگیا
 بانگا ہور مقرر کر کے لوک بڑے خوش ہوئے
 عاشق نے بھی یار اپنے نوں حال سُنایا روکے
 رتبا ہویا اے معلوم اَنج میرے مقوم تے زوال آگیا
 رت فرمایا پیارے نہ گھبرا میں خود انصاف کرے
 سورج اے تائیں مول نہ چڑھی توں جے بانگ نہ دے
 میرے بندیا نہ ڈول بس تیرا میرے کول ہے سوال آگیا

میری بہنوا

تہجد ہوگئی۔ ایک صحابی نے اذان فجر دی۔ تمام مدینہ منورہ میں سنائی دی
 لوگ مسجد نبوی میں جمع ہونے لگے۔ اتنے میں حضرت جبریل حضور اقدس ﷺ
 کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آج مسجد میں اذان
 ہوئی۔ سرکار نے فرمایا اے جبریل آج تو بہت اچھی آواز سے اور بلند آواز سے
 اذان ہوئی ہے۔ حضرت جبریل نے عرض کیا یا رسول ﷺ مگر عرش والوں کو سنائی
 نہیں دی۔ اے محبوب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تک حضرت بلال اذان نہیں دیں

کے ہم آفتاب نہ چڑھائیں گے۔ حضور ﷺ مسکرائے اور مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ صحابہ کرام پریشان یا رسول اللہ ﷺ اذان فجر کب کی ہو چکی مگر ابھی تک اندھیرا ہے۔ سرکار کیا قیامت آگئی۔

بچھلی راتیں اٹھ سویرے بانگے بانگ سنائی
وقت نماز دا مول نہیں ہوندا ہوئی حیران خدائی
آئے زلزل کے سارے دسو عربی پیارے کی وبال آگیا
جبرائیل نے عرض گزاری رب سلام بچھیندا
ناں گھبراوے دنیا اے وی مالک ہے فرمیندا
سو میرے حبیب بس صبح ہے قریب جے بلال آگیا
حکم خدا دا سن کے لوکی ہتھ افسوس ملیدے
دیکھ مقام بلال دا سارے مینٹاں آن کریندے
اٹھ منبر تے چڑھ بانگ اوسے طرح پڑھ او نہال آگیا
یہ سنا تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے میرے صحابہ۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت

بلالؓ سے بہت محبت ہے۔ جب تک بلالؓ اذان نہ دے گا۔ دن نہ ہوگا۔ یہ سنا تو صحابہ کرام حضرت بلالؓ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ جا کر دیکھا تو مدینے میں سنگریزوں پر سر رکھے۔ رور ہے ہیں۔ جا کر خوشخبری سنائی۔ اے بلالؓ حبیب خدانے ٹکایا ہے۔ اذان دو۔ عرش فرش والے تمہاری اذان کے منتظر ہیں۔ یہ سن کر سجدے سے سر اٹھایا اور کہا اے اللہ تیرا شکر ہے۔ دوڑے اور حضور ﷺ کے

قدموں پر سر رکھ دیا۔ خوب روئے۔ چبوترے پر سرکار نے چڑھا دیا اور جب حضرت بلالؓ نے اذان دی تو آفتاب نکل آیا۔

وہ شین کو سین کہنے والے نبی ﷺ کے عاشق کی شان دیکھو
جو سوئے جنت چلیں گے آقا ﷺ تو آگے آگے بلالؓ ہوگا

میری بہنو!

حضرت بلالؓ کو تمام صحابہ سیدنا کہہ کر پکارا کرتے تھے جب حضرت بلالؓ اذان دیتے۔ چبوترے پر کھڑے ہو کر اور جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کہتے تھے تو انگلی سے حضور ﷺ کی جانب اشارہ کرتے۔ جب حضور ﷺ فتح مکہ کے لئے مدینے سے روانہ ہوئے تو حضرت بلالؓ بھی ساتھ تھے۔ مکہ فتح ہوا۔ ایسا کوئی فاتح نہ ہوا کہ جس نے مُلک فتح کیا ہو اور قتل و غارت نہ کی ہو۔ نوجوانوں کی لاشیں نہ گرائیں ہوں۔ عورتوں کی عصمت ڈری نہ کی ہو۔ بچوں کو نیزوں پر نہ اچھالا ہو مکانات کی اینٹ سے اینٹ نہ بجائی ہو۔

مگر قربان جاؤں حضور ﷺ کے کہ آپ نے مکہ فتح فرمایا مگر ایک بھی قتل نہ کیا۔ کسی عورت کے دوپٹے کو سر سے نہ اتارا۔ کسی درخت کا پتا تک نہ توڑا۔ بلکہ اونٹنی پر سوار سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے سر جھکائے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے۔ اس شان سے مکہ فتح کیا کہ فرشتوں نے بھی کہا صد آفریں۔

حضور ﷺ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور بچوں کو توڑا۔ خانہ کعبہ کو بچوں سے پاک کیا اور جو بڑے بُت تھے۔ حضرت علیؓ کو اپنے کندھوں پر سوار

کر کے تڑوادیئے۔ خانہ کعبہ کے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصاویر تھیں۔ ان کو مٹا دیا۔ پھر میرے اور آپ سب کے آقا و مولا سرورِ دو جہاں ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نوافل ادا کئے۔ اس وقت ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔

سرکارِ دو عالم نے حضرت بلالؓ کو بلایا اور فرمایا اے بلالؓ اذان دے۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کہاں کھڑے ہو کر اذان دوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بلالؓ خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دے حضرت بلالؓ جس وقت خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے۔ سوچ رہے تھے۔ اب میں کس طرف کو منہ کروں۔ اگر خانہ کعبہ مغرب میں ہوتا تو مشرق کو منہ کرتا۔ اگر مشرق کو ہوتا تو مغرب کو منہ کرتا۔ اگر شمال کو ہوتا تو منہ جنوب کو کرتا۔ اب سوچ رہا ہوں میں کس طرف کو منہ کر کے اذان دوں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بلالؓ اذان کیوں نہیں دیتا۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں اذان کے وقت منہ کس طرف کو کروں۔ حضور ﷺ سکرائے اور فرمایا اے بلالؓ تو اپنا منہ میری طرف کر کے اذان دو۔

اوس ویلے توں صدقے جاواں جد بلالؓ اذان سنائی
سامنے چہرہ اوس ماہی دا جیدی کملی پٹھہ خُدائی
وہ وقت کتنا دل کش اور رقت آمیز ہوگا۔ جب حضرت بلالؓ نے خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی جانب چہرہ کر کے اذان دی ہوگی۔

افلاک کے فرشتے۔ جنت کی حوریں بھی آفریں کہہ رہے ہوں گے۔ تمام صحابہ کرام حضرت بلالؓ کی قسمت پر رشک کر رہے ہوں گے۔ یہ سعادت نہ کسی کو ملی نہ ملے گی نہ قیامت تک کوئی پاسکے گا جو سعادت حضرت بلالؓ کو ملی۔

ایسے بھی لوگ گزرے ہیں زمانے میں ایماں والے

کہ جن کی داستاں کو یاد کرتے ہیں جہاں والے

ایک وہ وقت آیا کہ حضور ﷺ کو سخت بخار ہوا جس کی وجہ سے حضور

ﷺ کو بہت تکلیف تھی۔ حضرت بلالؓ بار بار حضور ﷺ کی زیارت کرتے اور

روتے تھے اس دوران حضور ﷺ مسجد میں نہ آئے۔ جب حضرت بلالؓ نے

اذان دی اور کہا

أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ

اور سامنے حضور ﷺ نظر نہ آئے تو زار و قطار رونے لگے۔ مشکل سے

اذان ختم کی اور دوڑ کر حضور ﷺ کے پاس چلے گئے۔ قدموں کو بوسہ دیا اور

زار و قطار رونے لگے۔

پھر جب حضور ﷺ کا وصال ہو گیا تو ایسے لگا جیسے جان ہی نکل گئی ہو

مدینے کی گلیوں میں روتے پھرتے تھے۔ کبھی بے ہوش ہو جاتے اور کبھی ہوش میں

آ کر ہائے آقا ہائے آقا پکارتے تھے۔ حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر سر جھکائے

بیٹھے رہتے۔ خاموش رہتے۔

اب کسی نے کہا اے بلالؓ اذان کیوں نہیں دیتے تو رو کر جواب دیا

جب میں اذان دیتا تھا تو سامنے حضور ﷺ کا چہرہ انور ہوتا تھا۔ اب اذان دُوں گا تو حضور ﷺ کا چہرہ سامنے نہ پا کر اذان پوری نہ کر سکوں گا۔

پھر آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اجازت لی کہ میرا دل مدینے میں نہیں لگتا۔ میں اپنے بھائیوں کے پاس شام جانا چاہتا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا اے سیدنا بلالؓ ہم آپ کے بغیر اُداس ہو جائیں گے۔ آپ نہ جائیں۔ اصرار بڑھ گیا تو اجازت دے دی۔

میری بہنو!

جب حضرت بلالؓ مدینہ چھوڑ کر چلے تو عورتیں رو رہی تھیں۔ مرد بھی اٹکبار تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے حضرت بلالؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہہ رہے تھے۔ بابا اب اذان کون دے گا۔ بابا بلالؓ آپ اذان دیتے ہیں تو حضور ﷺ یاد آجاتے ہیں۔ بابا نہ جائیں۔ یہ سنا تو حضرت بلالؓ رونے لگے۔ دوڑتے ہوئے حضور ﷺ کے روضے پر آئے اور سلام عرض کیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا غلام حَمام جا رہا ہے۔ اجازت دے دیں۔ یہ کہہ کر خوب روئے اور شام روانہ ہو گئے۔ چند سالوں کے بعد حضور ﷺ خواب میں تشریف لائے۔ فرمایا اے بلالؓ کیا ہماری ملاقات بھول گئے۔ کبھی مدینے آ کر مل جاؤ۔ بیدار ہوئے تو اٹکبار ہو گئے اور بچوں سے کہا میں مدینے جا رہا ہوں۔ رات اور دن کا سفر کر کے مدینے آئے۔ لوگوں کو معلوم ہوا تو مسجد نبویؐ آپ سے ملنے والوں سے بھر گئی۔ سب ہی بابا بلالؓ کو سلام کر رہے تھے۔ آخر سب نے تمنا کی کہ آج بابا بلالؓ اذان دیں۔ سب نے فرمائش کی۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اب لوگوں نے امام حَسَن اور امام حَسیَنؑ سے عرض کی

کہ آپ اگر ارشاد فرمائیں گے تو حضرت بلالؓ حضورِ مان جائیں گے۔ اس بات پر امام حسن اور امام حسینؓ دونوں مسجدِ نبویؐ میں تشریف لائے اور اذان کی فرمائش کی۔ حضرت بلالؓ نے دونوں کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا اے پیارو! تمہاری بات تو میرے کملی والے بھی نہیں ٹالا کرتے تھے۔ اس لیے میں کون ہوتا ہوں آپ کی بات نہ ماننے والا۔ عصر کا وقت ہوا۔ مدینے کے لوگ مسجدِ نبویؐ میں جمع ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ کب حضرت بلالؓ چبوترے پر چڑھ کر اذان دیتے ہیں۔ فلک کے فرشتے پکار کر کہہ رہے تھے۔

دیوانہ رسول کا بھی حال دیکھ لو

اذان دینے والے ہیں بلالؓ دیکھ لو

جب حضرت بلالؓ نے اذان شروع فرمائی۔ لوگوں کے سامنے حضور

ﷺ کے وقت کا سماں گھوم گیا۔ سارے کے سارے اونچی اونچی آواز میں رونے

لگے۔ حضور ﷺ کی یاد میں آنسوؤں کی برسات شروع ہو گئی۔

سُن کر اذان بلالؓ کی کہرام مچ گیا

جبریلؑ بولے عاشقوں کا حال دیکھ لو

ادھر جب حضرت بلالؓ

أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

پر پہنچے تو ضبط نہ ہو سکا۔ پکارنے لگے۔

أَعِزَّنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ..... أَعِزَّنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ

یہ کہتے کہتے چبوترے سے نیچے گر گئے۔ تمام لوگوں نے روتے روتے

حضرت بلالؓ کو پکڑا۔ پانی پلایا۔ ہوش میں آئے تو فرمایا مجھے حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر لے چلو۔ وہاں جا کر درود شریف پڑھنے لگے۔ اور عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ قیامت کے روز بلال کو کملی کے نیچے چھاپ لینا۔ حوضِ کوثر کا جام پلا دینا۔ یا رسول اللہ آخری وقت میں عزرائیلؑ سے کہنا کہ یہ میرا بلالؓ ہے اس کی جان آہستہ سے نکال۔ یا رسول اللہ ﷺ کرم کی نظریں فرمادیں تو بلالؓ کے دل کو قرار و سکون آجائے۔ یہ عرض کرتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ پھر آپ سے اجازت لی اور لوگوں سے مل کر ملکِ شام چلے گئے۔

میری بہنوا

ایک وقت گزرا کہ آپ بیمار ہو گئے گھر والے سارے آنسو بہا رہے تھے لوگوں نے کہا یا بلالؓ آپ کے چہرے پر رونق اور مسکراہٹ کس وجہ سے ہے تو فرمایا وہ دیکھو! کملی والے مجھے لینے کے لیے آئے ہیں۔

دیکھ کے اُدا سوہنا مکھڑو..... بھل گیا مینوں اپنا ڈکھڑا
 دل ڈھڈا آج تھاد..... دیکھو نی میرا ماہی آیا
 مینوں دئیوں مبارکباد..... دیکھو نی میرا ماہی آیا
 بس آنکھیں سامنے نک گئیں۔ لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ سارے
 مدینے والوں کو اذان سنانے والا۔ آج واصلِ سخن ہو گیا۔ عاشق اپنے محبوب کے
 پاس پہنچ گیا۔ جا کر دیدار کا طالب ہو گیا۔

آج بھی حضرت بلالؓ کی زندگی کے اوراق کا مطالعہ کرتے
 ہیں تو آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو جاتی ہیں کہ ایسے لوگ بھی دُنیا میں ہوئے

جنہوں نے ایمان و سلام، قرآن اور توحید و رسالت کی خاطر اپنا دھن من سب کچھ قربان کر دیا۔

مگر عشاق اپنی جان کی پروا نہیں کرتے

خدا سے ڈرنے والے موت سے ہرگز نہیں ڈرتے

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دین پر استقامت

عطا فرمائے۔ **محلانہ زور** نے والی آنکھیں عطا فرمائے۔ درود والا دل عطا فرمائے

وجد والا وجود عطا فرمائے۔ ذکر والی زبان عطا فرمائے۔ اپنے فکر والا خیال

عطا فرمائے۔ نیک نیک محفلوں میں آنے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم سب

کے والدین کو صحت مُکھی عطا فرمائے۔ ہم سے وہ کام لے۔ جس سے اللہ اور اُس کا رسول ﷺ راضی ہو۔

اے اللہ ہم سب کو نبی ﷺ کی زیارت کروادے۔ ہم سب کو مدینہ

دکھا دے۔ خانہ کعبہ کی زیارت کروادے۔ یا اللہ تیرے محبوب کی جالیوں کے بوسے

نصیب ہو جائیں۔ اُن جالیوں کے سامنے صلوة و سلام پڑھنا نصیب ہو جائے۔

سب کی دلی آرزوئیں پوری ہو جائیں۔ **محلانہ زور**

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا النَّارُ عَالِمِينَ ○

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا

ہر مشکل مہم کو حل کرنے کے لیے اذان دیا کرو

جیسے بارش نہ ہو، قحط سالی ہو، ظالم حکمران ہو، زلزلے کا خطرہ ہو

تقریر نمبر ﴿10﴾

غوثِ اعظم

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ۝ أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمَ وَبَلَّغَنَا رَسُولُهُ النَّبِيَّ الْكَرِيمَ ﷺ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحد لا شریک ہے۔ جس

کا کوئی ہمسرا اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو

دنیا بنانے پر قادر ہے اور دنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے

بڑے سلطان، بڑے بڑے شہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل

سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اُٹھتے

ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔
 قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔
 کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔
 مگر رب کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی
 کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی
 وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
 اشارہ اسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درو و اسلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار دو عالم رحمت جہاں،
 سرکار مدینہ، نور کا نگینہ، راحت قلب و سینہ، امام الانبیاء و امام المرسلین، شب اسری
 کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں
 کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کہ جن کے

صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

خدا سے ڈرنا یہ ہے کہ ہمیشہ نیک کام کرنے چاہئیں اور سچوں کے ساتھ
 ہونے سے مراد یہ ہے کہ نیک لوگوں کی محبت میں بیٹھا جائے۔ نیکوں سے محبت کی
 جائے۔ نیک محفلوں میں شرکت کی جائے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ سنو! نیک لوگوں کی صحبت ایسے ہے جیسے عطاری کی دکان اگر عطاری کی دکان سے کوئی چیز نہ بھی خریدیں صرف اس کے پاس بیٹھ جائیں جب آپ گھر جائیں گئے تو آپ سے خوشبو آرہی ہوگی۔ اور بڑے لوگوں کی صحبت کی مثال ایسے ہے جیسے لوہار کی دکان جیسی ہے کہ اگر لوہار کے پاس بیٹھیں گے تو دھواں ناک میں چڑھے گا اور کپڑوں پہ آگ کی چنگاریاں پڑ کر کپڑوں کو جلا دیں گی۔

جیسے کسی نے کہا ہے

صحبت نیکان انج کر جانی جیویں دکان عطاراں
سودا چاہے ناں لیئے کوئی لپٹاں آؤن ہزاراں
صحبت بدان دی انج کر جانی جیویں دکان لوہاراں
چیز چاہے ناں لیئے کوئی چنگاں پین ہزاراں

حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں حمام میں نہانے گیا وہاں کی مٹی میرے ہاتھ کو لگ گئی میں نے سوگھا تو اس میں سے خوشبو آرہی تھی۔ میں نے مٹی سے پوچھا کہ اے مٹی تیری فطرت میں خوشبو نہیں ہے۔ تجھ میں خوشبو کہاں سے آگئی۔ مٹی نے جیسے زبان حال سے کہا۔ اے سعدی یہ مانتی ہوں کہ مجھ میں خوشبو نہیں۔ مگر ایک دن ایک آدمی یہاں آیا۔ اُس نے پھولوں کا ہار گلے سے اتار کر میرے اوپر رکھ دیا۔ پھر وہ چند منٹوں کے بعد ہار لے کر چلا گیا۔ میں چند منٹ پھولوں کی صحبت میں رہی ہوں۔ اس لیے مجھ سے خوشبو آرہی ہے۔

جمال ہم نشیں در من اثر گرد
وگر نہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

میری بہنو!

اگر پھولوں کی صحبت سے مٹی خوشبودار ہو سکتی ہے تو نیکوں کی صحبت سے بُرے لوگ کیوں نیک نہیں ہو سکتے۔ یقیناً اچھی صحبت سے اچھا اثر پڑتا ہے۔ اچھی محفل سے اچھا اثر پڑتا ہے اور بری محفل کا بُرا اثر ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ آیا ہے کہ آپ نے لوگوں کو تبلیغ فرمائی اور صرف اکیاسی لوگ ایمان لائے جو کافر رہے ان میں آپ کا بیٹا بھی تھا۔ جس کا نام کنعان تھا کیونکہ وہ کافروں کی صحبت میں بیٹھا اس لیے کافر ہو گیا۔

میری بہنو!

اگر نبی کا بیٹا بُروں کی محفل میں نہ بیٹھتا تو ایک نیک انسان ہوتا۔ ورنہ ہم تو کیا چیز ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بُروں کی محفل میں نہ بیٹھیں۔ اُن کا رنگ ضرور چڑھے گا۔ ایسی عورتیں جن کا کردار ٹھیک نہ ہو ہمیں اُن سے ملنا جلنا نہ چاہیے۔ اور نہ ہی انھیں اپنے گھر بلانا چاہیے اس لیے کہ ان کی عادتیں ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو خراب کر سکتی ہیں۔

قرآن پاک میں ہی ایک واقعہ سورۃ کہف میں ہے۔ اصحاب کہف کا واقعہ یعنی غار والے ولیوں کا واقعہ۔ ایک شہر کا بادشاہ ظالم تھا۔ اور لوگوں کو کہتا کہ

بتوں کو سجدہ کرو۔ لوگ گمراہ ہوتے گئے مگر سات دوست جو بہت چپکے مسلمان تھے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ رات ہونے پر اس شہر کو چھوڑ دیں۔ جب رات ہو گئی تو وہ تمام شہر سے نکلے ایک ساتھی کے ساتھ اسکا کتا تھا۔ ساتھیوں نے کہا کتے کا کام بھونکنا ہے۔ جب ہم کہیں چھپ جائیں گے۔ تو یہ بھونکے گا اور لوگوں کو ہماری خبر ہو جائیگی اس لیے اس کتے کو دور چھوڑ آؤ۔ اس نے لاشی اٹھائی اور کتے کے پیچھے دوڑا کتا فانی دور کتے کو چھوڑ آیا اور اپنے ساتھیوں سے مل گیا لیکن جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہی کتا اُن کے پیچھے آ رہا تھا۔ پھر اس نے بھگا دیا مگر وہ واپس آ گیا۔ کئی دفعہ اسے دُور چھوڑ کے آیا۔ آخر کتے نے خداوند تعالیٰ کے حضور دُعا کی کہ اے باری تعالیٰ مجھ کو زبان دے۔ خداوند کریم نے کتے کو زبان عطا فرمائی۔ اس نے انسانی زبان میں کلام کیا اور کہا

اے ولیو سنو..... مجھے اپنی محبت سے دور نہ کرو۔ میں اُن گمراہ لوگوں کے شہر میں نہیں رہنا چاہتا۔ میں آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اور آپ کو یہ ڈر ہے کہ بھونکوں گا۔ تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں کبھی بھی بھونکوں گا نہیں۔

کسی نے کہا.....

ناں میں بھونکاں ناناں میں ٹونکاں ناناں میں شور مچاواں
شاید تہاڑی سنگت کارن میں بھی جنت جاواں

میری بہنوا

پھر وہ کتا ایک غار میں ولیوں کے ہمراہ بیٹھ گیا۔ خداوند کریم نے فرمایا ہم نے انہیں سلایا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ وہ کتا قیامت کے دن انسانی شکل میں جنت میں جائے گا۔ دیکھئے اچھوں کی محبت جنت میں لے جاتی ہے۔ چاہے وہ کتا ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی اگر کتا بھی برا کیوں نہ ہو۔ انسان ہو مگر نیکیوں سے محبت رکھے تو اللہ تعالیٰ اُس کی وجہ سے اُس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور جنت اُس کا ٹھکانہ بنا دیتا ہے۔ میں نے قرآن پاک کی جو آیت کریمہ تلاوت کی تھی۔ اُس میں ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور بچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس سے ہم ولیوں، قطبوں، اور خصوصاً حضرت پیروں کے پیر و پیغمبر حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اُن کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ خدا کے ولی خدا سے ڈرنے والے ہوتے ہیں۔ اُن کے دل میں خداوند کریم کا اتنا خوف ہوتا ہے کہ وہ دنیا سے بے خوف ہو جاتے ہیں۔

سب سے بڑی دانائی اللہ تعالیٰ کا خوف ہے جس کے دل میں خوف خدا ہوتا ہے وہ ہر برائی سے بچ جاتا ہے خود سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا جو آنکھ خوف خدا سے روئی ہوگی۔ وہ جہنم میں نہ جائیگی۔ انہیں اولیاء اللہ میں سے حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی بھی ہیں آپ کے والدین سید تھے اور تقویٰ والے تھے۔ ایک دن آپ کے والد نہر پر وضو کر رہے تھے کہ ایک سیب بہتا ہوا آیا۔ آپ ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پڑھ کر کھالیا کھانے کے بعد سوچا کہ مالک کی اجازت کے بغیر ہی کھالیا۔ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے پوچھ لیا۔ تو کیا جواب دوں گا۔ یہ سوچ کر زار و قطار رونے لگے۔ پھر نہر کے کنارے کنارے چل پڑے۔ کئی دنوں کے بعد ایک جگہ پہنچے۔ جہاں سیبوں کا باغ تھا اور ایک درخت کی ٹہنی نہر میں جھکی ہوئی تھی۔ خیال کیا کہ اسی جگہ سے سیب بہہ کر گیا ہے۔ آپ باغ میں گئے۔ باغ کے مالی سے پوچھا باباجی باغ کا مالک کون ہے۔ مالی نے بتایا۔ باغ کا مالک عبد اللہ صومعی ہے۔ اور بتایا کہ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ باباجی کے پاس چلے گئے اور جا کر سلام کیا۔ اور عرض کی حضور میں نے آپ کے باغ کا ایک سیب بغیر اجازت کے کھالیا ہے۔ آپ روتے روتے باباجی کے قدموں میں گر پڑے اور کہا باباجی مجھے معاف کر دیں۔ باغ کے مالک اللہ کے ولی حضرت عبد اللہ صومعی تھے۔ انہوں نے خیال کیا کہ ایسا نیک لڑکا پھر نہ ملے گا اور دل ہی دل میں بہت خوش ہوئے اور بولے اے لڑکے یہ معاف نہیں ہوگا۔ ایک میری شرط ہے۔ حضرت ابو صالح جو حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی کے والد تھے۔ نے کہا۔ باباجی فرمائیے۔ مالک نے کہا۔ میرے باغ کو سات سال تک پانی دے۔ پھر سوچوں گا کہ تجھے معاف کر دوں یا نہ کروں حضرت ابو صالح نے کہا باباجی مجھے منظور ہے۔ پھر انہوں نے باغ کا کام دن رات شروع کر دیا۔

میری بہنو!

سات سال تک باغ کو پانی دینا اور رکھوالی کرنا آسان کام نہ تھا۔ مگر

حضرت ابوصالح نے اس لیے کیا کہ میرا گناہ معاف ہو جائے اور میں اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچ جاؤں۔ آپ مسلسل باغ میں رکھوالی کرتے رہے ایک سال گزر گیا دو سال گزر گئے۔ یہاں تک کہ سات سال گزر گئے۔ تو عرض کیا کہ باباجی اب تو پوری مدت گزر گئی ہے۔ مجھے معاف فرمادیں۔ یہ سن کر باباجی نے کہا بیٹے میری ایک اور شرط ہے۔ اگر وہ پوری کر دی تو تجھے معافی ہو جائے گی۔ حضرت ابوصالح نے عرض کیا جلدی بتائیے وہ کیا شرط ہے۔ یہ سن کر باباجی نے کہا بیٹے میری ایک بیٹی ہے۔ جو سر سے گنچی ہے۔ آنکھوں سے اندھی ہے۔ کانوں سے بہری ہے۔ زبان سے گوئی ہے۔ ہاتھوں پیروں سے عاری ہے۔ ایسی بیٹی ہے تجھے شادی کرنا ہوگی۔ اگر یہ شرط قبول ہے تو معافی ہو سکتی ہے۔ اگر آج کل کا کوئی نوجوان ہوتا تو کہتا کہ گوشت کے لوتھڑے کو کیا کرنا ہے۔ میں نے ساری زندگی گزارنی ہے۔ حضرت ابوصالح نے یہ نہیں سوچا بلکہ انہوں نے کہا کہ خدا کے حضور شرمندہ ہونے سے بچ جاؤں گا۔ آپ نے یہ شرط بھی منظور کر لی اور شادی ہو گئی۔ جب آپ بیوی کے کمرے میں تشریف لے گئے اور دروازہ کھولا تو وہ حسین و جمیل عورت تھی۔ یہ دیکھ کر واپس آ گئے۔ اور ساری رات سردی میں باغ کے اندر گزار دی۔ تہجد کے وقت حضرت عبداللہ صومعی تشریف لائے اور فرمایا بیٹا ابوصالح تم باغ میں پھرتے ہو انھوں نے عرض کیا حضور آپ نے جو صفات میری بیوی میں بتائی تھیں۔ وہ اس عورت میں نہیں ہیں۔ وہ تو کوئی غیر عورت ہے۔ یہ سن کر باباجی مسکرائے اور فرمایا بیٹا اس کا بھید کھول دوں۔

بیٹا میں نے اپنی بیٹی کو اس لیے گنجی کہا تھا کہ اس نے کبھی اپنا سر نہ لگا نہیں کیا۔ اگر آج کل کسی عورت کو کہہ دیا جائے کہ بہن سر پر دوپٹہ لے لو تو کہتی ہے مجھ سے کوئی کام نہیں ہوتا۔ اگر آنا گوند نے لگتی ہے تو پہلے سر سے دوپٹہ اتار دیتی ہے۔ جھاڑو دینے لگتی ہے یا اور کوئی کام کرنے لگتی ہے تو دوپٹہ نہیں لیتی باپ اور بھائیوں کے سامنے سر ننگے پھرتی ہے۔ اور یہ بھی کہہ دیتی ہے یہاں کونسا کوئی ہے۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے لعنتیں کرتے رہتے ہیں کہ جب تک وہ عورت سر پہ دوپٹہ نہیں لیتی۔ اور آنکھوں سے اندھی اس لیے کہا تھا۔ جب سے جوان ہوئی تھی۔ اس نے کسی غیر مرد کو نہیں دیکھا۔ بہری ہے۔ اس لیے کہا تھا۔ کہ اس نے کسی غیر مرد کی آواز نہیں سنی۔ گوئی اس لیے کہا تھا۔ کہ اس کی زبان سے قرآن اور حدیث نکلا یا ذکر خدا نکلا۔ ہاتھوں پیروں سے عاری اس لیے کہا کہ اس نے کبھی اپنے گھر سے قدم باہر نہیں نکالا۔

میری بیٹی حافظ قرآن اور پاکیزہ صفات کی حامل ہے اور اے بیٹے جس دن تو آیا تھا۔ میں نے اسی دن سوچ لیا تھا کہ ایسی نیک لڑکی کیلئے تیرے سے زیادہ نیک لڑکا پھر نہ ملے گا۔ (عبدالرحمن)

میری بہنو!

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ماں حافظ قرآن تھی اور والد بھی حافظ قرآن تھے۔ دونوں تقویٰ والے تھے۔ جب والدین ایسے ہو گئے تو اولاد بھی شان والی ہی ہوتی ہے۔ اور پھر بیٹا بھی ولیوں کا ولی ہی ہوتا ہے۔

میری بہنوا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جس رات شہر میں پیدا ہوئے اسی رات جتنے بچے پیدا ہوئے سب کے سب ولی اللہ تھے۔ رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو چاند میں شک پیدا ہوا کہ شاید چاند نظر آیا یا نہیں۔ تو اس وقت ایک ولی اللہ نے فرمایا جا کر ابوصالح کے گھر بیٹے عبدالقادر کو دیکھو۔ اس نے سحری کے بعد دودھ پیا ہے تو روزہ نہیں اور اگر نہیں پیا تو روزہ ہے۔ لوگوں نے معلوم کیا تو آپکی اماں جان نے فرمایا میرے بیٹے نے سحری کے بعد سے دودھ نہیں پیا۔ اس لیے آج روزہ ہے۔

غوث اعظم متقی ہر آن میں
چھوڑا ماں کا دودھ بھی رمضان میں

میری بہنوا

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ چار سال چاہ ماہ چار یوں کے ہوئے تو والدہ نے قرآن مجید پڑھانے کیلئے ایک استاد صاحب کا انتخاب کیا۔ استاد صاحب نے آپ کو بسم اللہ پڑھائی۔ مگر آپ نے استاد صاحب کو پہلے ایک پارہ سنایا۔ پھر دوسرا..... پھر تیسرا..... اور الغرض سنا تے سنا تے پندرہ پارے زبانی سنا دیئے۔ استاد صاحب حیران ہو گئے کہ اسے تو ابھی شروع کرنا تھا۔ اس نے پندرہ پارے سنا دیئے۔ استاد صاحب نے پوچھا کہ بیٹا عبدالقادر جیلانی یہ پندرہ پارے کہاں سے حفظ کیے۔ آپ نے جواب دیا۔ استاد جی جب میں اپنی

ماں کے پیٹ کے اندر تھا۔ تو قرآن سنا کرتا تھا۔ یہ پندرہ پارے میں نے اپنی
ماں کے پیٹ میں حفظ کیے۔ (قصہ اراخضہ)

میری بہنو!

جب آپ لڑکپن میں کھیلنے کا ارادہ فرماتے۔ غیب سے آواز آتی۔ اے
عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہم نے تجھے کھیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا۔

میری بہنو!

ماں باپ کا اولاد پر بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ اگر ماں نیک ہوگی۔ تو اولاد بھی نیک ہو
تی ہے۔ اگر ماں نمازی ہو تو اولاد بھی نماز پڑھنے والی ہوتی ہے۔ اگر ماں میں اچھی
عادتیں ہوں تو اولاد بھی اچھی ہوتی ہے۔ ماں میں عادتیں اچھی نہ ہوں تو اس کا اثر
اولاد پر بھی پڑتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماں کی خدمت بھی کرتے
تھے اور دین کا علم بھی حاصل کرتے تھے ایک دن ماں نے فرمایا بیٹا میں چاہتی ہوں
کہ علم دین حاصل کرنے کے لیے بغداد جائے آپ نے عرض کیا ماں آپ کی
خدمت کون کرے گا تو ماں نے فرمایا چھوٹا بیٹا جو موجود ہے۔ اے عبدالقادر میں
تجھے دین کیلئے وقف کرتی ہوں اپنا حق معاف کرتی ہوں اب تو تیاری کر بغداد
جانے کیلئے ایک قافلہ تیار ہے۔ یہ چالیس دینار ہیں۔ جو میں نے تیری گدڑی میں
سی دیئے ہیں۔ جب ضرورت پڑے خرچ میں لے آنا اور ایک ضروری نصیحت یاد

رکھنا کہ بیٹے کوئی وقت ہو جھوٹ نہ بولنا۔

اس جہاں کی اچھی ماؤں کو سلام

جنتوں کی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام

اب میں تجھے قافلے کے ساتھ بغداد بھیج رہی ہوں۔ اللہ نے چاہا تو

قیامت کے دن ملاقات ہوگی یہ کہہ کر بیٹے کو تیار کیا اور اپنے سینے سے لگا کر آنسو بہا

کر روانہ کیا۔

جانبداری واری بیٹے تائیں تے گٹ کلیجے لایا

ہن اے چہرہ روز قیامت دیکھاں گی فرمایا

قافلہ روانہ ہو گیا مگر ماں کے آنسو خشک نہ ہوئے اس کے دونوں ہاتھ دعا

کے لیے اٹھے ہوئے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کی مدد فرما۔ میرے بیٹے کو عظیم

دین میں ممتاز کر دے۔

قافلہ جا رہا تھا کہ راستے میں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ایک ایک سے اس کا

مال لوٹنے لگے سب سے سامان لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

علیہ کے پاس بھی آیا اور تلاش لی تو کچھ نہ ملا وہ آپ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس

لے گیا اور کہا کہ یہ لڑکا کہتا ہے۔ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ مگر تلاش لی طے

نہیں۔ سردار نے کہا۔ لڑکے وہ چالیس دینار کہاں ہیں۔ آپ مجھے بتا دیا میری ماں

نے گدڑی میں سی رکھے ہیں۔ جب گدڑی کو کھول کے دیکھا تو دینار مل گے۔

اے میرے بیٹے جھوٹ ناں بولیں تے ماں میری فرمایا
 ایسے لئی میں دیا میرے کول ہے اے سرمایا
 سردار نے کہا اے لڑکے لوگ تو اپنا مال چھپاتے ہیں کہ بچ جائے مگر تونے
 ظاہر کر دیا ایسا کیوں کیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا جب میں گھر سے چلا تھا۔ تو میری
 ماں نے فرمایا تھا۔ اے میرے بیٹے جھوٹ نہ بولنا۔ اس لیے میں نے جھوٹ نہیں بولا
 یہ سن کر سردار سوچ میں پڑ گیا اور پھر بولا دیکھو یہ لڑکا اپنی ماں کا حکم مان رہا ہے اور ہم
 اپنے خالق و مالک کے نافرمان ہیں ہم ڈاکے ڈالتے ہیں۔ ہم کتنے بُرے ہیں۔ یہ
 کہہ کر سردار نے رونا شروع کر دیا اور بولا اے لڑکے کیا ہماری توبہ قبول ہو سکتی ہے
 آپ نے فرمایا کیوں نہیں تم اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں
 معاف فرمادے گا۔ اور راضی بھی ہو گا یہ سن کر سردار نے سچے دل سے توبہ کی۔ باقی
 ڈاکوؤں نے بھی دل کے ساتھ توبہ کی اور نیک ہو گئے۔
 جیسے قرآن فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا

میری بہنو!

ہمیں بھی سچ بولنا چاہیے۔ ہر حالت میں سچائی کا دامن نہ
 چھوڑیں۔ مسجد میں ایک اُستاد صاحب سے پڑھنے لگے۔ وہاں آپ نے قرآن و
 حدیث کا علم حاصل کیا شریعت و طریقت کے رموز و طریقے سیکھے۔ ایک وہ وقت
 بھی آیا کہ تمام اُستادوں نے کہہ دیا کہ اب اس کے پاس ہم سے بھی زیادہ علم آ گیا ہے

لوگ دور دور سے علم کی پیاس بجھانے چلے آتے تھے اور آپ ان کو سیراب کرتے جاتے تھے۔ ایک دن نماز ظہر کے بعد حضور تشریف لائے اور فرمایا بیٹا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تو لوگوں کو وعظ کیوں نہیں کرتا۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنا منہ کھول آپ نے منہ کھولا تو حضور نے سات مرتبہ آپ کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور دعا فرمائی۔ پھر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد حضرت علی تشریف لائے۔ انھوں نے بھی فرمایا۔ منہ کھولو۔ آپ نے منہ کھولا تو انھوں نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن منہ میں ڈالا اور دعا کی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد سے میرا وعظ کہنے کو دل چلنے لگا اور میں وعظ کہنے لگا۔ تو بے شمار لوگ سننے کو آئے۔ پھر تو آپ کئی زبانوں میں وعظ کہنے لگے۔ ہزاروں لوگوں کا مجمع ہوتا تھا۔ چالیس قطاریں ابدالوں اور ولیوں کی ہوا کرتی تھی۔

ایک دن آپ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا۔ اے ولیو..... اے ابدالو سنو.....

قَدْ مِیْ هِدِهْ عَلٰی رَقَبَةٍ کُلِّ وَ لَیَّ اللّٰهُ

یہ میرا قدم کل اولیاء کے کندھوں پر ہے۔ قَدْ مِیْ هِدِهْ عَلٰی رَقَبَةٍ کُلِّ وَ لَیَّ اللّٰهُ کے

کندھے پر میرا قدم نہ ہوگا وہ ولی نہیں ہو سکتا۔ یہ کہتا تھا کہ حاضر ولیوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور کہا آپ کا قدم ہمارے کندھوں پر ہے۔ ہم آپ کے مرید ہیں۔ غلام ہیں۔ جتنے روئے زمین پر اولیاء اللہ تھے۔ سب جھک گئے۔

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
 سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا
 گردنیں جھک گئیں سر جھگ گئے دل ٹوٹ گئے
 کشفِ ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

میری بہنو!

یہ مقام ہے حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ تمام اولیاء آپ کو
 سردار مانتے ہیں

آپ کا مقام یہ ہے کہ

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء

چوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم درمیانِ انبیاء

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامات بے شمار ہیں۔ آپ نے کئی
 مردوں کو زندہ فرمایا۔ بیماروں کو دعادی تو ان کو شفا ہوگئی۔ گمراہوں کو ہدایت یافتہ کر
 دیا بے دینوں کو دین کی دولت سے لبریز کر دیا۔ ایک بار مسلمان اور عیسائی میں
 مقابلہ شروع ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ نے مردے زندہ کئے ہیں مگر مسلمانوں کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا ہے کہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت غوثِ اعظم
 تشریف لے آئے آپ نے سن کر فرمایا اے عیسائی اگر عیسیٰ علیہ السلام نے مردے
 زندہ کئے ہیں تو میں بھی مردے زندہ کر سکتا ہوں اگر میں مردہ زندہ کر دوں تو ایمان
 لے آئے گا۔ عیسائی حیران ہو گیا اور بولا ہاں اگر آپ مردوں کو زندہ کر دیں تو

آپکے دین میں آجاؤں گا۔ آپ نے تمام لوگوں کو ساتھ لیا اور قبرستان آگئے۔ فرمایا اے عیسائی جس قبر کو اشارہ کرے اُسی کو زندہ کر دوں گا۔ عیسائی نے ایک پرانی قبر کی طرف اشارہ کر دیا کہ حضرت اسی قبر والے کو زندہ کر دو۔ آپ نے فرمایا۔

فَتَوَجَّهَ إِلَى الْقَبْرِ وَقَالَ قُمْ يَا ذَنَ اللّٰهُ

اللہ کے حکم سے اٹھ یہ کہنا تھا کہ قبر پھٹ گئی اور وہ مردہ اللہ کے حکم سے زندہ

ہو گیا اور اس نے آپ کو سلام کیا چند باتیں کہیں آپ نے دوبارہ فرمایا وہ مردہ ہو گیا

پھر اس کی قبر بنا دی گئی یہ دیکھ کر عیسائی مسلمان ہو گیا۔ (قصہ امر اخضاب)

عیسیٰ کے معجزوں نے مردے جلا دیئے ہیں

میرے آقا کے معجزوں نے عیسیٰ بنا دیئے ہیں

میری بہنوا

حضرت غوث اعظم کی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنی

دعا سے بیماروں کو صحت یاب فرمادیا۔ بغداد کا ایک امیر آدمی جس کا نام ابو غالب تھا

اس نے آپ کی دعوت کی۔ آپ اپنے مریدوں کے ہمراہ تشریف لے گئے اور

دعوت میں شامل ہوئے۔ آپ نے کھانا کھانے کے وقت فرمایا۔ اے ابو غالب تیرا

بیٹا کہاں ہے اُس نے کہا حضرت آپ کھانا تناول فرمائیں وہ ابھی آجائے گا۔ آپ

نے فرمایا۔ جب تک وہ نہیں آئے گا۔ میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ یہ سن کر ابو غالب

رونے لگا۔ حضرت نے پوچھا۔ کہ روتے کیوں ہو۔ تو ابو غالب نے عرض کیا کہ میرا

بیٹا مفلوج ہے۔ علاج بہت کروایا ہے۔ مگر آرام کہیں سے بھی نہیں آیا ہے۔ حضرت

غوثِ اعظم نے فرمایا چلو مجھے اپنا بیٹا دکھاؤ۔ جب اُس کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا فرمائی کہ اے باری تعالیٰ اس مریض کو شفا عطا فرما۔ یہ دُعا کرنے کے بعد آپ ^{مُحَمَّدٌ} کے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ ہاتھ کا پھرنا تھا کہ وہ لڑکا دیکھتے ہی دیکھتے فوراً صحت یاب ہو کر اُٹھ بیٹھا۔ آپ کو سلام کیا اور آپ نے اسے اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔

بیاراں دے لئی، نین شفا غوثِ اعظم
 اسیراں دے مُشکل کُشا غوثِ اعظم
 میں ٹھوکران کھانڈی چنگلی میں گلدی
 تیرے دَرِ دِی ہو کے گدا غوثِ اعظم

میری بہنو!

اللہ کے ولی جو ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے تقدیر کو بدل دیا کرتے ہیں۔ کیونکہ جو اللہ کا دوست ہوتا ہے۔ اللہ اُس کا دوست ہوتا ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے تو اس کی ہر بات سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ اُس وقت کان اس کے ہوتے ہیں۔ سنتا اللہ ہوتا ہے۔ آنکھیں اُس کی ہوتی ہیں۔ لیکن دیکھتا اللہ ہوتا ہے۔ زبان بندے کی ہوتی ہے۔ مگر اس کی زبان سے بولنا اللہ کا ہوتا ہے۔ ہاتھ بندے کے ہوتے ہیں۔ مگر کام اللہ کا ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت غوثِ اعظم ^{رحمۃ اللہ علیہ} دریاے فرات کے کنارے تسبیح کر رہے تھے کہ اچانک آپ نے دیکھا کہ ایک بڑھیا اپنا گھڑا بھر لیتی ہے۔ اور

پھر خالی کر لیتی ہے۔ آپ اس کے قریب تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ فرمایا۔ اماں گھڑا بھر لیتی ہو اور پھر خالی کر کے رونے لگتی ہو۔ اس کا کیا سبب ہے۔ وہ بولی آپ کون ہیں پوچھنے والے تو آپ نے فرمایا۔ میرا نام عبدالقادر جیلانی ﷺ بڑھیا نے کہا جس کو گیارہویں والا پیر کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں۔ اب وہ بڑھیا ادب سے کھڑی ہو گئی۔ حضور میرا بیٹا بارات لیکر گیا۔ جب شادی کر کے واپس آ رہا تھا تو دریا میں کشتی بھنور میں پھنس گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ڈوب گئی سارے باراتی دلہن اور دو لہا غرق ہو گئے۔ اسی دن سے میں ہر روز اس دریا پر آ کر روتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اماں کتنے سال ہو گئے ہیں۔ اس عورت نے عرض کیا یا حضرت بارہ سال بیت گئے مگر میرا دکھ بڑھتا جا رہا ہے اور یہ کہہ کر وہ رونے لگی آپ نے فرمایا اگر وہ سب باہر آجائیں تو میرے اللہ کا شکر ادا کرو گی۔ اُس نے کہا ایک شکر میں تو کروڑوں شکر ادا کروں گی۔

آپ نے فرمایا اماں ابھی قدرت خداوندی کا نظارہ کر۔ آپ ﷺ فرمایا اور نرم نرم ریت پر دو نفل ادا کیے۔ پھر سجدے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی۔ اے اللہ میں حقیر نکما انسان ہوں۔ تیرا بندہ تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کا ادنیٰ امتی ہوں۔ تیری بارگاہ میں آنسو بہا کے دعا کرتا ہوں کہ جیسے تو قیامت کے دن مردوں کو زندہ کریگا۔ آج ایسے ہی تمام باراتیوں کو زندہ فرمادے۔ یہ دعا آپ نے بار بار کی۔ ارشاد ہوا اے عبدالقادر تو ہمارا دوست ہے۔ ہم نے تیری دعا کو قبول کر لیا ہے۔ سر سجدے سے اٹھا اور ہماری قدرت کا نظارہ دیکھ۔ حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ دریا میں طوفانی لہریں اٹھ رہی ہیں۔ اس کے اندر سے کشتی آہستہ آہستہ ظاہر ہونے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ساری کشتی اور تمام باراتی زندہ سلامت واپس آگئے۔ مائی کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہ تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔ تمام باراتی اس بات پر حیران تھے کہ ہم کیسے زندہ ہو گئے۔ تمام گاؤں والے بھی آگئے۔ سب نے مل کر کہا..... ☆

پیر ہے ملیا خوب نرالہ
 ڈبیاں تائیاں تارن والا
 پیر میرے دے من والا
 رہندا غیں وگگیر ، ساڈا گیا رھویں والا پیر
 ساڈا گیا رھویں والا پیر

میری بہنو!

ایک غمگین نوجوان نے آ کر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فریاد کی حضور میں نے اپنے والد مرحوم کو رات خواب میں دیکھا وہ کہہ رہے تھے۔ بیٹا میں عذاب قبر میں مبتلا ہوں۔ تو بغداد میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر میرے لیے دعا کی درخواست کر۔ یہ سن کر سرکار بغداد نے اُس کے لیے استغفار کی اور فرمایا تیرے ابا جان کبھی میرے مدرسے سے گزرے تھے۔ اس نے کہا جی ہاں آپ خاموش ہو گئے۔ دوسرے روز وہ نوجوان دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا آج رات والد مرحوم بزرگوار زیب تن کئے خواب

میں تشریف لائے وہ بے حد خوش تھے کہہ رہے تھے۔ بیٹا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی دُعا کی برکت سے عذاب دور کر دیا گیا۔ یہ لباس ملا ہے۔

میرے پیارے بیٹے تو اُن کی خدمت میں رہا کر یہ سن کر آپ نے فرمایا جو میرے مدرسے کے پاس سے گزرے گا اُس کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔

مُریدی لَاحِظت کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوثِ اعظم کا
ہماری لاج کس کے ہاتھ ہے بغداد والے کے
مصیبت نال دینا کام کس کا غوثِ اعظم کا

میری بہنو!

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شریعت کے مطابق زندگی بسر فرماتے تھے کبھی بھی حضور ﷺ کی شریعت کی حد کو نہ توڑا۔ بلکہ ایک ایک قدم شریعت کی راہ میں اٹھایا ایک بار آپ جنگل میں سے گزر رہے تھے کہ آپ کو پیاس لگی کہ اتنے میں ایک بادل ظاہر ہوا اور پانی برس آنے لگا۔ آپ نے پانی پیا۔ پھر ایک نور ظاہر ہوا جس میں سے آواز آئی۔ اے حضرت عبدالقادر میں تیرا رب ہوں۔ جو دوسروں پر میں نے حرام کیا وہ تیرے اوپر ہلال کرتا ہوں جو دل چاہے کر جو دل چاہے لے کیونکہ تُو نے میری اتنی عبادت کی ہے۔ اب میں تم سے راضی ہو گیا ہوں۔ جب شیخ عبدالقادر جیلانی نے یہ سنا تو سوچنے لگے کہ یہ امر تو میرے رسول ﷺ پر نازل نہ

ہوا۔ یعنی نماز وغیرہ تو کر بلا والوں پر معاف نہ ہوئی۔ یہ میرا رب نماز معاف

کر رہا ہے۔ حرام کو ہلال کر رہا ہے یقیناً یہ شیطان کی چال ہے اور آپ نے فوراً

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

پڑھی۔ یہ سن کر وہ نور دھواں بن گیا اور اس میں سے آواز آئی اے عبدالقادر تو اپنے

علم کی وجہ سے بچ گیا ورنہ میں شیطان ہوں۔ میں نے اسی طرح سے ستر ولیوں کو

گمراہ کیا یہ سنا تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا لیکن میں اپنے علم کی وجہ سے

نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وجہ سے بچ گیا۔

میری بہنو!

نماز دین کا ستون ہے۔ یہ کبھی معاف نہیں۔ قیامت کے روز سب سے پہلے سوال

نماز کے بارے میں کیا جائے گا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی نے نماز سے روکنے والے

کو شیطان کہا ہے۔

میری بہنو!

کوئی موقع ہو۔ شادی بیاہ ہو۔ نماز نہ چھوڑنا۔ بلکہ اپنی ساتھی عورت کو نماز

کی تلقین کرو کہ بہنو نماز کا وقت ہو گیا پہلے نماز پڑھ لیں۔ پھر کوئی اور کام کریں گی۔

میری بہنو!

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ پندرہ سال تک میں نے پورا قرآن

پاک ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر ختم کیا۔ ذرا غور کریں کہ ہر رات کھڑے ہو کر پورا

قرآن پاک ختم کرنا کتنا بڑا مجاہدہ ہے۔

قرآن کی تلاوت کا جو معمول بناتے ہیں
سُننے کو فرشتے بھی افلاک سے آتے ہیں

میری بہنو!

ہمیں وقت ملتا ہے مگر ہم رات کو یا صبح کو بھی قرآن کی تلاوت نہیں کرتیں۔ ہمیں افسوس ہے ہمیں روزانہ ایک قرآن پاک نہیں تو دو سپارے یا ایک سپارہ ہی پڑھ لینا چاہیے۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت کرنی چاہئے۔ اس سے خداوند تعالیٰ محافظ ہو جاتا ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

میری بہنو!

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی تو شان ہے کہ آپ نے چالیس برس عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ اس کا مطلب ہے آپ ساری رات نوافل میں گزارتے تھے۔ قرآن کی تلاوت میں گزارتے تھے۔ توبہ استغفار میں گزارتے تھے با وضو رہتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ آدمی کو با وضو رہنا چاہیے۔ اگر یہ مشکل ہے۔ تو رات کو سونے سے قبل وضو کر کے بستر پر آنا چاہیے۔ با وضو سونے والے کی دو فرشتے رات بھر حفاظت کرتے ہیں۔ ☆

میری بہنو!

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کا تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ چونکہ بہت امیر تھے اس لیے ایک چور نے چاہا کہ رات کے وقت جا کر شیخ کا مال چوری کروں گا۔ تو بہت سا مال ہاتھ لگے گا۔ عشاء کی نماز کے بعد وہ چور آپ کے کمرے میں گھس گیا اور اس انتظار میں رہا کہ آپ کب سوتے ہیں مگر شیخ عبدالقادر جیلانی تو ساری ساری رات جاگ کر اپنے اللہ کی عبادت فرماتے تھے۔ وہ چھپ کر بیٹھا رہا آدمی رات کے وقت حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے۔ اس لیے کہ کسی کو قطب بنا دیں تاکہ وہ علاقے کا انتظام سنبھال سکے۔ آپ نے فرمایا اے خضر علیہ السلام صبح کے وقت کسی کو قطب بنا دیں گے۔ مگر حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اے شیخ ابھی ضرورت ہے۔ حضرت شیخ غوث اعظم نے نگاہ ولایت اور نگاہ غوثیت سے چور کی طرف دیکھا اور دیکھتے ہی قطب بنا دیا۔ فرمایا چور تو آیا چوری کرنے تھا مگر تیرے لیے قطبیت کی دعا کرتا ہوں۔ آیا چور تھا۔ واپس گیا تو قطب تھا۔

آیا چور تے قطب بنایا
نالے اونوں سینے لایا
اللہ پاک نے رکھیا مان
تے ریاں کون کرے
میرے غوث دی اچی شان
تے ریاں کون کرے

میری بہنوا

سرکارِ غوثِ اعظم جب روضہ رسول ﷺ پر تشریف لے گئے تو آپ پر رقت طاری تھی اور آپ زار و قطار رورہے تھے۔ مدینہ منورہ کے ادب کے خیال سے ننگے پاؤں حاضر ہوئے۔ مسجد نبوی میں ایک ایک ستون کے پاس نفل ادا فرمائے۔ چوتراہ بلال کی جانب متوجہ ہوئے تو بے اختیار ہو گئے۔

اور پھر جب حضور ﷺ کے روضہ کی جانب متوجہ ہوئے تو بے اختیار ہو گئے اور قدم رک گئے۔ آگے بڑھتے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ نہایت ادب کے ساتھ روضے کے قریب حاضر ہوئے۔ اور درود شریف کا ورد شروع کر دیا۔

پھر اچانک کہا السلام علیکم یا خاتم المرسلین تو حضور ﷺ نے اپنا پیارا نورانی نورانی دست اقدس نکالا اور فرمایا وعلیکم السلام یا امیر المسلمین۔ یہ سنا تو فوراً آپ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کا دست اقدس پکڑ لیا اور بوسے لینے لگے۔ یہ شان ہے میرے غوثِ اعظم کی۔

میری بہنوا

آپ ہر ماہ کی گیارھویں تاریخ کو صدقہ خیرات کیا کرتے تھے۔ سالوں اور غریبوں کی جھولیاں بھرا کرتے تھے۔ لنگر کا عام انتظام ہوتا تھا۔ ہر ایک کی حاجت پوری کی جاتی تھی۔ ملنے والے دور دور سے حاضر ہوتے تھے۔ آپ نے یہ تاریخ مقرر کی ہوئی تھی۔ اس لیے اُس علاقے میں آپ کا نام گیارھویں والا پیر ہی پڑ گیا اور یہی تاریخ آپ کے وصال شریف کی بھی ہے۔ آپ بیمار ہوئے تو فرمایا بیٹے

مجھے تنہا چھوڑ دو۔ آپ کے بیٹے فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ابا جان۔ یہ آپ وعلیکم السلام کس کو کہہ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا بیٹے نظر کر کے دیکھو۔ انبیاء اور اولیاء کی رو میں تشریف لا کر مجھے سلام کرتی ہیں اور میں ان کے سلام کے جواب دے رہا ہوں۔ آخر میں آپ نے کلمہ شریف کا ورد فرمانا شروع کر دیا اور فرمایا اب میں اپنے محبوب کے پاس جا رہا ہوں۔ جو سب سے اچھا محبوب ہے۔ جو میرا خالق مالک ہے۔ یہ کہا اور فرمانے لگے۔ خداوند کریم حضور ﷺ کے طفیل ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ آپ نے اکثر فرمایا کہ جو گیارہویں تاریخ کو مغرب کے بعد دو نفل ادا کرے گا۔ اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ بار قل ہو اللہ شریف پڑھے تو پھر سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور بغداد کی طرف گیارہ قدم چلے۔ پھر میرے ویسے سے دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائے گا اور اُس کی مشکل آسان ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ویسوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور دین اسلام پر استقامت عطا فرمائے۔

﴿لانذار﴾

میرا پیر لا ثانی
دوہترا رسول دا اے
علی پاک دا جانی
بغداد دا والی اے
ساریاں ولیاں وچوں
اوبدا رُتبہ عالی اے

﴿وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ﴾

تقریر نمبر ﴿11﴾

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالَّذِيْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ

اُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ 24

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمَ وَبَلَّغْنَا رَسُوْلَهُ النَّبِيَّ الْكَرِيْمَ ﷺ

سب مل کرو رو دو سلام جھوم جھوم کر پڑھیں

الضَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلَى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحد لا شریک ہے۔ جس کا کوئی ہمسرا اور

برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دنیا بنانے پر قادر ہے اور دنیا

برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان، بڑے بڑے فخر زور پائی

گرد نہیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے

گنہگاروں کے چہرے گل اٹھتے ہیں۔

اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکِ انسان سے نہیں ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔
 قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔
 کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔
 مگر ربِّ کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاجِ سلطانی کسی کو بھیکِ درِ در کی
 کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگِ مرمر کی
 وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
 اشارہ اُس کا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درو و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکارِ دو عالم رحمت جہاں،

سرکارِ مدینہ، نور کا گینہ، راحتِ قلب و سینہ، امام الانبیاء و امام المرسلین، شبِ اسریٰ
 کے دولہا، ساری کائنات کے رسولِ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ عالم پناہ میں
 کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسولِ اکرم ﷺ کہ جن کے

صدقے سے خداوندِ کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔ ﴿

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ

یہ ہے کہ اور وہ سچ لے کر آیا۔ اور جس نے تصدیق کی سب پر ہیزگار ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سچ کیا ہے۔ سچ کون لے کر آیا۔ اور تصدیق کس نے کی۔ قرآن مجید اور اسلام سچ ہے اور سچ کو مخلوق تک لے کر آنے والے ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ ہیں اور اس سچ کی جس نے سب سے پہلے تصدیق کی وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ رفیق رسول ہیں۔ کہ جن کا بچپن بھی شرک سے پاک رہا۔ نہ آپ نے شراب پی نہ جوا کھلیا۔ اور نہ ہی بتوں کو سجدہ کیا۔ ایک دفعہ آپ کے والد ابو قحافہ آپ کو بت خانے لے گئے۔ آپ نے کہا یہ کیا ہیں۔ کہا..... ہمارے خدا ہیں۔ آپ نے کہا۔ انھیں کس نے بنایا۔ باپ نے کہا ہم نے اسے خود ہاتھوں سے بنایا۔ آپ نے کہا۔ جن کو آپ نے اپنے ہاتھوں سے خود بنایا ہے۔ میں ان کو سجدہ نہیں کروں گا۔ یہ سن کر آپ کے باپ نے آپ کے منہ پر ایک تھپڑ رسید کیا۔ آپ روتے ہوئے گھر آئے۔ اماں نے سینے سے لگا کر پوچھا۔ بیٹے کس نے مارا ہے ابو قحافہ نے کہا۔ اس نے بتوں کو سجدہ نہیں کیا۔ میں نے اسے سزا دی ہے۔ اماں نے کہا۔ اسے آئندہ نہ مارنا۔ جس دن یہ پیدا ہوا تھا۔ میرے کانوں میں یہ آواز آئی تھی۔ کہ یہ بچہ نبی آخر الزماں کا پہلا صحابی ہوگا۔

جب آپ جوان ہوئے تو تجارت کرنے لگے۔ حضور ﷺ بھی تجارت کرتے تھے۔ اسی سبب سے آپ حضور کے دوست بن گئے۔ ایک بار آپ سفر سے واپس آرہے تھے۔ کہ راستے میں ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کو لیٹ گئے۔ اس درخت کی شاخ جھک گئی۔ اور اُس میں سے آواز آنے لگی۔ اے ابو بکر۔ غور

سے من۔ مکہ میں ایک رسول مبعوث ہو گئے ہیں۔ تو اس پر سب سے پہلے ایمان لائے گا۔ وہ رسول جن کا نام محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس آواز کے سننے کے بعد آپ بیدار ہوئے۔ اور مکے میں تشریف لائے۔

رات خواب میں دیکھا کہ آسمان سے سورج ان کی جھولی میں آ گیا۔ اور چاروں طرف نور ہی نور چھا گیا۔ صبح بیدار ہوتے ہی سیدھے حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا میں نے مکہ کے لوگوں سے سنا ہے کہ آپ نے رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے ابوبکر **ؓ**۔ میرے اللہ نے مجھے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ بلکہ میں تو رسولوں کا سردار ہوں اور یہ ایسی سچائی ہیں جس کو تسلیم کرنا ہی عقل مندی ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا۔ اے میرے دوست تسلی کیلئے کوئی ثبوت آپ نے فرمایا اے ابوبکر تیرا رات والا خواب میری رسالت کی دلیل ہے آسمان کا آفتاب میں ہوں۔ جو تیری ہدایت کیلئے بلکہ ساری کائنات کی ہدایت کیلئے روشن ہوا ہے۔ حضرت ابوبکر نے یہ سنا تو حضور کے سینے سے لگ گئے۔ اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ حضور نے فرمایا۔

أَنْتَ صِدِّيقٌ "فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ"

تو دنیا اور آخرت میں صدیق ہے

ایک مرتبہ خانہ کعبہ کے قریب لوگوں نے حضور ﷺ کو پکڑ رکھا تھا۔ اور گالیاں دے رہے تھے۔ ایک نے تو آپ کی گردن میں کپڑا ڈال رکھا تھا۔ اچانک حضرت ابوبکر وہاں آ گئے۔ اور بولے کم بختو۔ ایسے عظیم الشان شخص کو مارتے ہو۔

جو تمہیں کہتا ہے۔ شراب نہ پیو۔ اپنی دختروں کو زندہ درگور نہ کرو۔ جوا نہ کھلو۔ اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا نہ کرو۔ بلکہ ساری کائنات کے خالق و مالک کو سجدہ کرو یہ سن کر لوگوں نے حضور ﷺ کو تو چھوڑ دیا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق کو پکڑ لیا۔ اتنا مارا کہ آپ لہولہان ہو گئے پھر بھی آپ لوگوں کو تبلیغ فرماتے رہے۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ کو لوگ طرح طرح سے تکلیفیں دیتے۔ مگر حضرت ابو بکر صدیق آپ کے ہمراہ سائے کی طرح رہتے تھے۔ چونکہ آپ کا خاندان بہت دلیر تھا۔ اور آپ کے لوگوں پر بہت احسانات تھے۔ اس لیے لوگ آپ کی عزت بھی کرتے تھے۔ جب سرکارِ دو عالم ﷺ معراج سے واپس آئے اور آپ نے لوگوں سے کہا۔ میں رات مسجد اقصیٰ گیا۔ وہاں ردولوں کو جماعت کرائی۔ پھر میرا براق آسمانوں کی جانب گیا۔ میں سات آسمانوں کے اوپر عرشِ اعلیٰ پر گیا۔ پھر لامکاں پر میں نے جا کر اپنے اللہ کو دیکھا۔ میں نے پھر جنت کو دیکھا اور جہنم کو دیکھا۔ اور رات ہی رات میں واپس بھی آ گیا۔ جب یہ سب کچھ ابو جہل نے سنا۔ تو دوڑتا ہوا حضرت ابو بکر صدیق کے پاس آیا۔ اور بولا کیا یہ تو مان سکتا ہے کہ ایک آدمی رات ہی رات میں مسجد اقصیٰ گیا۔ پھر سات آسمانوں کی سیر کر کے واپس بھی آ گیا ہو۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا دل نہیں مانتا۔ ابو جہل نے کہا تیرا یار محمد ﷺ یہ بات کہتا ہے۔ جب یہ سنا تو حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا اگر یہ بات میرے پیارے رسول نے فرمائی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ سچ ہے یہ سچ ہے۔ یہ کہہ کر حضور کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے اٹھ کر آپ کو سینے

سے لگالیا۔ اور فرمایا ابھی حضرت جبرئیل آئے تھے۔ اور کہہ گئے ہیں۔

إِسْمُهُ فِي السَّمَاءِ صِدِّيقٌ

آسمانوں میں بھی اس کا نام صدیق ہے

☆☆☆☆☆

ابوبکر ساڈے سردار نے ریاں کون کرے

میرے آقا دے ہن یارتے ریاں کون کرے

ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکہ کے باہر تشریف لے گئے

وہاں دیکھا کہ امیہ بن خلف حضرت بلالؓ کو تپتی ریت پر لٹا کر کوڑے مار رہا تھا۔ اور

کہتا ہے کہ ایک خدا کا کلمہ چھوڑ دے مگر حضرت بلالؓ فرماتے ہیں۔

چاہے مجھ کو مار ڈالو جان سے

دل پھرے گا نہ کبھی رحمان سے

ہو گئی الفت مجھے قرآن سے

ایسے تو نہ میں ہوں ایمان سے

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

حضرت ابوبکر نے فرمایا اے امیہ بن خلف اتنا ظلم نہ ڈھا۔ اس غلام کو نہ

مارا اس نے کہا اگر اتنا ہی رحم آتا ہے۔ تو اسے خرید لے۔ آپ نے فرمایا بتا کیا لے

گا۔ کہنے لگا اس کے بدلے میں ایک غلام دے دے اور دو ہزار درہم بھی ساتھ

دے آپ نے فرمایا مجھے منظور ہے آپ نے حضرت بلالؓ کو خرید لیا اور ساتھ لے

حضور کی خدمت اقدس میں لے کر آئے سرکار دو عالم نے بلالؓ کو سینے سے لگا کر فرمایا اے بلالؓ تیرے ایمان پر آسمانوں کے فرشتے خوشیاں منا رہے ہیں حضرت ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ آپ گواہ ہو جائیے میں نے حضرت بلالؓ کو آزاد کر دیا حضرت بلالؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور حضور کے قدموں پر نثار ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ بلالؓ آپ کا خادم ہے اس کی جان مال آپ پر قربان ہو جائے گی۔

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا تو حضور ﷺ اُداس

اور پریشان رہتے تھے۔ ہر وقت حضرت خدیجہ کی یاد میں آنسو بہاتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں آپ پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہوں آپ میری بیٹی عائشہ سے نکاح فرمائیں حضور نے فرمایا اے ابو بکرؓ خدا نے عرش پر میرا نکاح عائشہ سے کر دیا ہے حضرت عائشہ کو خدا نے وہ شان دی ہے کہ آپ کے حجرے میں حضور دفن ہوئے اور آپ کی گود میں حضور آخری وقت جلوہ فرماتے۔ وہی حجرہ عرش بریں سے اعلیٰ بن گیا ہے۔

جب کفار مکہ نے حضور ﷺ اور آپ کے ماننے والوں کو بہت تنگ کرنا

شروع کیا تو خداوند تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ اے میرے رسولؐ آپ اپنے ساتھیوں کو حکم دیں کہ مکہ سے ہجرت کر جائیں۔ آپ نے تمام مسلمانوں کو مدینہ جانے کا اذن دے دیا آپ نے جس رات ہجرت کا ارادہ فرمایا اس رات کفار مکہ نے آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا رات کافی ہو چکی تھی۔ حضور کے مکان کو کفار مکہ کے سرداروں نے گھیر رکھا تھا۔ کہ آپ مکان سے باہر آئیں گے تو یکبارگی حملہ

کر کے شہید کر دیں گے۔ حضور نے حضرت علی کو اپنے بستر پہ لٹایا اور فرمایا اے علی۔ یہ میری چادر اوڑھ کر سو جا۔ صبح لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینے روانہ ہو جانا۔ انشاء اللہ یہ کفار تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ پھر آپ سورۃ یسین کی تلاوت کرتے ہوئے مکان سے نکلے۔

زبان پاک پر تو سورۃ یسین تھی جاری
اک مٹھی خاک حضرت نے تھی اُن کے منہ پر ماری
یکایک ہو گئے اندھے سبھی کفار مکہ کے
جلے منہ رہ گئے ناکام سب عیار مکہ کے

میرے رسول ﷺ نے ایک مٹھی خاک لے کر اُن پر پھینکی وہ سب آنکھیں ملنے لگے حضور وہاں سے سیدھے حضرت ابو بکر صدیق کے دروازے پر تشریف لائے اور دروازہ کو دستک دی۔ حضرت ابو بکر صدیق نے دروازہ کھول دیا حضور نے ارشاد فرمایا چلو اور دو اونٹنیاں پہلے ہی تیار تھیں۔ تقریباً دس ہزار درہم ساتھ لے لیے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنی بیٹی اسماء سے فرمایا۔ میرے باپ ابو قحافہ کو معلوم نہ ہو اور غار ثور میں کھانا پہنچا دینا اب دونوں منزل کی جانب جا رہے تھے حضرت ابو بکر کبھی حضور کے دائیں ہوتے ہیں کبھی بائیں ہوتے ہیں کبھی آگے ہوتے ہیں کبھی پیچھے ہوتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم نے ارشاد فرمایا اے صدیق کیا بات ہے ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے ساری کائنات سے عزیز ہیں۔ میں آپ کے چاروں طرف اس لیے پھرتا ہوں کہ دشمن اگر وار کرے تو آپ کو کوئی

تکلیف نہ ہو ابوبکر سینے پہ وار کرنے لے۔ حضور مسکرائے اتنے میں پیچھے سے ایک آدمی گھوڑے پر سوار نظر آتا ہے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ کفار آگئے حضور نے فرمایا۔

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا

اے ابوبکر صدیق غم نہ کر۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

جب وہ کافر قریب آیا حضور نے ارشاد فرمایا اے زمین اسے پکڑ لے۔ زمین نے اُسے اور اُس کے گھوڑے کو پکڑ لیا وہ زمین میں دھنسنے لگا وہ بولا آپ رحم فرمائیں مجھے معاف فرمادیں۔ میں آپ کے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ رحمت عالم نے اُسے معاف فرمادیا اب ثور کا پہاڑ سامنے تھا۔ حضور سے ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں۔ ہم نے غارتگ جانا ہے۔ آپ کہیں تھک نہ جائیں۔ کہیں آپ کے پاؤں میں پتھر نہ چھب جائیں۔

محمد ﷺ پر فدا صدیق اکبر
وفا کی انتہا صدیق اکبر

حضور ﷺ کو کندھوں پہ سوار کر لیا۔ غارتگر کی چڑھائی تقریباً ڈھائی میل سے زیادہ ہے۔ قربان جائیں اُس جاں نثار صحابی کے جو حضور کو کندھوں پہ سوار کر کے غارتگر کی طرف لے جا رہا تھا **لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا**

اب غارتگر کے منہ تک دونوں پہنچے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ آپ غارتگر سے باہر تشریف رکھیں۔ میں غارتگر کو صاف کر دوں۔ اور غارتگر

سوراخوں کو کپڑے پھاڑ کے بند کیا ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ اُس پر آپ نے اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی اور عرض کیا یا رسول اللہ تشریف لے آئیے۔ اللہ کے پیارے حبیب غار کے اندر تشریف لے آئے۔ حضرت ابو بکر نے اپنی گود میں سرکار کا سر اقدس رکھا اور عرض کیا حضور آپ آرام فرمائیں۔ میں جاگتا رہتا ہوں۔ کچھ وقت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے محسوس کیا کہ آپ کی ایڑی کے نیچے ایک سانپ ہے اور باہر نکلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ آپ نے ایڑی کو نہ ہٹایا کہ کہیں یہ رسول اکرم کو نقصان نہ پہنچائے اب اُس سانپ نے ایڑی پر ڈنگ مارا آپ کا پاؤں نیلا ہو گیا۔ اور زہر کا اثر شروع ہو گیا۔ درد سے حضرت ابو بکر صدیق کے آنسو بہہ نکلے تو عشق نے کہا۔ ابو بکر گھبرا نہیں۔

دُکھ تیرے پاؤں میں ہے	تو سناکھ تیری جھولی میں ہے
زحمت تیرے پاؤں میں ہے	تو رحمت تیری جھولی میں ہے
دُشمن تیرے پاؤں میں ہے	تو دوست تیری جھولی میں ہے
رقیب تیرے پاؤں میں ہے	تو حبیب تیری جھولی میں ہے
سانپ کالا تیرے پاؤں میں ہے	تو کلمی والا تیری جھولی میں ہے

حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے ایڑی نہیں اٹھائی مگر آنسو جاری ہو گئے۔ اور حضور ﷺ کے چہرہ انور پر آنسوؤں کے قطرے گرے۔ سرکار کی آنکھ کھلی فرمایا ابو بکر صدیق کیوں کیا ہو عرض کیا یا رسول اللہ سوراخ پر ایڑی ہے۔ ایڑی کے نیچے سانپ ہے۔ وہ ڈنگ مار رہا ہے۔ زہر چڑھتا جا رہا ہے۔ حضور نے فرمایا ابو بکر

ایڑی اٹھا دے۔ سانپ کو آنے دے ایڑی اٹھائی تو سانپ باہر آیا اور اُس نے حضور سے معافی مانگی۔ کہنے لگا مجھے پتا لگا تھا کہ آپ اس غار میں تشریف لائیں گے میں کئی سال سے اسی انتظار میں تھا اب آپ کا دیدار کرنے کی باری آئی تو ایڑی رکاوٹ تھی اب سوائے ڈنگ مارنے کے کیا کر سکتا تھا۔ سرکار نے فرمایا جاتیرا کام ہو گیا تو میرا صحابی بن گیا۔ سانپ چلا گیا آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کی ایڑی پر اپنا لعاب دہن لگا یا تو زہر زائل ہو گیا۔

بعد نبیاں دے ہے شان صدیق دا
دیکھو رتبہ محمد دے دلدار دا
جانی اثنین قرآن وچہ آگیا
ڈٹھا ایثار جد غار دے یار دا
مرتبے سوہنا صدیق پاؤندا رہیا
موڈھیاں اُتے سوہنے توں چاؤندا رہیا
ڈنگ کھاندا رہیا صدقے جاندا رہیا
چہرہ دیندا رہیا ماہ انوار دا

مدینے میں حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے۔ اسی لیے حضور نے فرمایا

میرے دو وزیر زمین پر ہیں اور دو وزیر آسمان پر ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ کون کون وزیر ہیں سرکار نے فرمایا۔ آسمان پر میرے وزیر حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل۔ زمین پر ابو بکر صدیق اور عمر فاروق میرے وزیر ہیں۔

ایک بار حضرت رسول اکرم حضرت عائشہ کے حجرے میں تھے۔ رات اندھیری تھی۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر بھی کسی کی نیکیاں ہیں۔ حضور نے فرمایا ہاں میرے عمر فاروق کی ستاروں کی تعداد کے برابر نیکیاں ہیں۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ غمگین ہو گئیں۔ اور کہا یا رسول اللہ میرے اباجی ابو بکر صدیق کی نیکیاں کتنی ہیں۔ فرمایا ستاروں کی تعداد کے برابر نیکیاں تیرے باپ کی غار والی ایک نیکی سے بھی کم ہیں۔

تیرے والد کا رتبہ گھساروں سے فزوں تر ہے

وہ نیکی غار والی سب ستاروں سے فزوں تر ہے

ایک مرتبہ حضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ تمام صحابہ کرام

حاضر خدمت تھے۔ اور پیارے رسول کی پیاری پیاری باتیں بھی سن رہے تھے۔ اور سوہنی سوہنی صورت کے جلوے بھی دیکھ رہے تھے۔ اور سرکارِ دو عالم نے فرمایا اے صحابہ بتاؤ آج کس نے روزہ رکھا ہے سب خاموش رہے۔ حضرت ابو بکر کھڑے ہو گئے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آج روزہ رکھا ہے۔ حضور نے فرمایا ابو بکر بیٹھ جا۔ پھر سرکارِ دو عالم نے فرمایا کون ہے جس نے کسی بیمار کی عیادت کی ہے۔ کوئی صحابی نہ بولا۔ پھر حضرت ابو بکر کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ میں ایک بیمار کی عیادت کر کے آیا ہوں۔

سرکارِ دو عالم نے فرمایا کون ہے جو کسی کا جنازہ پڑھ کر آیا ہے۔ کوئی صحابی

نہ بولا پھر حضرت ابو بکر کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آج جنازہ بھی پڑھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کون ہے جس نے آج یتیم کو کھانا کھلایا ہو سب صحابی خاموش رہے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک یتیم کو کھانا کھلایا ہے۔ سرکارِ دو عالم کھڑے ہو گئے اور حضرت ابو بکر صدیق کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا۔ اے میرے صحابہ جس میں یہ صفات پیدا ہو جائیں اس کے جنتی ہونے میں کوئی شک نہیں (سبحان اللہ)

دیکھو صدیق اکبر دی زالی شان ہے واہ واہ

خدا دا ہے پیارا اونہی دی جان ہے واہ واہ

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک جنگ پر جانا ہے اس لیے

تمام لوگ خدا کی راہ میں دل کھول کر خرچ کریں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو

تمام صحابی گھروں کو چلے گئے حضرت عمر فاروق نے سوچا ہر مرتبہ حضرت

ابو بکر صدیق ہم سے آگے بڑھ جاتے ہیں اس مرتبہ میں زیادہ صدقہ دوں گا۔ گھر

گئے اور گھر کا تمام سامان اکٹھا کیا۔ آدھا چھوڑ آئے۔ اور آدھا سامان لے کر حضور

کی بارگاہ عالم پناہ میں حاضر ہو گئے۔ حضور نے پوچھا اے عمر کیا لے کر آئے ہو۔

حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ گھر کا آدھا سامان آپ کے قدموں پر نثار کر دیا

ہے۔ سرکارِ دو عالم بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے عمر جنت واجب ہو گئی۔

اتنے میں یا رغار حضرت ابو بکر صدیق بھی حاضر خدمت ہو گئے سرکار
 دو عالم نے ارشاد فرمایا اے صدیق کیا لے کر آئے ہو۔ اور گھر میں کیا چھوڑ کر آئے
 ہو۔ حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ گھر کا سارا سامان لے کر حاضر ہو
 گیا ہوں..... **بذی** گھر میں صرف اللہ اور اُس کا پیارا رسول ﷺ ہے

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

صدقہ دیو نبی فرمایا

پیارے صدیق نے عمل فرمایا

گھر دا کل سامان لیا

سینے نال رسول لگایا

کیتی پیش مثل ایثار

تے ریاں کون کرے

ابو بکر ساڈے سردار

تے ریاں کون کرے

میرے آقا دے دہن یار

تے ریاں کون کرے

ابو بکر ساڈے سردار

تے ریاں کون کرے

میری بہنوا!

رسول خدا کے صحابہ خدا کی راہ میں سب کچھ قربان کر دیتے تھے۔ اس لیے کہ وہ کنجوسی کو برا سمجھتے تھے۔ سخاوت دل کھول کر کرتے تھے۔ خود سرکار دعو عالم کا ارشاد ہے

الْبَخِيلُ بَعِيدٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَمِنَ النَّاسِ
کنجوس جنت اور لوگوں سے دُور ہے

دوسرے مقام پر حضور نے ارشاد فرمایا

وَاللَّهِ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَخِيلٌ

اللہ تعالیٰ کی قسم کنجوس جنت میں داخل نہ ہوگا

مجھے ایک منافق کنجوس کی بات یاد آگئی ہے جس نے اپنی بیوی سے کہا کوئی بھی سائل آئے۔ خبردار اگر تو نے کچھ دیا۔ تو ایک سائل اس نیک عورت کے دروازے پر آیا اور صدا لگائی۔ میں بھوکا ہوں۔ ہے کوئی مجھے کھانا کھلانے والا اللہ کے نام پر۔ مجھے کھانا کھلاؤ

اس عورت نے یہ سنا تو دروازہ کھول کر اس سائل کو تین روٹیاں دے دیں اور کہا انھیں کھالے۔ اتنے میں اس عورت کا خاندان آگیا اس نے کہا۔ میں نے تجھے منع کیا تھا کہ سائل کو کچھ نہیں دینا مگر تو نے عمل نہ کیا۔ اب میں تجھے طلاق تو نہیں بلکہ زندہ جلا دوں گا۔ اس ظالم اور کنجوس شخص نے تور گرم کیا۔ جب آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ اس نے بیوی سے کہا۔ اب تجھے میں اٹھا کر اس تور میں پھینک دوں گا۔

عورت نے کہا میں اپنے خدا سے ملنے والی ہوں۔ اس لیے میں اچھے کپڑے پہنوں گی۔ پورا زیور پہنوں گی۔ پھر تنور میں چھلانگ لگاؤں گی۔ عورت نے قیمتی کپڑے پہنے اور زیور پہنا۔ پھر خود ہی خدا کا نام لے کر تندور میں ٹو دو گئی۔ اس ظالم انسان نے تندور کے منہ پر گھڑا رکھ دیا۔ عورت کے کانوں میں غیب سے آواز آئی۔ اے میری بندی جو میرے پیارے ہیں۔ جو میرے لیے جان کی بازی لگاتے ہیں۔ جو میرے لیے بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں انھیں آگ نہیں جلاتی۔ تین دن کے بعد جب گھڑا اٹھایا تو تندور کی آگ کے شعلے ہیرے پھول اور موتی بن چکے تھے۔ اس کے بعد اس شخص نے کنجوسی سے توبہ کر لی۔

جلائے آگ نہ اُن کو خدا کے جو پیارے ہیں
ہمیں جو یاد رکھتے ہیں وہی بندے ہمارے ہیں

میری بہنو!

یہ ختم شریف میلاد شریف کی محفلیں بھی ایسی ہی ہیں۔ خدا کو پسند ہیں کہ ان میں ذکر خدا ہوتا ہے۔ ذکر مصطفیٰ ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے۔ اور بہنوں کو دعوت وغیرہ کھلائی جاتی ہے۔ کیونکہ مہمان کی خدمت کرنے کا بھی حکم آیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے مہمان نوازی کی تلقین کی ہے۔

میری بہنو!

حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں حضور نے ارشاد فرمایا اے ابو بکر قیامت کے روز جب سب لوگ گرمی کی وجہ سے پیاسے ہوں گے۔ تو حوض کوثر پر

میرے ساتھ ہوگا۔ اور میرے اُمتیوں کو پیالے بھر بھر کر دے گا۔ فرمایا۔

يَا صِدِّيقُ اَنْتَ رَفِيقِي عَلَيَّ حَوْضِي

اے صدیق تو میرے حوض پر میرا ساتھی ہوگا

حضور ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ اَبِيْ بَكْرٍ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ ذَرَجَةً وَّ اِحَدَةً

اے اللہ ابو بکر کو جنت میں میرے ساتھ ایک ہی درجے میں رکھنا

مسجد نبوی میں حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق تشریف فرما تھے۔

کہ اذان کا وقت ہو گیا۔ حضرت بلالؓ نے اذان شروع کی جب حضرت بلالؓ نے

اشہدان محمد رسول اللہ کہا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے دونوں

انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا اور کہا

قُرْآنًا عَجَبِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

کہ یا رسول اللہ آپ کا نام میری آنکھوں کی شہنشاہ ہے۔

جب اذان ختم ہوئی تو حضور نے پوچھا یا صدیق یہ تو نے کیا نیا عمل کیا۔ حضرت ابو بکر

نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کا نام مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔ اس لیے میں نے

محبت سے چوم لیا یہ سن کر حضور نے ارشاد فرمایا اے صدیق سن لو یہ عمل مجھے بہت

پسند آیا ہے جو بھی اذان میں میرا نام سن کر چومے اور دو درود شریف پڑھے گا تو

قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور جنت کی طرف لے کر جاؤں گا۔

میری بہنوا

ہمیں بھی چاہیے کہ جب اذان میں حضور کا اسم مبارک آئے تو انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں کو لگائیں۔ اور دورد شریف پڑھیں تاکہ قیامت کے دن حضور کی شفاعت نصیب ہو۔ **لَا نَشْرُكَ لِّلّٰہِ**

حضرت ابو بکر صدیق کو حضور سے بے حد عشق تھا۔ اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا۔ اے ابو بکر یہ انگوٹھی لے جا۔ اور اس پر لکھو اے لاؤ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ**

حضرت ابو بکر سار کے پاس گئے اور خیال یہ کیا کہ اللہ کا نام محمد کے نام سے جدا نہیں ہونا چاہیے۔ سار سے کہا اس انگوٹھی پر لکھ دے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

جب سار سے انگوٹھی لے کر حضرت ابو بکر صدیق آئے۔ تو حضور نے انگوٹھی کو دیکھا فرمایا اے ابو بکر صدیق یہ کیا لکھو لائے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ سے جدا کروں۔ اس لئے پورا کلمہ ہی لکھوایا ہے۔ حضور نے پوچھا تو نے اپنا نام بھی لکھوایا۔ حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے تو نہیں لکھوایا۔ اتنے میں حضرت جبریل آئے اور کہا خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابو بکر اللہ سے رسول کو جدا کرنا پسند نہیں کرتا اس لیے اللہ تعالیٰ رسول سے صدیق کو جدا کرنا پسند نہیں کرتا۔

دیکھو صدیق اکبر دی نرالی شان ہے واہ واہ

خدا دا اے پیارا اونبی دی جان ہے واہ واہ

جب حضور بیمار ہوئے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ یا عائشہ صدیقہ

مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ

اے عائشہ صدیقہ ابو بکر سے کہو! لوگوں کو نماز پڑھائیں

یہ ایک قسم کا اشارہ تھا۔ کہ آپ کو حضور ﷺ نے پہلا خلیفہ بنا دیا ہے۔ حضور کی

طبیعت بہت زیادہ خراب تھی۔ بخارات تیز تھا۔ کہ دور سے گرمی محسوس ہوتی تھی۔

حضرت عزرائیل حاضر خدمت ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ خداوند تعالیٰ آپ کا

مشاق ہے۔ حضور نے فرمایا اے عزرائیل دوست کو دوست سے ملا دے۔ حضور کا

وصال ہوا مدینہ میں قیامت برپا ہو گئی۔ ہر طرف سے رونے کی آوازیں آرہی تھی۔

حضرت ابو بکر صدیق مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا۔ لوگو اللہ کے رسول وصال کر

گئے مگر یہ اُن کی ہم سے جدائی ظاہری ہے۔ باطن میں وہ زندہ ہیں اور زندہ رہیں

گے۔ ان کا چلے جانا بھی ہمارے لیے رحمت ہے۔ آؤ تمام مل کر اُن پر درود و سلام

پیش کریں۔

تُو زَندہ ہے وَاللّٰهُ تُو زَندہ ہے وَاللّٰهُ

میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

چمکِ تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

سرکارِ دو عالم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ رسول بنائے گئے۔ آپ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو..... اگر میں اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانوں۔ تو میرا حکم ماننا۔ اگر نہ مانوں تو تم پر میرا حکم ماننا ضروری نہیں۔ ایک بوڑھی نے کہا اے ابو بکر تو میری بکریوں کا دودھ نکالا کرتا تھا۔ اب تو خلیفہ بن گیا ہے۔ اب میری بکریوں کا دودھ کون نکالے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔ فرمایا اے اماں تیری بکریوں کا دودھ اب بھی میں ہی نکالا کروں گا۔ مومنوں کا امیر تو ان کا خادم ہوتا ہے۔

آپ نے اپنے دورِ خلافت میں عدل و انصاف قائم فرمایا غریبوں اور مسکینوں یتیموں کی دل جوئی فرمائی۔ نبوت کے جھوٹے دعویدار مسلمہ کذاب سے جنگ کی اور اُسے فی الثأر کیا۔ وہ لوگ جو زکوٰۃ دینے کیلئے انکاری ہو گئے تھے۔ اُن سے زکوٰۃ وصول کی۔ آپ کا دورِ خلافت سنہ اولیٰ ہے۔ ایک مرتبہ آپ کی بیوی نے تھوڑا سا آٹے کا حلوا بنایا آپ نے پوچھا روٹی کے علاوہ یہ حلوا کہاں سے بن گیا؟ بیوی نے کہا بیت المال سے جو صبح و شام آتا آتا ہے۔ میں ایک لپ بچا کر رکھ لیتی ہوں۔ اس کا حلوا بن گیا۔ قربان جائیے۔ حضرت ابو بکر صدیق فوراً اُٹھے اور بیت المال کے انچارج سے کہا ایک لپ آنا کم کر دو۔ میرا گزارہ ہو جائے گا۔ لیکن مدینے کا کوئی یتیم نہ رہ جائے۔ جب آپ کا آخری وقت آیا آپ نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کو حضور کے روضے کے سامنے لے جا کر رکھ دینا اور کہنا یا رسول اللہ آپ کا یا غار آیا ہے اگر اجازت دیں تو حضور کے قدموں میں دفن کر دینا۔ ورنہ

جنت البقیع میں لے جانا۔

آپ کی عمر شریف 63 سال اور پیر کا دن تھا۔ جب وصال ہوا مدینے کا ہر جوان بوڑھا بچہ اور عورتیں بلک بلک کر رو رہی تھی کہ آج ہمارے رسول کا یار غار ہم سے جدا ہو گیا۔ جب آپ کا جنازہ اٹھا کر حضور کے روضے کے سامنے رکھا اور حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا یار غار آیا ہے۔ حضور کے روضے کا دروازہ کھل گیا۔ اور آواز آئی۔

اَدْخُلُو الْحَبِیْبَ اِلَى الْحَبِیْبِ

یار کو یار کے قریب کرو

حجرے میں داخل میرا حبیب کرو

یہ میرا صدیق ہے غار کا ساتھی

اس کو لاؤ بنے مزار کا ساتھی

پھر آپ کو حضور کے قدموں میں دفن کر دیا۔ یہ وہ مقام ہے جس کے بارے میں

فرمایا۔ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ

کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کی کیاری ہے

کیا مقدر ہیں صدیق و فاروق کے

جن کا گھر رحمتوں کے خزینے میں ہے

ایسی خوشبو کہاں ہے کسی پھول میں

جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

حُبِّ اَحْمَدِ اَزَلْ هِيَ سَيِّنِي فِي سَبِيحِ
مِيں يِهَاں هُوں مِيْرَادِلْ مَدِيْنِي مِيں هِي

شان ابوبکر صدیق تو دیکھو کہ

بَدْرُ اَحَدٍ وَّجْهٌ يَارِ دَعَا سَاَتْحِي
خَنْدَقِ تَبَوَّكُتِي غَارِ دَعَا سَاَتْحِي
نَالِي هِيْنَ مَزَارِ دَعَا سَاَتْحِي
يَارِ نِيْضِ وَّجْهُوْثِيَا يَارِ تِي رِيَايَا كُوْنِ كَرِي
اَبُو بَكْرٍ سَاَوْدِي سَرْدَارِ تِي رِيَايَا كُوْنِ كَرِي
مِيْرِي اَقَادِي دَعَا هِيْنَ يَارِ تِي رِيَايَا كُوْنِ كَرِي

اٰخِرِ مِيں دُعَا كَرْتِي هُوں

كِهْ خُدَاوَنَدِ تَعَالٰى اِيْسِي پَاكِيْزِهْ اُوْر نُوْرَانِي لُوْغُوْنِ كِهْ صَدَقْتِي هَمَارِي بَخْشِشِ كَرِي۔

هَمَارِي گَنَاهِ مَعَاْفِ كَرِي۔

هَمَارِي دَلِي مَرَادِيں پُوْرِي كَرِي

اُوْر اِيْمَانِ پَر خَاتَمِهْ كَرِي

مِي لَانْتِ زِلَّةِ

اَبْ اَبْ سَبْ خَوَاتِيْنِ صَلَوٰةِ وَسَلَامِ كِهْ لِيْئِي بَا اَدْبِ كَهْرِي هُو جَانِيں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

تقریر نمبر ﴿12﴾

معراجِ النَّبِیِّ ﷺ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ○ اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى

الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ السَّمَاءِ ○ ه

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمِ وَبَلَّغَنَا رَسُولُهُ النَّبِيَّ الْكَرِيمِ ﷺ

سبب بہنیں جہوم جہوم کر درود و سلام پڑھیں

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

سب تعریفیں خداوند کریم کے لئے ہیں کہ جس کی ذات واحدہ لاشریک

ہے۔ عرش والوں میں، فرش والوں میں، رسولوں میں، نبیوں میں، بلکہ ساری

کائنات میں، اُس کا کوئی شریک نہیں۔ جس نے اُس کا شریک بننے کی کوشش کی۔ وہ

ذلیل ہوا۔ تباہ و برباد ہوا۔ اُس کا نام و نشان مٹ گیا۔ ساری کائنات کا پالنے والا

ہے۔ جس کو چاہے عزت دے۔ جس کو چاہے ذلت دے۔ اُس کے دربار میں کوئی
سر اٹھا کر نہیں چل سکتا۔ جو چلا..... وہ گر گیا

اور جو اُس کے آگے سر جھکا دیتا ہے۔ وہ اُسے سر بلند کر دیتا ہے
اُس کی نعمتوں کی حد نہیں ہے۔ اگر ہم اس کی نعمتوں کے بدلے میں تمام عمر اپنا سر
سجدے میں بھی رکھیں۔ پھر بھی اس کا شکر ادا نہ ہو سکے گا۔

تو ہے کار ساز میرے خدا تیری شان جَلَّ جَلَالَهُ

تو ہے دو جہاں کا آسرا تیری شان جَلَّ جَلَالَهُ

تیری تازگی ہے چمن چمن تیری روشنی ہے زَمَن زَمَن

تو فضا فضا تو صبا صبا تیری شان جَلَّ جَلَالَهُ

تیری دلبری ہے اَفق اَفق تیری دل کشی ہے شفق شفق

تو نظر نظر تو لکا لکا تیری شان جَلَّ جَلَالَهُ

تو ہے پھول پھول کے رنگ میں تو ہے برگ و برگ کی اُمنگ میں

ہے تمام جلوہ دل کشاہ تیری شان جَلَّ جَلَالَهُ

درو و سلام کا ہدیہ دربار رسالت مآب حضرت محمد ﷺ میں کہ جن کا نام

لیتے ہی روح اور دل کو سکون ملتا ہے۔ جن کی ہر ادا عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ جن کی

ذات خدا کے بعد سب سے اعلیٰ ہے جن کی نعت پڑھنا سنت خدا ہے۔



عجیب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
 کہ سب جنتیں ہیں غارِ مدینہ
 میں آنکھوں میں سرمہ سمجھ کے لگاؤں
 جو مل جائے مجھ کو غبارِ مدینہ
 لگے گا نہ دل میرا خلدِ بریں میں
 نظر میں ہے نقش و نگارِ مدینہ
 میری دل و جاں اُن نگاہوں کے صدقے
 ہے دیکھا جنہوں نے دیارِ مدینہ
 بہشت بریں بھی تصدق ہے اُن پر
 زہے عزت و افتخارِ مدینہ
 میری خاک یارب نہ برباد جائے
 پس مرگ کر دے غبارِ مدینہ
 ہمیں کچھ ہوس نہیں مال و زر کی
 کہ ہم ہیں گدائے دیارِ مدینہ
 بلا لو مدینے میں اب شاہِ مجھ کو
 کروں کب تک انتظارِ مدینہ
 ادھر بھی کرم ہو مدینے کے والی
 دکھا دو مجھے بھی بہارِ مدینہ

میری بہنو!

میں نے جو قرآن پاک کی آیت تلاوت کی ہے اُس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کی معراج کا تذکرہ فرمایا ہے۔ خداوند کریم فرماتا ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے پیارے بندے کو رات کے کچھ حصے میں سیر کرائی اور حدیث میں اس سیر کو معراج کا نام دیا گیا ہے۔

رجب کی ستائیسویں رات پیارے رسول اکرم ﷺ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک گئے پھر لامکان تک تشریف لے گئے اور معراج کا وہ مقام حاصل کیا جو کسی رسول اور نبی کو نہ ملا۔

میری بہنو!

کسی کو سیر کرانی ہو تو کوئی وجہ بیان کی جاتی ہے۔ کسی کا دل اداس ہو تو سیر کروائی جاتی ہے۔ حضور ﷺ کو سیر کرانے کی بھی کئی وجوہات ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے کسی کو فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ کسی کی آگ کو گلزار کیا۔ کسی کی گردن پہ چھری نہ چلنے دی۔ کسی کو حسن و جمال دیا۔ کسی کو صاحب کمال کیا۔ کسی کو کلیم اللہ بنایا۔ کسی کو عیسیٰ روح اللہ بنایا۔ کسی کو حکومت سلیمانی دی۔ کسی کو اپنے کلام سے نوازا۔ الغرض جب اپنے حبیب کی باری آئی تو فرمایا تیرا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔ اس لیے تجھے عرشوں کے اوپر لامکان پہ بلا کر اپنا دیدار کراؤں گا تاکہ کائنات میں تیرا مقام ظاہر ہو جائے۔

پہلے رسولوں نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ ہے عرش ہے اور لوح و قلم ہے۔ فرشتے اور حواریں ہیں۔ جنت اور جہنم ہے۔ ساتوں آسمان ہیں۔ کوثر اور سلیمان ہے۔ سب نے سن کر بتایا۔ مگر اپنے حبیب کو خدا نے شاہد بنا کر بھیجا ہے۔ یہ سب اُس رات کی سیر میں دکھانا تھا۔ تاکہ تمام انبیاء سے زیادہ آپ کی عظمت عیاں ہو جائے۔

اس سال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کی غم گسار بیوی تھی وفات پا گئیں اور آپ کے چچا حضرت ابوطالب بھی اسی سال وفات پا گئے اُن کے وصال کا حضور ﷺ کو بہت صدمہ تھا۔ اس لئے اس سال کو غم کا سال کہا جاتا ہے۔ اور اسی سال طائف کی وادی میں آپ تشریف لے گئے۔ لوگوں نے آپ کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا اور اُن لوگوں نے خدا کا انکار کیا۔ حضرت زید نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان کے لیے بددعا فرمائیں۔ مگر

یہ سُن کر رحمت اللعالمین نے ہنس کے فرمایا

کہ میں اس دہر میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا۔

ان سب صدمات کی وجہ سے آپ کا دل اور غمگین تھا۔ خداوند کریم نے فرمایا۔ اے میرے پیارے محبوب..... کیا ہوا بیوی رخصت ہوگئی۔ کیا ہوا کہ شفیق چچا کا انتقال ہو گیا۔ کیا ہوا کہ طائف کے لوگ آپ کو نہیں مانتے۔ کیا ہوا کہ مکہ میں مشرک آپ کو تکلیف دیتے ہیں۔ اے محبوب تیرا دل غم سے بھرا ہوا ہے۔ تو پریشان نہ ہو۔ میں رجب کی رات تجھے سیر کراؤں گا۔ جنت کی سیر کراؤں گا۔ بلکہ اپنا دیدار کراؤں گا۔

اور تیرا دل شاد اور شادمان ہو جائے گا۔

میری بہنو!

ہمارے پیارے غم گسار آقا اپنی اُمت کے غم میں روتے رہتے تھے۔ اور
بخشش کی دعائیں کرتے رہتے تھے۔ کہ اے میرے باری تعالیٰ میری اُمت گنہگار
ہوگی۔ اُس کے گناہوں سے درگزر کرنا۔ اُسے معاف کر دینا۔

محمد جو رو کر دعا مانگتے ہیں
نا جانے خدا سے وہ کیا مانگتے ہیں
کبھی کالی کملی بچھا مانگتے ہیں
کبھی اپنی زلفیں ہلا مانگتے ہیں
کبھی سوہنا مکھڑا سجا مانگتے ہیں
کبھی اپنے آنسو بہا مانگتے ہیں
کہا جاؤ جبریل پوچھو نبی سے
میرے مصطفیٰ مجھ سے کیا مانگتے ہیں
جو دیکھا محمد ﷺ ہیں سجدے میں روتے
ربّ ھب لئی اُمتی کی دُعا مانگتے ہیں
کہا حق نے آنسو بہاؤ نہ پیارے
ہم بھی تیری ہی رضا مانگتے ہیں

فرمایا اے محبوب تو جو اُمت کے غم میں روتا رہتا ہے معراج کی رات وہاں اُمت کی بخشش کا معاملہ بھی حل کر دیں گے۔ تجھے شافعِ محشر کا تاج عنایت کر دیں گے۔ چونکہ حضور ﷺ عرش اور فرش دونوں کے رسول ہیں۔ اس لیے آپ نے عرش کا دورہ بھی کرنا تھا۔ کیونکہ عرشِ اعلیٰ بھی اس انتظار میں تھا کہ کب وہ وقت آئے گا کہ رحمۃ اللعالمین کا دیدار نصیب ہو۔

اللہ اللہ شاہِ کونینِ جلالِ تیری
 فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومتِ تیری
 دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
 آتا ہے یادِ خدا دیکھ کے صورتِ تیری

میری بسنوا!

رجب کی ستائیسویں تاریخ رات کا وقت تھا۔ حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کالی کھلی اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ آسمان پر ستارے جگمگ جگمگ کر رہے تھے ساری کائنات سکون سے نیند کے مزے لے رہی تھی۔ اور ادھر حضور کو عرشوں پہ لے جانے کا انتظام ہو رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل اور جنت کے فرشتو۔ سارے غور سے میرا فرمان سنو۔ تمام آسمانوں کو سجادو۔ جنت میں حوروں کو قطاروں میں کھڑا کر دو۔ غلمانوں کی قطاریں بنا دو۔ اور بل کر دو دو سلام پڑھنا شروع کر دو۔ آج کی رات سارے میری تسبیح چھوڑ دیں۔ اپنے اپنے کام

چھوڑ دیں۔ ہر طرف درد و سلام کی پکار ہو۔ میرے عرش کو دلہن کی طرح سجادو۔
فرشتوں نے کہا یا اللہ ایسا حکم تو نے پہلے کبھی نہیں دیا تھا آج کیا بات ہے
کیوں انتظامات ہو رہے ہیں۔ جبرئیل نے فرشتوں سے کہا۔

خدا یہ عرش پہ فرما رہا ہے
میرا محبوب پیارا آ رہا ہے
فرشتو بادب ہشیار رہنا
بڑی تعظیم سے صلوة کہنا
اے حورو تم قطاریں بناؤ
جیں اپنی اے غمناؤ جھکاؤ
فلک سارا سنوارا جا رہا ہے
میرا محبوب پیارا آ رہا ہے۔

فرشتے سوال کرتے ہیں اے ہمارے سردار..... اے جبرئیل امین وہ خدا

کا محبوب کون ہے۔ جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں۔

تھے جس نے غار میں آنسو بہائے
تھے جس نے بے بہا صدمے اٹھائے
اُسے مہماں بلایا جا رہا ہے
میرا محبوب پیارا آ رہا ہے



میرق بہنو!

جب آسمانوں پر تیاری مکمل ہو گئی۔ خداوند کریم نے فرمایا۔ اے جبرئیل جنت سے ایک براق لے جاؤ۔ اور ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لے جاؤ۔ میرے محبوب کو لے کر آؤ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جنت سے براق لیا اور ستر ہزار فرشتوں کو ہمراہ لے کر در رسول خدا۔ حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہو گئے۔ سرکار آرام فرما رہے تھے۔ حضرت جبرئیل نے اپنے کا فوری لبوں سے سرکار دو عالم کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ جب ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ حضور نے اپنی پیاری پیاری آنکھیں کھولیں۔ اور فرمایا۔ اے جبرئیل کیسے آئے ہو۔

حضرت جبرئیل نے دست بستہ عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آج رات آپ کو سیر کرائی جائے گی۔ آپ کو خداوند تعالیٰ نے لامکاں پہ بلایا ہے۔ یہ سنا تو حضور بستر سے اٹھے۔ غسل فرمایا۔ جنتی لباس زیب تن کیا۔ سر پہ شفاعت کا تاج رکھا۔ اور براق پر سواری کیلئے اپنے در دولت سے نکلے۔ ساری کائنات پر سکون تھی آسمانوں کے فرشتے یہ حسین منظر دیکھ رہے تھے۔ اور درود و سلام پڑھ رہے تھے۔

☆ آپ بھی جھوم جھوم کر پڑھیں

باغ عالم میں باد بہاری چلی

سرور انبیاء کی سواری چلی

یہ سواری سوئے ذات باری چلی

ابر رحمت ہے اور آج کی رات ہے

طور چوٹی کو اپنی جھکانے لگا
 چاندنی چاند ہر سو بچھانے لگا
 عرش سے فرش تک جگمگانے لگا
 رشک صبح و سنا آج کی رات ہے
 برق سے تیز تر ہے براق آپکا
 کیونکہ خالق کو ہے اشتیاق آپکا
 اب نہیں دیکھا جاتا فراق آپکا
 جلد چلنا روا آج کی رات ہے

حضور کا براق جب چلا تو جبرئیل علیہ السلام نے لگام پکڑی۔ براق کی
 رفتار اتنی تیز ہو گئی کہ جہاں نظر جاتی تھی۔ وہاں قدم جاتا تھا۔ راستے میں ایک مقام
 آیا۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا۔ حضور یہاں دو نفل ادا فرمائیں۔ یہ وہ جگہ ہے۔
 جہاں آپ نے مکہ سے ہجرت کر کے تشریف لانا ہے۔ یعنی یہ آبادی مدینہ النبی
 بنے گی۔ پھر آپ براق پر سوار ہوئے راستے میں وہاں سے گزرے جس مقام پر
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔ وہاں بھی آپ نے دو نفل ادا
 فرمائے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے
 اوپر سے گزرا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے
 ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ

اور انھوں نے یہ بھی کہا

أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ

کہ میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔

راستے میں تین شخصوں کو دیکھا جو کہہ رہے تھے۔

أَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا أَوَّلُ

أَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا آخِرُ۔

أَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ

یہ تینوں حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میرا گزرا یہ لوگوں کے قریب سے ہوا۔ کہ جن کے سروں پر فرشتے پتھر مارتے ہیں اور ان کے سر ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ ان کی چیخیں بلند ہوتی ہیں۔ پھر ان کے سر دوبارہ جڑ جاتے ہیں۔ پھر ان کے سروں پر فرشتے پتھر مارتے ہیں اور ان کے سر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ ان کی چیخیں نکلتی ہیں۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبرئیل نے کہا حضور آپ کی امت کے وہ لوگ جو ان کی آواز کوسن کر نماز نہیں پڑھیں گے یہ عذاب ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے تیار فرمایا ہے۔ متنبیر: اللہ۔

زندگی آمد برائے بندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی

میرق بسنوا

غور کا مقام ہے کہ نماز کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ ہمیں خدا سے ڈرنا چاہیے۔ کہ کبھی بھی نماز نہ چھوڑنی چاہیے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز خالق اور مخلوق میں تعلق پیدا کرنے کا وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب بہنو کو پانچ وقت نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سرکارِ دو عالم فرماتے ہیں کہ میرا براق آگے گیا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ زمین پر لیٹے ہوئے ہیں۔ ان کے پیٹ گنبد کی طرح ہیں۔ اور ان کے پیٹوں میں سانپ اور بچھو ہیں گھوڑے تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے آتے ہیں اور ان کو روندتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ ان کے پیٹ پھٹ جاتے ہیں ان کی آہ و بکا گریہ اور زاری سے آسمان بھی کانپتا ہے۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت کے وہ لوگ جو سود کھائیں گے۔ یہ عذاب ان کیلئے تیار کیا گیا ہے۔ سرکارِ دو عالم فرماتے ہیں۔ میرا براق کچھ آگے گیا تو دیکھا کہ عورتیں ہی عورتیں ہیں۔ جن کو آگ کا لباس پہنایا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے سے ان کے جسم جل رہے ہیں۔ اور وہ تڑپ تڑپ کر آہ و زاری کر رہی ہیں۔ کوئی ان کے رونے کی آواز پر کان نہیں دھرتا۔ حضور نے فرمایا اے جبرئیل یہ عورتیں کون ہیں۔ حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت کی وہ عورتیں ہیں۔ جو بے پردہ رہیں گی۔ بے پردہ بازاروں میں گھومیں گی۔ غیر مردوں کے سامنے بے پردہ آئیں گی۔ ان کے لئے آگ کا لباس ہوگا۔ یہ سزا ہے

اُن کی بے پردگی کی۔

فیشن نے چھینی غیر تیس شرم و حیا گیا
بے پردگی نے کھوکھلا ایمان کر دیا

میری بہنوا

ذرا غور کرو آج ہم کس ماحول میں رہ رہی ہیں۔ جمعہ بازار ہو یا اتار کلی بازار۔ شہر کا بازار ہو یا محلے کی گلی۔ عورتوں کا بے پردہ گھومنا کتنا افسوس ناک ہے۔ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ سنو۔ جب عورت گھر میں ہو۔ بازار میں ہو۔ ننگے سر ہوتی ہے۔ تو اُن پر فرشتے اُس وقت تک لعنتیں ڈالتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنا سر ڈھانپ نہ لے۔ عورت کیلئے بہتر ہے کہ گھر میں نماز پڑھے۔ گھر سے بہتر ہے برآمدے اور برآمدے سے بہتر ہے کہ کمرے کے اندر نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ سب بہنوں کو بے پردگی سے بچائے **مَوْلَانَدْوَالہ**

اب حضور ﷺ کا براق بیت المقدس کی طرف چلا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں اور تمام نبیوں کو ارشاد فرمایا۔ کہ سب کے سب میرے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کے استقبال کے لیے قطاریں بنا کر کھڑے ہو جائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء اور رسل قطاروں میں کھڑے ہو گئے۔

پہنچا ہے انبیاء کو یہ فرمان اٹھو اٹھو
آتے ہیں تم سب کے سلطان اٹھو اٹھو

آمادہ سب نبی رہیں تسلیم کے لیے
جائیں حبیب پاک کی تعظیم کے لیے

ادھر حضور کا براق بیت المقدس کے بڑے دروازے پر آکر ٹھہرا۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم اترے حضرت جبرئیل علیہ السلام ساتھ ساتھ ہیں۔ بابِ محمد سے
بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔ تو تمام انبیاء نے درود و سلام کے
پھول پیش کیے۔

☆ سب پکار اٹھے

یا رسول سلام علیک	یا نبی سلام علیک
صلوة اللہ علیک	یا حبیب سلام علیک
مرحبا معراج والے	رحمتوں کے تاج والے
دو جہاں کے راج والے	بے کسوں کی لاج والے
یا رسول سلام علیک	یا نبی سلام علیک
چشم سرگین کے صدقے	ضحیٰ جبیں کے صدقے
صورتِ یسین کے صدقے	زلفِ عنبریں کے صدقے

تمام انبیاء اور رسولوں نے حضور کی زیارت کی۔ سب نے مبارک باد پیش
کی۔ آپ سب سے ملتے ملتے اگلی صف میں تشریف لے گئے سب سے پہلے
حضرت آدم علیہ السلام نے اپنا تعارف کرایا۔ کہ میں ابوالبشر ہوں مجھے فرشتوں نے
سجدہ کیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے خود اپنے دستِ قدرت سے بنایا مجھے خدا نے اپنا

خليفة اور صفي بنایا۔ اس طرح تمام رسولوں اور انبیاء نے اپنا اپنا تعارف کرایا اور اپنی اپنی تقریر میں اپنی شان بیان فرمائی

یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک چلتا رہا۔

اب مہمان خصوصی کی تقریر کی باری تھی۔ آج کے مہمان خصوصی حضور نور مجسم سر درود عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے۔ آپ نے فرمایا۔

سب تعریفیں اُس ذات بابرکات کیلئے ہیں۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور جس نے مجھے رحمت العالمین بنایا۔ خاتم النبیین اور خاتم المرسلین بنایا ہے۔ جس نے مجھے اول بنایا۔ جس نے مجھے آخر بنایا ہے۔ جس نے مجھے شافع محشر بنایا ہے۔ جس نے مجھے مقام محمود والا بنایا ہے۔ جس نے میری اُمت کو سب اُمتوں سے اعلیٰ بنایا ہے۔ آج میں خداوند کریم کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ جس نے تمام رسولوں اور نبیوں کا مجھے امام بنایا ہے۔ جب آپ نے یہ ارشادات ختم کیے۔ تو تمام رسول پکار اُٹھے۔ آپ نے سچ فرمایا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ آپ سب سے اعلیٰ ہیں۔ آپ سب سے اولیٰ ہے۔ آپ خدا کے حبیب ہیں آپ خدا کے قریب ہیں۔

اب جبرائیل علیہ السلام نے اذان دی۔ اذان کے بعد نماز کے لئے قطار بنادی گئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ امامت آپ کرائیں گے۔ تمام رسول اور نبی ہمارے رسول ﷺ کے پیچھے کھڑے تھے۔ اور ہمارے نبی سب کے امام تھے۔ آج معلوم ہوا۔ کہ کائنات والو۔ دیکھ لو خداوند تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو کیا عظیم مرتبہ عطا

فرمایا ہے۔ پھر کہنا پڑے گا۔

یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوة اللہ علیک
مرحبا معراج والے	دو جہاں کے راج والے
عاصیوں کی لاج والے	رحمتوں کے تاج والے
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوة اللہ علیک
و خلی جبین کے صدقے	چشمِ سرگین کے صدقے
زلفِ عنبریں کے صدقے	صورتِ یسین کے صدقے

نماز ادا کرنے کے بعد تمام پیغمبروں نے آپ ﷺ پر درود و سلام پیش کیا۔ پھر حضور ﷺ کے سامنے دو پیالے پیش کئے گئے۔ ایک میں دودھ تھا دوسرے میں شراب۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے دودھ پسند فرمایا اور دودھ نوش فرمایا۔ پھر آپ ﷺ مسجدِ اقصیٰ سے باہر تشریف لائے۔ تو ستر (70) ہزار فرشتوں نے کہا۔

یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوة اللہ علیک

ہمارے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ اب آسمانوں کی سیر کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور ستر ہزار فرشتے ساتھ ساتھ تھے۔ پہلے آسمان کا دروازہ کھولا گیا۔ وہاں پر فرشتوں کی قطاریں درود و سلام پڑھ رہی تھیں اور حضرت آدمؑ

استقبال کے لیے موجود تھے۔ پھر دوسرے فلک پر حضرت یحییٰ علیہ السلام فرشتوں کے ہمراہ موجود تھے۔ تیسرے فلک پر حضرت یوسف علیہ السلام نے مرحبا کہا۔ چوتھے فلک پر عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کو مبارک باد دی۔ پانچویں فلک پر حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اور فرشتوں نے سلامی دی۔ درود و سلام کے ہار اور گجرے پیش کئے۔

یا نبی سلام عليك یا رسول سلام عليك
یا حبیب سلام عليك صلوة الله عليك

چھٹے فلک پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر آپ ﷺ ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے وہاں فرشتوں کا کعبہ بیت المعمور ہے جس کا طواف ہر وقت فرشتے کرتے ہیں۔ وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ملاقات ہوئی۔ جو بیت المعمور سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے وہاں فرشتوں کی امامت کی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو حوض کوثر دکھایا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز آپ کی امت اسی حوض سے پانی پیئے گی۔ آپ ﷺ کے پیارے ہاتھوں سے جام کوثر پیئے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا حوض کوثر کے سنگ سنہرے موتی ہیں۔ زمرد اور یاقوت کے پتھروں سے بنا ہے۔ اس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اور اتنا لذیذ ہے کہ اگر کوئی اس کا ایک جام پی لے تو اُس کو تمام عمر پیاس نہ لگے۔ اس حوض کوثر کے متعلق خداوند کریم نے فرمایا ہے۔

اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْفُرَ

ہم نے آپ ﷺ کو کوفّر عطا فرمایا۔

پھر جنت کی سیر کی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا میں نے صدیق کا محل بھی دیکھا ہے اور عمر فاروق کا محل بھی دیکھا۔ جنت میں جب سرکار ﷺ تشریف لے کر آئے تو حوروں نے حضور ﷺ کی نعیتیں پڑھیں۔ غلاموں نے سلامی دی۔ ہر طرف سے مریخا مرحبا کی صدائیں گونج رہی تھی۔ سرکار نے اپنی امت کے انعامات کا جائزہ لیا۔ پھر آپ ﷺ کی ملاقات حوروں کی سردار سے ہوئی۔ اُس نے اپنی جبین ٹھکاکر عرض کیا۔ حضور ہم سب آپ ﷺ کی لونڈیاں ہیں۔ ہمارا احسن آپ کا صدقہ ہے مجھے کچھ عنایت فرما دیجئے۔ سرکار مُسکرائے۔ اور فرمایا اے حوروں کی سردار میں نے تجھے اپنا نکال دے دیا۔ وہ بلال جو میرا خادم خاص ہے۔ وہ بلال جو میرا پیرا اموڈن ہے۔ میں نے اُس سے پوچھے بغیر کہہ دیا۔ اگر اُس سے پوچھ لوں تو وہ صرف یہی کہے گا۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ بلال کو خور نہیں۔ بلکہ حضور ﷺ چاہئے۔

پھر آپ عرشِ اعلیٰ پر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک مقام سدرۃ المنعنی ہے

جو ایک درخت ہے۔ جس کا ایک پتا ساری کائنات کو ڈھانپ سکتا ہے۔ اس کے ہر پتے پر ستر ہزار فرشتے بیٹھا خداوند کریم کی حمد و ثنا کر رہا ہے یہ مقام حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہے۔ اس سے آگے کوئی نہیں جاسکتا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں اس سے آگے ایک قدم بھی نہیں جاسکتا۔ اگر جاؤں تو میرے پرجل جائیں گے۔ اس کے آگے

آپ ﷺ کا مقام ہے۔ ☆

اگر یک سر موئے نہ خرم

فروغ تجلی بسوزد خرم

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل اگر کوئی حاجت ہے تو بیان

کردے تاکہ میں خداوند کریم کے حضور پیش کر دوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام

نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری صرف یہ گزارش ہے کہ جب قیامت کے

روز آپ ﷺ کی امت پل صراط پر سے گزر رہی ہو۔ میں اُن کے پاؤں کے

نیچے اپنے ہر بچھا دوں تاکہ ساری امت سلامتی سے گزر جائے۔ ﴿سبحان اللہ﴾

پل سے گزارو کہ راہگور کو خیر نہ ہو

جبرئیل ہر بچھائے تو ہر کو خیر نہ ہو

حضور ﷺ نے منظور فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے عرشِ اعلیٰ پر اپنا قدم مبارک رکھا

تو عرشِ اعلیٰ نے کہا

مرکبا مرکبا

صَلِّ عَلَيَّ صَلِّ عَلَيَّ

آپ ﷺ کا نام اتنا مبارک ہے کہ جب مجھ پر

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

لکھا گیا تھا تو میں بیت کے مارے کئی سال تک کا پتھر ہا اور جب

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

لکھا گیا۔ اس وقت مجھے سکون حاصل ہوا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا قدم میرے لیے باعثِ برکت اور باعثِ افتخار ہے۔ پھر آپ ﷺ عرشِ اعلیٰ پر آگے بڑھے ہر طرف نور ہی نور تھا۔

خداوند کریم نے فرمایا

محمد یہ کون و مکاں آپ کا ہے زمیں آپ کی آسماں آپ کا ہے
 بڑھے آئیے پا برہند نہ کیجئے میرا عرشِ نعلین داں آپ کا ہے
 یہاں سے وہاں تک نہیں اور کوئی
 مکاں آپ کا لامکاں آپ کا ہے

میری بہنو!

عرشِ اعلیٰ پر ستر ہزار نور کے جبابات ہیں۔ ہر جباب میں سے ہمارے رسول ﷺ خداوند کریم کی حمد و ثناء کرتے ہوئے گزرتے گئے۔ نور کا ایک بچھونا سبز رنگ کا تھا جس کا نام رَف رَف تھا۔ آپ اُس پر جلوہ فرماتے۔ اور وہ بچھونا اڑتا ہوا نور کے جبابات میں سے گزرتا رہا۔ آپ ﷺ نے ان جبابات میں سے وہ جلوے دیکھے کہ زبان بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اتنا پر کیف اور پر سکون وقت تھا کہ جس کو الفاظ میں ڈھالنا بہت مشکل ہے۔ وہ بچھونا آگے بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ آواز آئی

قِفْ يَا مُحَمَّدُ فَإِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّي

اے محمد ﷺ رک جائیے۔ آپ کا رب درود بھیج رہا ہے۔ پھر آواز آئی

اُدْنُ يَا مُحَمَّدُ ۝ اُدْنُ يَا أَحْمَدُ ۝ اُدْنُ يَا خَيْرًا لِّبَرِيَّةٍ

اے محمد آگے آؤ ☆۔ اے احمد آگے آؤ ☆۔ قریب ہو جاؤ ☆ سب سے اچھے آگے آؤ۔

بڑھ اے محمد ☆ قریب ہو احمد ☆ قریب آسرو زمانہ ☆

نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ خان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی

کہیں تو وہ جوشِ لُن خُرانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے

عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے پھڑے گلے ملے تھے

قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے۔

نَمْ دَنَا لَقَدْ لِي ۝

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۝

پھر وہ جلوہ قریب ہوا۔ پھر خوب اُترا۔ جلوے اور محبوب میں دو ہاتھ کا قاصدہ گیا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے محبوب، اپنے

مطلوب، اپنے اللہ کو دیکھا اور ایسے دیکھا کہ

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى ۝

ایسے دیکھا کہ آنکھ بھی نہ جھکی

یہ معراج کا عروج تھا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ لا مکان میں جلوہ افروز ہوئے۔ دربارِ

خداوندی سے آواز آئی۔ اے محبوب میرے لیے کیا تھلے لے کر آئے ہو۔

تو آپ ﷺ نے عرض کیا اے خداوند کریم میں تیرے حضور عاجزی کا تھلے لے

کر آیا ہوں۔ میں ایک عاجز بندہ بن کر حاضر ہوا ہوں۔
خداوند کریم نے فرمایا۔ اے محبوب تیری عاجزی نے تجھے امام الانبیاء بنا دیا
۔ میرا محبوب بنا دیا۔ پھر فرمایا۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب۔ میری طرف سے بھی تحفہ لے۔
یہ تحفہ آپ کی امت کے واسطے ہے۔

☆☆ وہ تحفہ پچاس ﴿50﴾ نمازیں ہیں ☆☆

حضور ﷺ نے خداوند کریم کا یہ تحفہ قبول فرمایا۔ پھر گنہ گار امت کا خیال آ گیا اور
آنکھیں اٹکبار ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محبوب تجھے امت کا خالق بنا دیا۔ قیامت کے روز تیری
شفاعت قبول کی جائے گی۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

تیرا رب تجھے اتادے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے اللہ نے مجھے شفاعت کا تاج پہنایا ہے۔ اے
میرے صحابہ سؤ۔ قیامت کے دن میں شفاعت کروں گا اور اُس وقت تک
شفاعت کرتا رہوں گا جب تک میرا ایک انتی بھی جہنم میں ہوگا۔ اور جنت میں نہ
چلا جائے۔ ﴿سبحان اللہ﴾

یہ سناں بچوں باہر کاں کوئی رہوے گا

گنہگاروں آپ ٹولے محمد ﷺ

پھر ہمارے رسول ﷺ واپس تشریف لائے۔ راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ خدا سے کیا تحفہ ملا آپ ﷺ نے فرمایا پچاس نمازیں میلی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بہت زیادہ ہیں۔ واپس جائیے اور کم کروائیے۔

آپ واپس تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ معاف فرمادیں۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں۔ واپس جائیں۔

اس طرح حضور ﷺ کو (9) مرتبہ دربار خداوندی میں گئے اور

پنچالیس ﴿45﴾ نمازیں معاف کروائیں۔ اس میں راز تھا کہ اے موسیٰ کوہ طور پر

ٹو مجھے نہ دیکھ سکا۔ اب میرے محبوب کو دیکھ لے۔ جس نے میرے محبوب کو دیکھ

لیا۔ اُس نے مجھے دیکھ لیا۔

پھر کہا حق نے جلوہ میرا دیکھ لے

میں تجھے دیکھ لوں تو مجھے دیکھ لے

جو تجھے دیکھ لے وہ تجھے دیکھ لے

دیکھنے کا مزہ آج کی رات ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محبوب اگرچہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں ہیں۔ مگر ثواب

پچاس کا ہی ملے گا۔ (سہ ماہ)

میری بہنو!

نماز معراج کا تحفہ ہے

اس لیے ہمیں خدا کے اس تحفے کو دل و جان سے لگا کر رکھنا چاہیے۔ نماز کبھی بھی قہانہ کی جائے۔ بلکہ محبت کے ساتھ اور دل لگا کر ادا کرنی چاہیے۔

میری بہنو!

ہمارے رسول مقبول ﷺ فرشتوں کے جھرمٹ میں واپس تشریف لائے۔ خداوند کریم نے اس رات کو اٹھارہ (18) سال کا کر دیا۔ کائنات کے اُن لمحوں کو ساکت و جامد کر دیا۔ ہر چیز جس مقام پر تھی۔ ساکن ہو گئی تھی۔ اور جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو وہیں سے اللہ تعالیٰ نے کائنات کے نظام کو چلا دیا۔ آپ ﷺ کا ستر گرم تھا۔ دروازہ کھلا تھا۔ جبریل اور میکائیل ان کے ساتھ تشریف لائے۔ فرشتوں نے آخری سلامی دی اور واپس چلے گئے۔

آقا یاں تشریف لیائے	بستر گرم برابر پائے
اٹھارہ ور ہے سی بیت سدھائے	گنڈا ہلدا۔ پانی چلدا۔ میلا پل دا
من نہ من ہن تیری مرضی	رات ہکا تے گل منک گئی
نور بشر دا مسئلہ کھلیا	ہب آسری تے گل منک گئی
وچ پکاں لنگھ پار سدھائے	ہفت سماء تے گل منک گئی

سرکار نے خدا کے حضور سجدہ شکر ادا فرمایا۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد مکہ والوں کو یہ سارا حال سنایا۔ تو سب نے انکار کیا۔ ابو جہل نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کہا

کہ تیرایا رکھتا ہے کہ

میں راتوں رات بیت الحرام سے بیت المقدس گیا۔ پھر ساتوں آسمانوں کی سیر کی
پھر عرشِ اعلیٰ پر گیا۔ اور میں نے اپنے خدا کو سُر کی آنکھوں سے دیکھا اور پھر واپس
بھی آ گیا ہوں۔

کیا یہ سچ ہو سکتا ہے؟

حضرت صدیق اکبرؓ نے سنا تو فرمایا۔ ہاں ابو جہل۔ اگر یہ بات میرے رسول اکرم
ﷺ نے کی ہے تو میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں۔

سرکارِ مدینہ ﷺ نے جب یہ سنا کہ ابو بکر نے میری تصدیق کی ہے۔
تو فرمایا..... اے ابو بکر آج کے بعد

أَنْتَ صِدِّيقٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

کہ تُو دُنیا اور آخرت میں صدیق ہے۔

میرق بسنوا

معراج کے واقعہ کا معجزہ حضور ﷺ کا سب سے عظیم معجزہ ہے۔

ایسی شان کسی رسول اور کسی نبی کو نہ ملی۔

اس لیے کہنا پڑتا ہے۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا و والا ہمارا نبی

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿13﴾

محبت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ۝ اِنَّا بَعْدُ
 فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
 لِيَتَّوْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۝
 صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلَهُ النَّبِيَّ الْكَرِيْمِ ﷺ

تمام بہنیں صلوٰۃ و سلام پڑھیں

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلَىٰ اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ جس نے زبانوں کو قوت گویائی عطا فرمائی۔
 کانوں کو قوت سماعت دی۔ آنکھوں کو بصارت کا نور دیا۔ دلوں کو بصیرت کی روشنی
 عنایت فرمائی۔ دماغ کو کمپیوٹر بنایا۔ پھر اُسے یادوں سے سجایا۔ انسان کو عقل دے
 کر اور شرف بارگاہ بخش کر اشرف المخلوق بنایا۔ علم دے کر فرشتوں سے اعلیٰ کر دیا۔
 وہی اللہ ساری کائنات کا مالک و خالق ہے۔ اسی کے حضور ہمارے جینیں جھکتی ہیں

میری بہنو!

درود و سلام کے گجرے سرور کائنات۔ رحمت جہاں۔ شافع محشر۔ نور مجسم۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ و مقدسہ میں پیش کرتی ہوں۔ کہ جس بارگاہ میں جبرئیل بھی بلا اجازت نہیں آتے۔ جس بارگاہ میں آنے والا بد نصیب نہیں رہتا۔ جس بارگاہ سے ہر ایک کو بھیک کے ساتھ دعا بھی ملتی ہے یہ دربارِ محمد ﷺ ہے جہاں ملتا ہے بے مانگے ارے کا داں یہاں دامن کو پھیلا یا نہیں کرتے یہ دربارِ محمد ﷺ ہے جہاں اپنوں کا کیا کہنا یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

میری بہنو!

میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اُس کا ترجمہ سنئے!

ارشادِ باری ہے۔

لَتَتَوَمَّنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۝

اے لوگو! اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو۔ یہ آیت کریمہ ایمان کی جان ہے۔ اس میں ارشاد ہے کہ اے اللہ اور رسول پر ایمان لانے والو! ذرا دھیان کرو کہ صرف یہی نہ سمجھنا کہ ہم نے کلمہ پڑھ لیا ہے اور مسلمان ہو گئے ہیں۔

ایمانِ کامل تب ہی ہوگا جب دل میں میرے مصطفیٰ کریم ﷺ کی محبت اور عزت و

تو قیر ہوگی۔ اگر اُن کی شان میں معمولی سی بھی بے ادبی ہوگئی تو تمہارا ایمان، تمہارے اعمال سب آکارت ہو جائیں گے۔ اسی لیے دوسرے مقام پر ارشادِ ربّانی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

ان آیات میں ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے نبی ﷺ کے صحابہ اور قیامت تک آنے والے ایمان والو۔ غور سے سُنو! میرے حبیب ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرنا اور آپ کو ایسے نہ پکارنا۔ جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ ورنہ تمہارے اعمال آکارت ہو جائیں گے۔ اور تمہیں گمان بھی نہ ہوگا۔

میرق بسنو!

ان آیات میں حضور ﷺ کی تعظیم اور تو قیر بیان فرمائی گئی ہے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھنے، بولنے کا ادب سکھایا گیا ہے۔ اور یہ بات عیاں کر دی گئی ہے کہ میرے حبیب ﷺ کے سامنے اپنی آواز کو پست رکھنا۔ اگر معمولی سی بھی آواز اونچی ہوگئی تو ساری عبادات، ساری ریاضات، ساری سخاوتیں آکارت ہو جائیں گی۔ میرے اللہ کو اپنے حبیب ﷺ کی تعظیم کتنی پیاری ہے۔ میں تو یہ کہوں گی۔ کہ تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ ہی ایمان کی اصل ہے۔

اسی لیے خود حضور ﷺ نے فرمایا

اس سے ثابت ہوا کہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی حضور ﷺ کی محبت اور تعظیم ہی کام آئے گی۔ محبت رسول کے بغیر ہر عبادت بے کار ہے۔

صحابہ کرام اپنے قول اور فعل سے حضور ﷺ سے محبت بھی کرتے تھے اور آپ کی تعظیم بھی کرتے تھے۔

غزوہ اُحد میں ایک صحابیہ میدان میں حضور ﷺ کو پوچھتی پھرتی ہے۔ کسی نے اُسے بتایا۔ بہن تیرا باپ، تیرا شوہر اور تیرا بھائی شہید ہو گئے۔ اُس نے کہا۔ ان کے شہید ہونے کا مجھے کوئی غم نہیں۔ یہ بتاؤ۔ میرے پیارے رسول ﷺ کس حال میں ہیں۔

صحابی نے کہا۔ اللہ کے فضل و کرم سے آپ ﷺ زندہ و سلامت ہیں۔ اُس عورت نے کہا۔

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ قَلِيلٌ

حضور ﷺ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت تھوڑی ہے۔

محمد ﷺ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا

پدر، مادر، برادر، مال اور اولاد سے پیارا

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے

اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضرت خُصیبؓ کو جب سولی پر چڑھا دیا گیا تو کفار نے کہا۔ اے خُصیبؓ اگر تُو کہہ دے کہ کاش آج میری جگہ پر اللہ کے رسول ہوتے تو تمہیں چھوڑ دیتے ہیں۔

انہوں نے کہا۔ تم یہ کہتے ہو۔ میرا تو ایمان ہے کہ اُن کے پاؤں میں کاٹنا نہ چھہ جائے۔ اُن کی خاطر میں ایک جان تو کیا لاکھوں جانیں قربان کر سکتا ہوں۔

یہ سرکٹ کر سوائے پائے محمد ﷺ لوٹنا جائے
اسی کو موت کہتے ہیں تو ایسی موت آجائے

میری بہنو!

دیکھئے! صحابہ کرام کو حضور ﷺ سے کتنی محبت تھی۔ اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت، مال سے بھی زیادہ محبت، مال باپ سے بھی زیادہ محبت، بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بیٹے عبدالرحمن بن ابوبکرؓ جب ایمان لائے تو انہوں نے کہا۔ ابا جان۔ غزوہ احد میں آپ میرے تیر کی زد میں کئی مرتبہ آئے مگر میں یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ میرے باپ ہیں۔ میں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ یہ سُن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ جوش میں آگئے اور فرمایا۔ اے میرے بیٹے! اگر تو میرے وار کے نیچے آجاتا تو میں تجھے کبھی نہ چھوڑتا۔ کیونکہ تو اُس وقت میرے پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کا دشمن تھا۔ میں آپ کی محبت میں تجھے قربان کر دیتا۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہوا اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

میری بہنو!

ایک عورت غزوہ احد کے موقع پر اپنا چار سال کا بچہ لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ

میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ اگر میرا خاوند ہوتا تو اُسے جہاد کے لیے بھیجتی۔ اگر میرا بھائی ہوتا تو اُسے مجاہد بناتی۔ اگر میرا کوئی جوان بیٹا ہوتا تو آپ کے لشکر میں شامل کر دیتی۔ اب میری آرزو ہے کہ میں اپنی محبت کا اظہار کروں۔

یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا چار سال کا ننھا شہزادہ ہے۔ اسے اپنے لشکر میں شامل کر لیجئے۔

سرکارِ مدینہ مسکرائے اور فرمایا۔ اے میری صحابیہ۔ یہ تیرا بچہ نہ تلواریا اٹھا سکتا ہے۔ نہ نیزہ اٹھا سکتا ہے۔ اور نہ تیرا اٹھا سکتا ہے۔ عورت نے یہ سن کر جوشِ محبت سے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا بیٹا۔ ماننی ہوں، تلواریا نہیں اٹھا سکتا، نیزہ نہیں اٹھا سکتا۔ مگر آپ کی طرف آنے والا تیرا تو کھا سکتا ہے۔

پیارے رسول ﷺ جب آپ کی طرف کوئی تیرا آئے تو میرے بیٹے کو ڈھال بنا لیتا۔ میرا بیٹا آپ پر نثار ہو جائے اور میں آپ کی محبت پر نثار ہو جاؤں۔

جینے پیار تیرے نال پایا کملی والیا

اودھے اُتے رحمتاں دا سایہ کملی والیا

میری بہنو!

صحابیہ کی محبت اس بات کو عیاں کرتی ہے کہ حضور ﷺ کی محبت پر سب کچھ قربان ہے۔

میری بہنو!

ایک اور صحابیہ کی محبتِ رسول کا واقعہ سنئے اور اپنے دلوں کو ایمان کے نور سے منور کیجئے۔ مدینہ منورہ کا ایک چھوٹا سا گھر جس میں ایک صحابیہ اپنے دو ننھے شہزادوں کے ساتھ ہمکلام ہے۔ ایک شہزادہ دائیں جانب بیٹھا ہے اور دوسرا شہزادہ بائیں جانب۔ صحابیہ شہزادوں سے پیاری پیاری باتیں کر رہی ہے اور باتوں ہی باتوں میں بتا رہی ہے کہ پیارے بیٹو! تمہیں علم ہے کہ پیارے رسول ﷺ کے مقام میں پہنچ چکے ہیں۔ ننھے شہزادے بولے۔ لتاں پھر کیا حکم ہے۔ لتاں نے بڑے جوش کے ساتھ کہا۔ اے میرے بیٹو۔ تمہیں پتا ہے۔ پیارے نبی ﷺ کا جانی دشمن کون ہے۔ اور آپ کو بُرا بھلا کہنے والا کون ہے۔ شہزادوں نے اپنی ماں کا چہرہ دیکھا اور پوچھا۔ لتاں جلدی بتا۔ یہ کہنے کا کیا مطلب ہے۔ صحابیہ نے دونوں شہزادوں کے ماتھوں کو بوسہ دیا اور کہا۔ اے میرے بیٹو۔ میرے نبی ﷺ کا بڑا دشمن ابو جہل ہے۔ کوئی کسی کو قتل کرے گا۔ کوئی کسی کو مارے گا۔ اے میرے بیٹو۔ یہ لود و تلواریں۔ اور میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ تم اُس مردِ دودا ابو جہل کو مار کے آؤ۔ چاہے اس کام میں تمہاری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

شہزادے کھڑے ہو گئے اور بولے لتاں جان۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم پیارے رسول ﷺ پر اپنی جان نثار کر دیں گے۔ کیونکہ کائنات میں سب سے زیادہ آپ ﷺ سے محبت ہے۔

میری بہنو!

وہ منظر اپنی آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ جب معوذ اور معاذ دونوں بھائی میدان بدر میں آئے۔ آ کر دیکھا کہ حق و باطل کا معرکہ جاری ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف کے قریب گئے اور پوچھا۔ چچا جان۔ ابو جہل کہاں ہے؟ انھوں نے کہا۔ ننھے شہزادو تم نے پوچھ کے کیا لینا ہے۔ بولے چچا جان۔ پہلے بتائیے وہ کہاں ہے؟ پھر ہم پوچھے کا مطلب بتائیں گے۔ انھوں نے کہا۔ ننھے شہزادو وہ سامنے گھوڑے پر سوار سب سے اونچی گردن والا ہی ابو جہل ہے۔ یہ سنا تو دونوں شہزادے چل پڑے۔ اور کہا

تم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو
یہ سن کر حضرت عبدالرحمن بن عوف نے فرمایا

حفاظت کر رہا ہے گرد اُس کے فوج کا دستہ

بچوں نے جواب دیا.....

یہ دستہ کب تلک رو کے گا عزرائیل کا رستہ

یہ کہہ کر بجلی کی طرح دوڑے اور محبت رسول ﷺ کے نشے میں ابو جہل کو جا گرایا۔ وہ زخمی ہو کر زمین پہ تڑپ رہا تھا۔ ہائے ہائے کر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ افسوس بڑے سردار کو چھوٹے چھوٹے بچوں نے مار ڈالا۔ اب دونوں شہزادے کفار میں گھر گئے اور انھوں نے محبت رسول ﷺ میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔

شہادت کا لہو جن کے رُخوں کا بن گیا غازہ
کھلا تھا دائمی اُن کے لئے جنت کا دروازہ

میرق بسنوا!

حضور ﷺ کی محبت میں صحابہ کرام پیش پیش رہتے تھے۔ خدیبیہ کے روز عروہ بن مسعود نے کفار کے سامنے حضور ﷺ کے دربار کا جو نقشہ پیش کیا۔ وہ یوں تھا کہ اے ساتھیو! میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں۔ قیصر و کسریٰ کا دربار بھی دیکھا ہے۔ مگر جتنی تعظیم اس رسول کے صحابی کرتے ہیں۔ ایسی تعظیم میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ انہوں نے پوچھا تو نے کیا دیکھا؟

عروہ بن مسعود کہنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ جب محمد ﷺ وضو کرتے ہیں تو اُن کے صحابہ وضو کا پانی اور اُن کا لعاب دہن زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ اپنے چہروں پر ملتے ہیں۔ اپنے جسموں پر ملتے ہیں اور اپنے دامن ٹر کرتے ہیں۔ اور جب وہ بال کٹواتے ہیں تو اُن کے صحابہ محبت سے اور عقیدت سے اُن بالوں کو زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ بلکہ برکت کے لیے اپنے گھروں میں لے جاتے ہیں۔ اُن بالوں کو باعثِ برکت اور باعثِ شفا سمجھتے ہیں۔ اے ساتھیو! جو اپنے نبی کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے وہ خون کیسے گرنے دیں گے۔ ایسی محبت اور ایسی عقیدت کائنات میں کہیں نہیں ملے گی۔

میرق بسنوا!

جب ہم وضو کریں تو ہمارے گناہ جھڑتے ہیں۔ مگر جب سرکارِ دو عالم ﷺ وضو

فرماتے تھے تو اُن سے نور جھڑتا تھا اور صحابہ کرام اُس نور کو اپنے چہروں کی زینت بناتے تھے۔ اسی لیے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

میری بہنو!

مسلمان وہی ہے جو دل سے حضور ﷺ کی تعظیم کرتا ہے اور دل سے حضور ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور جب اُس کے سامنے کوئی چاہے اُس کا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ چاہے اُس کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ حضور ﷺ کے بارے میں نازیبا بات کہتا ہے تو وہ اُس کا جواب دیتا ہے۔ بلکہ اُس سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔ اگر زیادہ محبت کا رنگ چڑھ جائے تو اُس کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

میری بہنو!

ہندوستان میں ایک ہندو راج پال مردود نے ایک کتاب (رگیلا رسول) لکھی۔ جس میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی تھی۔ مسلمانوں میں غیرت ایمانی جاگ اُٹھی اور پورے ہندوستان میں احتجاج کیا گیا۔

علمائے کرام نے تقریروں کے ذریعے احتجاج کیا۔ صحافیوں نے تحریروں کے ذریعے احتجاج کیا۔ عام لوگوں نے جلوسوں کے ذریعے احتجاج کیا۔ مگر ایک نوجوان جس کا نام **علم الدین** تھا۔ اور کالج کا طالب علم تھا۔ جب اُس نے سنا کہ ایک مردود نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے تو اس نے ایک خنجر خریدا

اور سیدھا راج پال کے دفتر چلا گیا۔ اور پوچھا۔ تیرا نام راج پال ہے۔ اُس نے کہا
 ہاں میرا نام راج پال ہے۔ **علم الدین** کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اُن آنکھوں
 میں عشقِ مصطفیٰ کی روشنی تھی۔ اُس نے جوش سے کہا۔ اوگستاخِ رسول ﷺ تیری
 یہ جرات کہ تو اپنی زبان میرے محبوب ﷺ کے خلاف نکالے۔ یہ کہہ کر **علم**
الدین نے پے در پے خنجر کے وار کئے اور اسے فی التار کر دیا۔

عدالت میں قائدِ اعظم **محمد** کھائے **علم الدین** تو کہہ دے کہ میں نے اسے نہیں
 مارا۔ میں تجھے بری کروادوں گا۔ مگر **علم الدین** نے کہا میں نے اُسے حضور
 ﷺ کی محبت میں مارا ہے۔ میں انکار نہیں کر سکتا۔

روزہ اچھا، نماز اچھی، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی

میں باوجود ان کے مسلمان ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں شاہِ بطحا کی حرمت پر

قسم اللہ کی کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

وہ علم الدین غازی بھی بنا اور شہید بھی بنا۔ آج تک اُس کی قبر نگار پنگار کے کہہ رہی
 ہے کہ جب تک حضور ﷺ کے دیوانے زندہ ہیں۔ اُس وقت تک حضور ﷺ
 کی عظمت کے ترانے گائے جائیں گے اور اُن کی محبت میں جان کے نذرانے
 دیئے جاتے رہیں گے۔ کیونکہ

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کا شرطِ اول ہے

اسی میں ہوا اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

میری بہنوا!

یہود و نصاریٰ نہ کبھی مسلمانوں کے دوست تھے۔ نہ دوست ہیں۔ نہ ہی دوست ہوں گے۔ نہ ہی مسلمانوں سے ہمدردی کریں گے۔ یہ آئے دن کبھی کسی شکل میں، کبھی کسی شکل میں۔ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں اور سازشیں کرتے رہیں گے۔ کبھی سلمان رُشدی کی شکل میں، کبھی تسلیمہ کی شکل میں، کبھی نام نہاد امام مہدی کی شکل میں اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے ہیں۔ حال ہی میں ڈنمارک میں چند صحافیوں نے گستاخانہ خاکے بنا کر مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کو لاکارا ہے۔ پوری دُنیا نے اسلام سرپائے احتجاج بن گئی اور سینکڑوں لوگوں نے اپنی جان و مال کے نذرانے پیش کر دیئے۔ سہ ماہی 2006 کو پڑا۔ جس میں کروڑوں مسلمانوں نے اجڑی ریلیاں نکالیں۔ اور بین الاقوامی سطح پر احتجاج کرنا لگا۔

یہ محبتِ رسول اور عظمتِ رسول کی ایک مثال ہے۔ جب تک مسلمانوں میں یہی جذبہ کارفرما رہے گا۔ محبتِ رسول اور عظمتِ رسول کی پاسبانی کے لیے جان کے نذرانے پیش ہوتے رہیں گے۔

بے ادبوں سے ہمیں رکھنا بچا کے یا رسول اللہ ﷺ

غلام اپنا سدا رکھنا بنا کے یا رسول اللہ ﷺ

خاکے چھاپے نہیں جو بے غیرتوں میں لگدا کفر اسلام دی جوڑ پے گئی
کوئی محس اٹھیا دیس دے آگو و آں چوں عاشق دلاں نوں تائیوں جھنجھوڑ پے گئی
جذبے مسلمانی کھالے کھیلاں نہیں تائیوں غیرتِ ایمانی دی تھوڑ پے گئی
اٹھ قبر وچوں غازی علم دیناں تیری فیر اسلام نوں لوڑ پے گئی

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿14﴾

شہادت

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ○ أَمَا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

وَأَقْوَدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ○

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمَ وَبَلَّغَنَا رَسُولُهُ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ ﷺ

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلى آلك وأصحابك يا حبيب الله

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحد لا شریک ہے۔ جس کا کوئی ہمسرا اور
برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دنیا بنانے پر قادر ہے اور دنیا
برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان، بڑے بڑے فہم زور اپنی
گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے
گنہگاروں کے چہرے کھل اٹھتے ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہو
سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔
 قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔
 کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔
 مگر رب کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی
 کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی
 وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
 اشارہ اُسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درد و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکارِ دو عالم رحمت جہاں،
 سرکارِ مدینہ، نور کا نگینہ، راحتِ قلب و سینہ، امام الانبیاء و امام المرسلین، شبِ اسرئیل
 کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ عالم پناہ میں
 کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کے جن کے
 صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

اے اللہ تعالیٰ سب حمدیں اور ثنائیں تیرے لیے ہیں۔ تو جہان کو پالنے والا ہے۔
 ☆ درد و سلام حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کرتی ہوں۔ جن کا

مرتبہ تمام رسولوں اور نبیوں سے اعلیٰ ہے۔

☆ میں نے قرآن پاک کی جو آیت تلاوت کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور قریبیوں کو دوزخ کی آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

☆ اے ایمان والو جو ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ پر رسول پر قرآن پر اسلام پر

☆ قیامت پر کس چیز سے خود کو بچانا ہے اور اپنے قریبیوں کو بچانا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا جہنم کی آگ کو پہلے ہزار سال گرم کیا گیا۔ تو وہ سُرخ ہو گئی۔ پھر ایک ہزار برس تک گرم کیا گیا تو پھر سفید ہو گئی۔ پھر ایک ہزار برس تک گرم کیا گیا۔ تو وہ سیاہ ہو گئی۔ اب وہ سیاہ اور تاریک ہے۔ اس دنیا کی آگ سے ستر حصے زیادہ گرم ہے۔ اے میرے صحابہ اس آگ سے پناہ مانگا کرو۔ اور کہا کرو۔

اللَّهُمَّ اجْرِنَا مِنَ النَّارِ۔

اے اللہ ہمیں نار سے بچا۔

قیامت کے روز دوزخ کو لایا جائے گا۔ اُس کی ستر ہزار باگیں ہیں۔ ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوئے میدانِ محشر میں لائیں گے۔ یہ آگ کن لوگوں کے لئے ہیں۔ قرآن خود فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا

اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے۔ تو بے شک اُنکے لیے جہنم کی آگ ہے۔ جس میں ہمیشہ رہنا ہوگا۔

میری بہنوا!

یہ نار کسی کے پاؤں تک ہوگی۔ کسی کے گھٹنوں تک ہوگی۔ کسی کے کمر تک ہوگی۔ اور کسی کی گردن تک ہوگی۔ میرے پیارے نبی حضور ﷺ پر نور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔ جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔ جس کا نام صعود ہے۔ اُس پر آگ ہی آگ ہے۔ کافر ستر برس تک گھیٹ کر آئے گا۔ اوپر سے چڑھایا جائے گا۔ پھر وہاں سے دھکا دیا جائے گا۔ تو وہ گرتا ہوا جہنم میں جائے گا۔

حضور نے فرمایا وہ بدنصیب ہے۔ وہ بدنصیب ہے۔ وہ بدنصیب ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے۔ جو بدنصیب ہے۔ فرمایا جو دوزخ کی نار میں گرے گا۔ پوچھا یا رسول اللہ کون گرے گا۔ فرمایا جس نے خدا کی رضامندی کے لئے اطاعت نہ کی۔ اور نافرمانی نہ چھوڑی۔ وہ دوزخ کی آگ میں گرے گا۔ اور بدنصیب ہوگا۔

میری بہنوا!

جو دوزخ کی آگ سے بچنا چاہے۔ اسے چاہیئے کہ وہ خدا کی نافرمانی نہ کرے۔ نبی کی نافرمانی نہ کرے۔ کسی کا دل نہ دکھائے۔ انسان کو حقیر نہ جانے۔ والدین کی خدمت کرے۔ ہر کام وہ کرے جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہو جائے۔ ہر وقت توبہ اور استغفار کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔ توبہ کرنے کیلئے کچھ وقت اور کئی راتیں اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں۔ ان میں سے ایک رات شب برات ہے جو شعبان کی پندرھویں رات ہے۔

شعبان کے متعلق حضور نے فرمایا یہ میرا مہینہ ہے۔ اور اس مہینے کی شان ایسی ہے۔ جیسے نبیوں میں میری شان ہے۔ اس مہینے میں حضور کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا فرشتوں کی دو عیدیں ہیں۔

لَيْلَةُ الْقَدَرِ ﴿ اور ﴿ شب برات

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ حضور نے فرمایا۔ یہ دونوں عیدیں فرشتوں کی ہیں۔ اور وہ عیدوں میں میری امت کے گناہوں کی بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔ ایک رات حضرت عائشہ کے حجرے میں حضور ﷺ تھے۔ کہ اچانک اٹھے اور کالی کملی اوڑھی۔ یہ رات شب برات تھی۔ حضرت عائشہ دبے پاؤں چلی۔ چلدے چلدے وچ بازاراں تے بڑیاں شانناں والے جنت بقیع وُل قدم بڑھایا تے رحمت دیوے بالے آپ ﷺ نے اپنے دونوں پیارے پیارے ہاتھ اٹھالیے۔ اور اپنی امت کیلئے دعا کرنی شروع کی۔

اُمّت لئی سی ایناں روئے تے دو جہان دے والی
روندیاں روندیاں موڈیاں اُتوں ڈھگ پئی کملی کالی

عرض کیتی پھر

عرض کیتی پھر ہتھ اٹھا کے امت بخش خدایا
امت والے غم میں مولا تیرا حبیب روایا

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ سے کہا جاؤ۔ میرے حبیب کو خوشخبری سناؤ کہ فرشتے آسمانوں کے آپ کی اُمت کی بخشش کی دُعا مانگ رہے ہیں۔
 دیکھ حبیبا وُل آسماں اپنی نظر اٹھا کے
 فرشتے میرے کہڑی دعائیں منگدے سیس نوا کے
 نبیاں دے سردار دی اُمت بخششیں باری تعالیٰ
 جیدے صدقے جگ بنائے جیدا رُتبہ اعلیٰ
 حضور نے آواز سنی۔ تو خدا کا شکر ادا فرمایا۔ حضرت جبریلؑ نے عرض کیا
 یا رسول اللہ خدا فرماتا ہے کہ اس رات رحمت کے تین سو دروازے کھلتے ہیں اور
 لوگوں پر رحمت کی بارش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے
 برابر گنہ گاروں کو بخش دیتا ہے۔

حضرت جبریلؑ نے کہا کہ یا رسول اللہ چند لوگ ایسے ہیں اگر وہ توبہ نہ
 کریں تو ان کی بخشش نہیں ہوگی۔ فرمایا اے جبریلؑ وہ کون لوگ ہیں۔
 عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ چغل خوری کرنے والا۔

میری بہنو!

چغل خور بہت برا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ حضور قبرستان سے گزرے۔ دو قبروں کو
 عذاب ہو رہا تھا۔ حضرت جابرؓ سے حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے جابر ان دو قبر
 والوں کو عذاب اس لیے ہو رہا ہے کہ

ایک پیشاب کے قطروں سے نہ بچتا تھا۔

دوسرا چغل خور تھا۔ اس لیے عذاب ہو رہا ہے۔

ایک آدمی کی بہن مر گئی۔ قبرستان میں اُسے دفن آئے۔ اُن کی روپوں کی تھیلی قبر میں رہ گئی۔ واپس جا کر قبر کھول کر دیکھا تو قبر میں آگ تھی۔ قبر بند کی۔ واپس آ کر ماں سے پوچھا تو کہا تیری بہن چغل خور تھی۔

میری بہنو!

ہمیں ہر وقت گناہوں سے بچتے رہنا چاہیے۔ دوسرا جادو کرنے والا۔ اُس کی بخشش بھی نہیں ہوتی۔ جادو کرنا حرام ہے۔

تیسرا: شرابی جس کی بخشش نہیں ہوتی۔

چوتھا: والدین کا نافرمان

والدین ایک نعمت ہیں۔ اُن کی قدر کرنی چاہیے۔ ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا۔ جس کا باپ راضی ہوگا۔ اُس کا خدا راضی ہوگا۔ جس کا باپ ناراض اُس کا خدا ناراض۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ماں کا چہرہ دیکھیں تو حج کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا اگر ماں دعا کر دے۔ تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ ماں کی بددعا سے اور یتیم کی آہ سے بچنا چاہیے۔ ایک صحابی تھے۔ جن کا نام حارث تھا۔ کلمہ زبان پر نہ آتا تھا۔ کیونکہ ماں ناراض تھی۔ ماں کو بلوایا۔ فرمایا لکڑیاں لاؤ۔ آگ میں اس کو پھینک دو، ماں نے معاف کیا تو کلمہ جاری ہوا۔ ثابت ہوا ماں باپ اگر راضی نہ ہوں تو بندہ دنیا سے ایمان سلامت لے کر نہیں جاسکتا۔ اس لیے انہیں راضی رکھنا چاہیے۔

ایک آدمی حج پر گیا۔ ماں منع کرتی رہی مگر وہ نہ رکا۔ آخر ایک شہر جا پہنچا۔ وہاں رات مسجد میں ٹھہرا۔ چوروں نے بادشاہ کے محل میں چوری کی۔ فوجی پیچھے آئے چوروں نے مال اُس کے پاس مسجد میں رکھا اور چلے گئے۔ وہ پکڑا گیا چوری کے الزام میں اُس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔ منہ کالا کر دیا۔ سارا شہر پھر آیا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ میں چور نہیں ہوں۔ بلکہ ماں کا نافرمان ہوں پھر اپنے گھر آیا۔ ماں نے اسے لینا کر اپنی چادر ڈال کر دعا کی تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

اَدب کریا کرو سارے اے ماواں ٹھنڈیاں چٹھاواں
او روٹھے رات دن رہندے جہاں دیاں مرگیاں ماواں

پانچواں: مشرک بھی نہیں بخشا جاتا
قرآن شریف میں ہے۔

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔

بے شک بہت بڑا ظلم ہے شرک۔

مشرک کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برابر دوسرا خدا ماننا جیسے کافر بتوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ وہ شرک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بھی معاف نہ کرے گا۔ جو کسی کو اُس کے برابر جانے گا۔ یا اُس کا بیٹا جانے گا۔ یا اُس کی بیوی جانے گا۔
چھٹا: وہ انسان جو تکبر کرے گا۔

اس کی بخشش بھی نہ ہوگی۔ جب تک وہ توبہ نہ کرے۔

دنیا میں پہلا گناہ تکبر ہوا۔ شیطان نے تکبر کیا۔ اور لعنتی بن گیا۔

أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ

اُس نے تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا

تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے

اپنے حسن پر تکبر کرنا

جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے آئینہ دیکھا۔ تو کہا میں اتنا حسین ہوں

صبح ہوئی تو آنکھ پر گواہنجی نکلی تھی۔ اسی وقت سجدے میں گر گئے۔

بادشاہت کا غرور۔ فرعون۔ ہامان۔ اور شداد نے

غرور کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نشان تک مٹا دیا۔ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام

کا تخت اڑتا اڑتا اچھا نچا ہو گیا کہ پہلے آسمان کے فرشتوں کی تسبیح سنائی دینے لگی۔

خدا نے فرمایا اے سلیمان اگر تیرے دل میں رائی بھر بھی تکبر آجائے تو یہ تیرا تخت

اُلٹا کر دوں۔ حضور نے فرمایا اگر رائی بھر دل میں ایمان ہوگا۔ تو اس کی بخشش ہو

جائے گی۔ اور اگر رائی بھر تکبر ہوگا۔ تو بخشش نہ ہوگی۔ یعنی تکبر اتنا اہل ہے۔

عبادت کا تکبر بھی ہوتا ہے۔ نبی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔ جس

کے سر پر بادل سایہ کرتا تھا۔ ایک ڈاکو نے دیکھا تو سچے دل سے توبہ کی اور آکر

بولا۔ نیک بندے بزرگ گرمی بہت ہے۔ مجھے بادل کے سائے میں بٹھالیں۔

میں نے توبہ کر لی ہے۔ عابد نے تکبر سے کہا میں اور تو برابر نہیں ہو سکتے۔ میں نے

عبادت کی ہے۔ اور تو ڈاکو ہے۔ جب یہ کہا تو خدا کو پسند نہ آیا۔ اب ڈاکو چلا۔ تو

بادل اُس کے سر پر سایہ کرنے لگا۔ اور بزرگ دھوپ میں رہ گیا۔ خدا نے کہا اب تم دونوں برابر ہو تو نے تکبر کر کے سب کچھ گنوا دیا۔ یہ توبہ کر کے گناہوں کو مٹا بیٹھا اے زاہد تو تکبر سے توبہ کر۔

یعنی غرور نے اُس کے اعمال کو ضائع کر دیا۔

میری بہنو

اس رات تقدیر لکھی جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا اس رات لکھا جاتا ہے۔ کہ شعبان سے شعبان تک کس کو کتنا رزق ملنا ہے کتنی عمر ہوگی، زندہ رہے گا۔ یا مر جائے گا۔ بعض انسان زمین پر چل رہے ہوتے ہیں۔ مگر اس رات اللہ تعالیٰ حضرت عزرائیل کو حکم دے دیتا ہے کہ اس کی جان قبض کر لے۔

میری بہنو!

اس رات ہمیں خدا کے حضور توبہ کرنی چاہیے۔ حضور نے فرمایا اس رات آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ہر آسمان پر فرشتے خدا کے حکم سے آواز دیتے ہیں۔ کوئی ہے قیام کرنے والا۔ رکوع کرنے والا۔ قرآن کی تلاوت کرنے والا۔ درود و سلام پڑھنے والا کوئی ہو۔ خداوند کریم اُس کی دلی مراد پوری کرے گا۔ اور اُسے بخش دے گا۔ اس رات اگر کوئی سو نفل صلوٰۃ الخیر کے پڑھے ہر رکعت میں دس بار سورۃ اخلاص پڑھے۔ تو اس کا ثواب بہت ہے اس کی تمام حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ اور سب سے ادنیٰ حاجت اُس کی بخشش ہوگی۔

میری بہنوا

اگر سونٹ پڑھ کر خداوند تعالیٰ کی رحمتوں کی آغوش مل جائے تو اور کیا چاہیے۔
اس رات صلوٰۃ تسبیح بھی پڑھی جاتی ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی یہ نماز پڑھے۔ اور اُس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔

☆	پھلاں دی سچ تے سونا	☆	اے تیرے کم میں آؤناں
☆	لمو گا خاک دا کوشا	☆	جتنے بچناں نے چھڈ جاناں
☆	جہاں تے مان ہے تینوں	☆	اوہو چھڈ جان گے تینوں
☆	مٹی بک پاؤن گے تینوں	☆	کے بھی نال نہیں رہناں
☆	کتھے دارا ، سکندر نیں	☆	کتھے مست قلندر نیں
☆	سارے قبراں دے اندر نیں	☆	جو کیتا اے اوہو پاؤناں
☆	اچے ویلا نہ رہ وہیلا	☆	چلا چرخہ بنا دھیلا
☆	تو جانا دیس پردیسوں	☆	چاپئے کجھ تے پلے ہوناں
☆	تیرا اے سعید ہے حملہ	☆	خالی عملوں ایذا پلا
☆	کرم جے کر دیوے اللہ	☆	اپنے دُنیا تو کی لیناں

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿15﴾

فضائلِ رمضان المبارک

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلٰی

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ وَبَلَّغْنَا رَسُوْلَهُ النَّبِيَّ الْكَرِيْمُ ﷺ

تمام نہیں مل کر درود و سلام پڑھیں!

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

سب تعریف خدائے وحدہ لا شریک کے واسطے کہ جس نے کائنات کا

وجود بنایا۔ ارض و سماء بنائے۔ شمس و قمر بنائے۔ سیارے بنائے۔ انسان و حیوان

بنائے۔ حجر و شجر بنائے۔ عرش و فرش بنائے۔ پھول اور مکھل بنائے۔ برگ و ثمر

بنائے۔ جس کی حمد کرنے والے مقدر کے سکندر بن جاتے ہیں۔ جس کو سجدہ کرنے

والے جنت کے مالک بن جاتے ہیں۔ جس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے
 زمانے کے امام بن جاتے ہیں۔ جس کا کلمہ پڑھنے والے اُس کے ولی بن جاتے
 ہیں۔ جس کی باتیں سنانے والے محدث بن جاتے ہیں۔ جس کے نافرمانوں کے
 لیے جہنم کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ جس کے دشمنوں پہ زمین تنگ کر دی جاتی
 ہے۔ جس کے دشمن اُس کی گرفت سے نہیں نکل سکتے۔ چاہے وہ نمرود ہو یا فرعون
 ہو یا ہڈا اور ابو جہل۔ اُس خدائے بزرگ و برتر کی حمد کرتے جائیں۔ کرتے
 جائیں۔ اپنی زبانوں کو اُس کی تعریف سے شیریں اور تر رکھیں۔ تو پھر رحمتوں کی
 بارش ہو جائے گی اور ایک دن اُس سے ملاقات ہو جائے گی۔

درد و وسلام کا ہدیہ آقائے کُل۔ دانائے کُل۔ مولائے کُل۔ عقل کامل
 عالم ماکان و مایکون۔ سرور کونین۔ سید المرسلین۔ خاتم النبیین۔ شب اسری کے
 دولہا۔ شافع محشر۔ راحت زمانہ۔ رحمت زمانہ۔ باعث تخلیق کائنات۔ رحمتوں کا
 خزانہ۔ محبوب رب کبریا۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ عظیمہ کریمہ میں۔ کہ
 جن کا نام روجوں کی تسکین ہے۔ دلوں کا چین ہے۔

میری بہنو:

میں نے آپ کے سامنے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اُس کا ترجمہ یہ
 ہے کہ اے ایمان والو۔ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلوں پر فرض
 کئے گئے تھے تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔

میری بہنو:

اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔ کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج..... یہ بالترتیب فرض کئے گئے۔ پہلے نماز فرض ہو چکی تھی۔ اب ایمان والوں پر روزے بھی فرض کر دیئے گئے۔ تاکہ روحانی پاکیزگی حاصل ہو۔

میری بہنو:

پہلے ایک روزہ فرض تھا۔ وہ دسویں ﴿10﴾ محرم کا روزہ تھا۔ پھر ہر قمری مہینے کے تین روزے فرض کئے گئے۔ یعنی تیرہ ﴿13﴾ چودہ ﴿14﴾ پندرہ ﴿15﴾ کا روزہ..... پھر اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے روزے فرض فرمادیئے باقی روزے نقلی رہ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے ایمان والو۔ یہ خیال نہ کرنا کہ روزے صرف تم پر ہی فرض کئے گئے ہیں بلکہ تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں ان پر بھی روزے فرض تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام امتیں روزہ رکھتی تھیں۔ حضرت آدم علیہ السلام ہر ماہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ کا روزہ رکھتے تھے۔

میری بہنو:

جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو تین سو سال تک روتے رہے۔ گرم اور سرد ہواؤں نے، موسموں کی تبدیلی نے ان کا جسم

کالا کر دیا۔ اب جب توبہ قبول ہوئی تو فرمایا۔ اے آدمؑ تم نہ کھا۔ تیرا جسم نوری اور صاف ہو جائے گا۔ تین روزے رکھ۔

میری بہنو:

حضرت آدم علیہ السلام نے تیرہ کاروزہ رکھا تو جسم کا تیسرا حصہ صاف ہو گیا۔ چودہ کاروزہ رکھا تو جسم کا آدھا حصہ پاکیزہ صاف ہو گیا۔ پندرہ کاروزہ رکھا تو آپ کا جسم نوری بن گیا ﴿سبحان اللہ﴾ اس لیے بزرگ فرماتے ہیں کہ جو بھی ہر ماہ کے یہی تین روزے رکھا کرے گا تو وہ بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔

میری بہنو:

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی یہی روزے رکھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سال میں چالیس روزے فرض تھے۔ آپ کی امت کے لوگ چالیس روزے رکھتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ یعنی ایک دن روزہ سے ہوتے اور دوسرے روز روزہ نہ رکھتے تھے۔ اس کو صوم داؤدی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے۔ مگر بعد میں آنے والے راہبوں اور پادریوں نے اپنی مرضی سے چالیس روزے بنا لیے اور کہا کہ جس موسم میں چاہو رکھ لو۔

میرق بسنو:

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے صرف ہم پر ہی فرض نہیں کئے گئے۔
بلکہ ہم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے۔ اس لیے ہمیں گھبرانا نہیں چاہئے۔

قرآن پاک میں خداوند کریم کا ارشاد ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ

کہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن پاک نازل ہوا اور فرمایا جب یہ مہینہ
آئے تو اُس کے روزے رکھو!

حضور ﷺ نے شعبان کے آخر میں منبر پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے میرے صحابہ سنو۔ کل سے جو مہینہ شریف آرہا ہے وہ شَهْرُ اللَّهِ ہے۔ یعنی اللہ کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں اگر کوئی ایک فرض ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو ستر ﴿70﴾ فرضوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اگر ایک نفل ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو فرض کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ اس مہینے میں شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اُس کو زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ بندوں کو نیکی کرنے اور عبادت کرنے سے نہ روک سکے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے فرشتو! جنت کے آٹھوں دروازے کھول دو اور نیکی کرنے والوں کے لیے محلات بناؤ۔ حوروں سے کہو کہ ہر روز ان نیک لوگوں کا انتظار کریں جو میری رضا کے لیے میری عبادت کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اس مہینے میں اللہ تعالیٰ جہنم کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ تاکہ اُس کی رحمت ظاہر ہو۔ لوگوں کو جہنم سے نجات ملے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ روزہ دار جب روزہ رکھتا ہے اور جب افطار کرتا ہے تو اُس کی دُعا کو قبول کیا جاتا ہے۔ اور روزہ افطار کرنے والا جب کسی کا روزہ افطار کرتا ہے تو وہ دوزخ سے اتنی دُور ہو جاتا ہے کہ جتنا زمین اور آسمان کا فاصلہ ہے اور فرمایا۔ جس نے روزے دار کو پیٹ بھر کے کھانا کھلایا۔ قیامت کے روز میں اُسے اس وقت حوضِ کوثر سے جامِ پلاؤں گا۔ جب وہ پیسا ہوگا۔ وہ کبھی بھگا رہے گا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر عبادت کا ثواب اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے مگر روزے کی جزاء کے بارے میں ارشاد ہے۔

الْكُفُومُ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ

یعنی روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاء ہوں۔ ﴿سبحان اللہ﴾

☆ جنت میں ایک دروازہ ہے۔ جس کا نام **باب الريان** ہے۔ اُس میں سے روزہ دار کو گزارا جائے گا اور فرمایا جائے گا۔ اے روزہ دار تو میرے لیے بھوکا رہا۔ تو میرے لیے پیسا رہا۔ تُو نے رات کو قرآن پڑھا۔ دن کو روزہ رکھا۔ سارا

دن اور رات اپنی خواہشات کو چھوڑ کر میرے ذکر میں لگا رہا۔ میری رضا تلاش کرتا رہا۔ اب میں تجھ سے راضی ہو گیا ہوں۔ اس لیے آدھے روزے داروں میں تمہیں اپنا دیدار دوں۔ اس وقت روزے داروں کی خوشیوں کا ٹھکانہ ہے۔ وہ بہت خدا اور خدا مان ہوں گے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
اَلْصَّوْمُ جَنَّةٌ
یعنی روزہ ڈھال ہے۔

ڈھال پر دشمن کا وارو کا جاتا ہے مگر روزہ دار کے لیے یہ ڈھال ہے شیطان سے۔ یہ ڈھال ہے گناہوں سے۔ یہ ڈھال ہے برائیوں سے۔ یعنی روزہ دار ہر گناہ سے، ہر برائی سے بچا رہتا ہے اور شیطان بھی اس کے قریب نہیں جاتا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس مہینے کا اول رحمت ہے۔

شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ۔ یعنی اس مہینے کے پہلے دس دنوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور یہ گناہ گار سے پکار پکار کر کہتی ہے کہ آؤ توبہ کر لو اور میری رحمتوں کے سائے میں بیٹھ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی رحمتیں نازل ہوتی ہیں کہ جس کا شمار کرنا انسان کی عقل سے دُور ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ

ماہ رمضان کا درمیانہ حصہ بخشش کا ہے۔

ہر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی بخشش ہو جائے اور وہ جنت میں چلا جائے۔ فرمایا اے بخشش چاہنے والو۔ ماہِ رمضان کے جو گیارہ سے بیس تک کے ایام ہیں۔ ان میں خداوند کریم کی بخشش آوازیں دے دے کر گناہوں کو معاف کرتی ہیں۔ کہ آؤ خداوند کریم کے حضور سجدہ ریز ہو کر مغفرت کے حقدار بن جائیں۔

پھر فرمایا۔

اٰخِرَةُ عِتْقٍ "مِنَ النَّارِ"

یعنی ماہِ رمضان کا آخر عشرہ دوزخ سے آزادی کا ہے۔

کون ہوگی جو دوزخ میں جانا پسند کرے گی؟

میری ہر ایک بہن دوزخ کی آگ سے بچنا چاہتی ہے۔ تو اسے ماہِ رمضان کے تیسرے عشرے میں آگ سے پناہ مانگنی چاہئے۔ خداوند کریم کو راضی کرنا چاہئے۔ اس کے حضور آنسو بہا لینا چاہئے۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اگر کوئی صبح کی نماز کے بعد یہ دُعا مانگے

اگر وہ شام تک فوت ہو گیا تو شہیدوں میں اٹھے گا اور دوزخ سے نجات پائے گا۔ تو وہ بھی شہیدوں میں شمار ہوگا۔ ﴿سبحان اللہ﴾

میری بہنو:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ روزہ دار اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے بلکہ

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک و عنبر سے زیادہ پیاری ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت کا دن بہت سخت ہوگا۔ کوئی کسی کا ہمدرد نہ ہوگا۔ مگر اُس بے چارگی کے وقت جس نے کام آنا ہے وہ اللہ کا قرآن ہوگا۔ اور ماہِ رمضان ہوگا۔

میری بہنو:

قرآن پاک کہے گا۔ اے باری تعالیٰ اس نے میری صبح و شام تلاوت کی اس کا دل میری طرف مائل رہتا تھا۔ اس لیے آج اس کی سختی کو دور فرما۔ اس پر اپنی رحمت نازل فرما۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی شفاعت سے بندے کو بخش دے گا۔ ماہِ رمضان قیامت کے دن کہے گا۔ اے میرے مولا۔ اس نے میری عزت کی۔ اس نے مجھے پیار کیا۔ میں ان کا مہمان ہوا تو ان لوگوں نے قرآن کی تلاوت سے مجھے سجایا۔ دن بھر بھوکے رہ کر، پیاسے رہ کر میرا دقار بلند کیا۔ ان لوگوں نے اپنی خواہشات کو چھوڑ کر تیرے قانون کو اپنایا۔ تیری رضا کی خاطر راتوں کو جاگ جاگ کر ذکر میں مصروف رہے۔ اے میرے اللہ ان تمام لوگوں کو جنتی بناؤ۔ ان کی مصیبت بھوک، پیاس سب دور فرما۔ اللہ تعالیٰ ماہِ رمضان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ اور مومنوں کے لیے راحت اور رحمت کے دروازے کھول دے گا۔

﴿سبحان اللہ﴾

میری بہنو:

ایک روح پرور واقعہ سناتی ہوں۔ ذرا اپنی آنکھوں کے سامنے وہ منظر لاؤ کہ مسجد نبوی ہو اور حضور ﷺ کی تشریف آوری ہو رہی ہو۔ ﴿سبحان اللہ﴾

ایک روز حضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے تمام صحابہ نے اٹھ کر آپ کا استقبال کیا۔ حضور ﷺ منبر پر بیٹھنے کے لیے آگے بڑھے۔ جب آپ ﷺ نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا۔ **لَا نَنْتَزِرُ** پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا **لَا نَنْتَزِرُ** پھر جب تیسری سیڑھی پر بیٹھنے لگے تو فرمایا۔ **لَا نَنْتَزِرُ** تمام صحابہ خاموش تھے کہ ایک صحابی ادب سے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ب منبر پر تشریف لائے تو آپ نے تین بار **لَا نَنْتَزِرُ** فرمائی۔ کوئی دُعا کرنے والا تو نظر نہیں آیا۔ پھر آپ نے یہ **لَا نَنْتَزِرُ** کیوں فرمائی۔ یا رسول اللہ ﷺ اس کی وجہ ارشاد فرمادیں۔ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ۔ ابھی ابھی حفصہ - جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا۔ جب میں پہلی سیڑھی پر چڑھا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے پیارے حبیب اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس کی عمر میں اُس کے والدین حیات ہوں اور وہ اُن کی - مت کر کے جنت نہ حاصل کرے وہ بڑا بد بخت انسان ہے۔ میں نے یہ سن کر کہا۔ آمین۔

میرق بہنو:

ہمیں اپنے والدین کا ادب کرنا چاہئے اور ان کی ہر طرح سے خدمت کرنی چاہئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ

الْجَنَّةُ مَحْتِ اَكْدَامِ الْاُمَّهَاتِ

ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ اگر جنت کی تلاش ہے تو ماں کی خدمت

ضرور کیا کرو۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ جس نے ماں کا چہرہ پیار سے دیکھ لیا۔ اُس کے نامہ اعمال میں ایک حج مبرور لکھا جاتا ہے۔ گویا کہ ماں کو دیکھنا بھی ثواب ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس سے جس کا باپ راضی ہے۔ اُس سے اُس کا خدا راضی ہے۔ اور جس سے اُس کا باپ ناراض ہے۔ اُس سے اُس کا خدا بھی ناراض ہے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِحَقِّ قُرْآنٍ دَعَاؤُهُ
ماں پو نال کرنی نیکی حکم اللہ فرما دے

میرق بہنو:

والدین کی جو خدمت نہ کرے اُسے حضور ﷺ نے اپنی پیاری پیاری زبان سے بد بخت کہا ہے۔ اس لیے والدین کی خدمت کر کے بد بختی سے بچنا چاہئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جب میں نے دوسری بیڑھی پر قدم رکھا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ اے حبیب ﷺ جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام لیا جائے اور وہ آپ پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ بد بخت انسان ہے۔

میری بہنو:

اب تو لوگ درود شریف پڑھنے پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ خدا اور خدا کے رسول کو پیارا ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے عائشہ صدیقہ وہ شخص قیامت کے روز بد قسمت ہوگا۔ جو میرا چہرہ نہ دیکھ سکے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ وہ بد بخت اور بد قسمت کون ہوگا؟

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو مجھ پر درود نہ پڑھنے والا ہوگا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کون ہے جو قیامت کے روز میرے قریب ہونا چاہتا ہے۔ تمام صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سب آپ کے قریب ہونا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ سو! قیامت کے دن میرے وہ زیادہ قریب ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوگا۔

میری بہنو:

ایک بار درود شریف پڑھیں تو دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ اور دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اس لیے جب بھی حضور ﷺ کا نام سو تو درود شریف پڑھا کرو۔ چاہے حضور ﷺ کا نام نعت شریف میں آیا یا باتوں کے درمیان آئے۔ تقریروں کے دوران آئے یا اذان کے اندر آئے۔ اس سے آپ بدبختی سے بچ جائیں گی۔

وہ ہے سچا اور سچ کے سوا بولتا نہیں
 جب تک نہ کہے اُس کو خدا، بولتا نہیں
 بدقسمت ہے وہ انسان کہ اُن کا نام
 سُناتا ہے مگر **صَلِّ عَلَيَّ** بولتا نہیں

میری بہنو:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ جب میں منبر پر بیٹھنے
 لگا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ اے حبیب اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے کہ جس کی عمر میں ماہِ رمضان آجائے اور وہ خدا کو راضی کر کے جنت
 حاصل نہ کرے تو وہ بھی بد بخت انسان ہے۔ میں نے کہا **لَا نَنْتَزِرُ**

میری بہنو:

ماہِ رمضان میں چونکہ شیطان قید ہوتا ہے اس لیے جی بھر کے قرآن کی
 تلاوت کرو۔ نفل پڑھو۔ سجدے کرو۔ دُعائیں مانگو۔ ذکر کرو۔ صدقہ خیرات کرو
 ہر اچھی محفل میں شرکت کرو۔ روزے افطار کرائیں۔ اس سے خداوند کریم راضی
 ہوگا اور تمہارا ٹھکانہ جنت میں بن جائے گا۔ ایک بات ضرور یاد رکھیں کہ جب کبھی
 روزے افطار کرائیں تو افطاری سے قبل ختم شریف ضرور پڑھ لیا کریں اور بسم اللہ
 پڑھ کر کھانا کھائیں۔

میری بہنو:

یہ روزے ہم پر کیوں فرض کئے گئے ہیں۔ قرآن پاک خود فرماتا ہے کہ

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

تا کہ تم پر ہیزگار بن جاؤ

اب پرہیزگار کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے ظاہر اور باطن کو صاف کر لو۔ نیت کے مطابق اور عمل کے مطابق نیت کو درست رکھو۔ اپنے اندر سے شیطان کے دسواں نکال کر رحمان کی تلاش کا جذبہ بیدار کرو۔ ایمان کو مقدم جانو۔ آخرت کی فکر کرو۔ دھوکا، غیبت، چغلی، گالی اور جھوٹ سے بچو! حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب تم روزے کی حالت میں ہو اور تمہیں کوئی گالی دے یا جھگڑا کرے تو کہہ دو کہ میں روزے سے ہوں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بعض لوگ بھوکے پیاسے رہتے ہیں ان کو روزے کا ثواب نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ جھوٹ بولنا، غیبت کرنا اور دھوکا دینا نہیں چھوڑتے۔

میری بہنو:

روزہ صرف یہی نہیں کہ بھوک اور پیاس سے رہا جائے۔ نہیں بلکہ جسم کے تمام اعضاء کا روزہ ہوتا ہے۔ آنکھوں کا روزہ بھی ہے۔ کانوں کا روزہ بھی ہے۔ آنکھوں سے نامحرم کو نہ دیکھا جائے۔ کانوں سے گانے وغیرہ نہ سنے جائیں۔ زبان کا روزہ ہے کہ جھوٹ اور چغلی سے بچا جائے۔ ہاتھوں اور پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ

ان سے کوئی ایسا کام نہ لیا جائے جو شریعت کے خلاف ہو۔

ایک بار ایک عورت نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ میری ہمسائی روزے بھی رکھتی ہے۔ نمازیں بھی پڑھتی ہے۔ مگر وہ گالیاں دیتی رہتی ہے۔ ہمیں ستاتی رہتی ہے۔ جھگڑا کرتی رہتی ہے۔ اس سے اُس کے ہمسائے اُسن میں نہیں ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ وہ عورت جہنمی ہے۔

میری بہنو:

روزے رکھ کر برائیوں سے بچنا بھی ضروری ہے۔ اس لیے فرمایا روزے تم پر فرض کئے تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔

پیاری بہنو:

رمضان کے مہینے میں ایک عبادت **اکتعال** بھی ہے۔

حضور ﷺ ہر سال رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ اعتکاف کا مطلب ہے کہ رمضان المبارک کے بیسویں روزے کی عصر سے لے کر چاند نکل آنے تک مرد مسجدوں میں اور عورتیں گھروں میں ایک مخصوص جگہ بنا کر قیام کریں اور بلا ضرورت وہ جگہ نہ چھوڑیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ جو اعتکاف کرے اُسے کتنا ثواب ملتا ہے۔؟ حضور ﷺ نے جواب دیا اے میرے

صحابہ اُس کے نامہ اعمال میں دو حج اور دو عمرے لکھے جاتے ہیں۔ ﴿سبحان اللہ﴾
 اعتکاف کرنے والا اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے۔ اور میزبان اپنے مہمان کو کھلاتا بھی
 ہے اور پلاتا بھی ہے۔ اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھتا ہے۔ ایسے ہی اعتکاف
 والے سے اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ اے میرے مہمان مانگ جو مانگتا ہے۔ تجھے
 عطا کیا جائے گا۔

اعتکاف کرنے والا ایسے ہوتا ہے کہ جیسے ایک فقیر اپنے آقا کے در پر آ کر
 بیٹھ جائے اور صد لگا تار ہے۔ لگا تار ہے۔ تو ایک دن آقا خود پوچھتا ہے کہ اے
 میرے در پر آنے والے تجھے کیا چاہیے؟

آپ نے فرمایا۔ اعتکاف کرنے والے کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کا
 کھانا بھی عبادت ہوتا ہے۔ پہننا بھی عبادت ہوتا ہے۔ سونا بھی عبادت ہوتا ہے۔
 اس لیے میری بہنو۔ اگر خدا توفیق دے تو اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔

میری بہنو:

اس ماہ رمضان میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے۔ کہ جس کا ثواب ہزار
 ماہ کی عبادت سے بھی زیادہ ہے۔ وہ رات قدر کی رات ہے۔ جس کے بارے میں
 قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

بے شک ہم نے قرآن قدر کی رات میں نازل کیا۔

پیارے بسنو:

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں ارشاد فرمایا۔ اے میرے پیارے صحابہ۔ سو! بنی اسرائیل میں ایک شخص گزرا ہے۔ جس کا نام شمعون تھا۔ اُس نے اتنی سال تک دن کو روزہ رکھا اور جہاد کیا۔ رات کو کھڑے ہو کر عبادتِ خداوندی میں لگن رہا۔ پھر وہ آخری عمر میں شہید کیا گیا۔ اُس کا مرتبہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہو گیا۔

یہ سن کر صحابہ کرام کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہماری تو عمریں قلیل ہیں۔ ہم اُس مجاہد جیسی عبادت نہیں کر سکتے۔ وہ تو ہم سے بڑھ گیا۔ ہمارا کیا حال ہوگا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بند و گھبراؤ نہیں ماہِ رمضان میں ایک رات ایسی ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بھی افضل و بہتر ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ

کہ قدر کی رات ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔

میری بسنو:

ہزار مہینے سے بہتر خداوند کریم نے فرمایا۔ اب نہ جانے یہ کتنی بہتر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ رات جس کو میل جائے گی اُس کا بیڑا پار ہو جائے گا۔

فرمایا یا رسول اللہ ﷺ یہ کونسی رات ہوتی ہے؟

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو ایک سو (21) تیسویں (23) پچیسویں (25) ستائیسویں (27) ائیسویں

(29) رات میں تلاش کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ قدر کی رات کونسی ہوتی ہے۔ تو آپؓ نے فرمایا۔ ستائیسویں (27) رمضان المبارک لیلة القدر ہے۔

میری بہنو:

اس رات اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے کھل جاتے ہیں۔ فرشتے جبرائیل علیہ السلام اور رسولوں کی ارواح مقدسات زمین پر تشریف لاتی ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے ہنڈ پھیلاتے ہیں۔ جس کے سر پر بکھر دیتے ہیں وہ جہنم سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اس ماہ زیادہ سے زیادہ توبہ کرنی چاہئے۔ نوافل ادا کریں۔ صدقہ و خیرات ادا کریں۔ بیمار کی عیادت کریں۔ ساری ساری رات عبادت میں مصروف رہیں۔ پھر ہی خداوند کریم کی رضا حاصل ہوگی اور ہزار مہینے سے زیادہ ثواب ملے گا۔ بخشش ہو جائے گی۔ تم جنت کی حقدار بن جاؤ گی۔ جہنم سے نجات حاصل کر جاؤ گی۔

میری بہنو:

اس رات صلوٰۃ التبیح کی نماز بھی افضل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی صلوٰۃ التبیح کی نماز ادا کرے تو اگر اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ ﴿سبحان اللہ﴾ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں ماہِ رمضان کی برکات سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آئین)

رمضان دا مہینہ بڑیاں برکتاں لیاا اے
 اللہ دا مہینہ ایوں آقا فرمایا اے
 دوزخاں دے در بند جنتاں دے کھلے
 شیطان مردود تائیں قید وچ پایا اے
 بختاں نوں رووے نالے سڑے وچ آگ دے
 چنے اے مہینہ وچہ عیش دے لنگایا اے

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

امام غزالی فرماتے ہیں کہ

عید الفطر کے دن جس نے عید کے بعد تین سو مرتبہ

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ

مرنے والوں کی ارواح کو ثواب بھیجا

تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوتے ہیں

جب پڑھنے والا مرے گا

تو اُس کی قبر میں بھی ایک ہزار انوار داخل ہوں گے

تقریر نمبر ﴿16﴾

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ۝ أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝

ہمیں چلا سیدھے راستے پر اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تیرا انعام ہوا۔

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمَ وَبَلَّغَنَا رَسُولُهُ النَّبِيَّ الْكَرِيمَ ﷺ

الضَّلَاةِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحد لا شریک ہے۔ جس کا کوئی

ہمسرا اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دنیا بنانے پر

قادر ہے اور دنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان،

بڑے بڑے شہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے

ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اُٹھتے ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف

ایک خاکی انسان سے نہیں ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔
 قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔
 کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔
 مگر رب کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی
 کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی
 وہ شاہوں کو گدا کر دیگدا کو بادشاہ کر دے
 اشارہ اُسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درود و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکارِ درود عالمِ رحمت جہاں،
 سرکارِ مدینہ، نور کا گینہ، راحتِ قلب و سینہ، امام الانبیاء و امام المرسلین، شبِ اسری
 کے دو لہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ عالم پناہ میں
 کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کہ جن کے
 صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

درود و سلام کا ہدیہ بارگاہِ رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں کہ جن
 کی امت میں سے خداوند کریم نے ہمیں پیدا فرمایا۔ یہ رمضان المبارک کا مبارک

مہینہ ہے۔ یہ خدا کا مہینہ ہے یہ صبر کا مہینہ ہے اس میں روزے رکھ کر اور گناہوں سے معافی مانگ کر مسلمان خدا کے مقرب بن جاتے ہیں۔ ہمیں بھی خدا کی توفیق سے روزے رکھنے کا موقع مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور تمام بہنیں دعا کریں کہ یہ رمضان کا مہینہ ہم سے راضی خوشی جائے۔ میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تیرا انعام ہوا۔

میری بہنو!

اس مہینے کی تین تاریخ کو حضور کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہرا کا وصال ہوا عورتوں کو چاہیے۔ کہ ان کے راستے پر چل کر اپنی زندگی گزاریں تاکہ ہماری آخرت سنور جائے۔

1- حضرت فاطمہ کون ہیں۔ جو حضور ﷺ کی آغوش

میں تھی۔ آپ کی صحبت نے انھیں کامل بنا دیا۔

2- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی پہلی بیوی تھیں۔ جن کی چار

بیٹیاں تھیں۔ زینب، اُم کلثوم، رقیہ، اور فاطمہ۔ حضرت فاطمہ کی عمر ابھی پانچ برس کی تھی کہ حضرت خدیجہ بیمار ہو گئیں۔ قدرتی طور پر ماں باپ کو چھوٹی اولاد سے زیادہ پیار ہوتا ہے اس لیے حضرت خدیجہ کو حضرت فاطمہ سے بہت پیار تھا۔ بیماری جب لمبی ہو گئی تو حضرت فاطمہ کو بلوایا اور اپنے سینے سے لگایا۔

کول سد کے سینے دے نال لاکے ہنجو ڈولدی وال سنوار دی اے
 ماں بیٹی دی نال اشا ریاں دے ہندی گفتگو راز پیار دی اے
 گھٹ گھٹ مل لے دھینے ماں تائیں ملاقات اے آخری وار دی اے
 سرتے گھڑی وچھوڑے دی کوکدی سی ماں بیٹی ول نظر اولار دی اے

حضرت خدیجہ نے بیٹی کو پیار کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری بیٹی کا خیال رکھنا
 اسے رونے نہ دینا۔ اسے پیار کرنا۔ اس کی ہر خواہش پوری کرنا۔ میری بیٹی کی ایسی
 تربیت کرنا کہ دنیا والوں کے لیے مثال بن جائے۔ اتنا کہا اور حضرت خدیجہ نے اپنی
 روح حضرت عزرائیل کے سپرد کر دی۔ حضرت فاطمہ ماں کے کلیجے سے لگ گئی۔ اور کہا
 لٹاں۔ اب کس کے سینے پہ فاطمہ سوئے گی۔ اب اماں مجھے کون پیار کرے گا۔ سرکار
 دو عالم حضرت محمد ﷺ شریف لائے۔ فرمایا بیٹی فاطمہ گھبرا نہیں۔ یہ رحمتوں والی
 گود تیرے لیے حاضر ہے۔ حضرت خدیجہ جو حضور کی غم گسار بیوی تھیں۔ دکھ میں سکھ میں
 ہر طرح کے موقع پر ساتھ رہیں۔ اب جد اہور ہی تھی۔ سرکار مدینہ ﷺ نے حضرت
 فاطمہ کو کندھے پر سوار کیا ہوا تھا۔ قبرستان گئے۔ حضور نے فاطمہ کی ماں کو قبر میں اتارا اور
 فرمایا۔ اے لوگو۔ یہ وہ بیوی ہے کہ لوگوں نے کفر کیا اس نے میرا کلمہ پڑھا۔ لوگوں نے
 دکھ دیئے اس نے دلا سہ دیا لوگوں نے مال چھینا۔ اس نے مجھے مال دار کر دیا۔ اے لوگو
 یہ بیوی مجھے غمگین کر گئی۔ یہ کہہ کر آپ نے حضرت فاطمہ کو سینے سے لگا لیا۔

بنا تربت خدیجہ کی امام الانبیاء آئے
 تہی افلاک نے بھی دیکھ کر تھے اشک برسائے

کھر میں آئے حضرت فاطمہ کا یہ حال تھا

جناب فاطمہ زہرہ کو امی یاد آتی تھی
تو فوراً دوڑ کر گودِ نبی میں چھپ وہ جاتی تھی
نبی اللہ بڑے غمگین تھے اُس کی جدائی میں
کہ جن کی خدمتوں کی دُھوم ہے ساری خدائی میں

میرے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت نے پانچ نمازیں

پڑھیں۔ رمضان کے روزے رکھے اور خاوند کی خدمت کی۔ اُسے جنتی ہونے کی
بشارت دو۔ سب عورتوں کو چاہئے کہ اپنے خاوند کی خدمت کیا کریں۔

میری بہنوا!

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؑ کی بہت اچھی تربیت کی۔ قرآن حفظ
کرواتے۔ نماز کا سبق دیا۔ صبر، شکر، ریاضت، شرافت، سخاوت، عبادت، امانت،
دیانت، وفا، حیا، پردہ واری۔ غم خواری۔ تقویٰ۔ علم قرآن اور عمل میں فیضان کا
دریا بہا دیا۔ ایک روز میرے رسول عربی خانہ کعبہ کے قریب نماز ادا فرما رہے تھے
کہ ایک کافر نے سجدے کی حالت میں اونٹ کی اوجھڑی پیٹھ رکھ دی۔ حضرت
فاطمہ کو معلوم ہوا تو دوڑی آئی اور اوجھڑی کو ہٹایا اور کہا اے کافر! ایسے انسان کو
ستاتے ہو۔ جو تمہیں ایک خدا کی عبادت کا سبق دیتا ہے۔ جو تمہیں شراب سے منع
کرتا ہے۔ جو کہتا ہے اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن نہ کرو۔ جو کہتا ہے۔ نیک بن جاؤ۔
بڑے کام چھوڑ دو۔ یہ کہہ کر حضور کی آغوش میں بیٹھ گئی۔ سرکارِ دو عالم نے ماتھا چوم

لیا۔ حضور نے مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ دو ہجری کو حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے ہوا۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔

خطبہ پڑھا نبی نے جو حمد و ثنا کے ساتھ
آئے ملک بھی۔ نعرہ صلی علی کے ساتھ

دل خوش ہوئے جو کھڑے کھڑے رسول صلی و بتول سے
حق سے ملا ثواب تو ٹرے رسول سے

حضور نے حضرت عائشہ اور اسماء سے کہا فاطمہ کو رخصت کرو اور خود دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ سینے سے لگایا اور فرمایا اے بیٹی فاطمہ تیری ماں حضرت خدیجہ ہوتیں۔ اپنے ہاتھوں سے رخصت کرتی۔ مگر اب تیرا باپ رخصت کرے گا۔ سر پر پاکیزگی کی چادر تھی۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔ سر کا ردو عالم نے سر پر کملی کا سایہ کیا ہوا تھا۔ جنت کی حوریں گیت گارہی تھیں۔ فرشتے موحی حیرت تھے۔ یہ دیکھو رسول کی بیٹی بتول علی کے گھر میں کس شان سے جا رہی ہیں۔ کتنی خوش نصیب ہے کہ رسول خدا خود اپنی آغوش میں لیے محبت کی نگاہ سے رحمتیں نچھاور کرتے ہوئے بیٹی کو رخصت کر رہے ہیں۔

میری بہنو!

ذرا غور کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو جہیز میں کیا دیا۔ اگر میرے رسول چاہتے تو سونا اور چاندی دے دیتے۔ ریشم کے کپڑے دیتے۔ بے شمار سامان دیتے۔ مگر رحیم کریم رسول کو اپنی امت کا اتنا خیال تھا کہ غریبوں، مسکینوں کا

اور ایک بار دوسرا کلمہ پڑھا کرو۔ تیری چکی حضرت جبرائیل چلانے آئیں گے۔
 حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت فاطمہ کے گھر گیا
 دیکھا کہ حضرت فاطمہ حسن اور حسین کو قرآن کی لوری سنار ہی تھی اور چکی خود بخود چلتی
 ہے میں حیران رہ گیا اور حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا تو حضور نے فرمایا میری
 بیٹی کی چکی حضرت جبرائیل چلانے آتے ہیں **لَا تَعْبَهُنَّ اَرْضُهَا**

یہ شان ہے حضرت فاطمہ زہرا کی۔☆ ایک دن حضور نے مسجد
 نبوی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیٹی کی شادی کا ذکر کیا کہ اس کا لباس ریشم کا
 تھا۔ جوتے پر ہیرے جوئے تھے۔ شادی میں تمام جاندار حاضر تھے۔ جنوں نے
 پاکی اٹھائی۔ زیور سونے کے اتنے تھے کہ سونا ہی سونا نظر آتا تھا۔ کئی روز تک
 چراغاں کیا گیا اور ایک ایسا محل دیا گیا۔ جس کی دیواریں زمرد اور سرخ پتھر سے بنی
 تھیں۔ سنگ مرمر کا فرش تھا۔ ہر طرف شیشے لگے ہوئے تھے۔ حضرت علی نے یہ
 سب کچھ سنا تو گھر آئے۔ حضرت فاطمہ سے سارا واقعہ کہا۔

یہ سن کر حضرت فاطمہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کہ ایک میں سید الانبیاء
 کی بیٹی ہوں۔ کہ غربت کی زندگی ہے۔ مکان بچا ہے۔ یہ سوچتے سوچتے سو گئی۔
 خواب میں دیکھا کہ خوشبودار ہوا آتی ہے۔ ایک لڑکی حضرت فاطمہ کو پکھا۔ حمل رہی
 ہے۔ حضرت فاطمہ نے پوچھا۔

اے لڑکی تو کون ہیں؟

اس نے کہا بیٹی ہوں حضرت سلیمان کی
اور باندی فاطمہ ذی شان کی
جو ہے دختر نبیوں کے سلطان کی
باندی ہوں مشکور ہوں رحمان کی

صبح بیدار ہوئی تو حضور تشریف لائے۔ فرمایا بیٹی خواب تو سنا۔ حضرت
فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ..... اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اُس نے مجھے اتنا
نوازا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں۔ کہ اُسے دُنیا ملی اور مجھے دین
دیا اور خدا کے حضور عرض کرتی ہوں۔ اے میرے باری تعالیٰ یہ رات اتنی لمبی کر
دے کہ تیری بندگی تیری عبادت دل کھول کر کرے۔ ابھی میرے دو نفل بھی پورے
نہیں ہوتے کہ تیری رات ختم ہو جاتی ہے۔ آپ خود بھی تہجد پڑھتیں اور اپنے بچوں
کو بھی تہجد کے وقت ساتھ بیٹھا لیتیں تھیں۔

ایک بار حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ بیمار ہوئے تو آپ نے نذرمانی
کہ میرے بیٹوں کو شفا ہو تو ہم تین روزے رکھیں گے۔ تو حضرت علیؑ اور حضرت
فاطمہؑ نے روزہ رکھا جب افطاری کا وقت آیا تو جو کے آنے کی دو روٹیاں پکائیں کہ
ان سے روزہ افطار کریں گے کہ اتنے میں دو روزے پر ایک مسکین نے صدادی کہ
میں مسکین ہوں۔ مجھے کچھ کھانے کو دو۔ حضرت فاطمہؑ نے سارا کھانا اس مسکین کو
دے دیا۔

اٹھا کے کھانا دے دیا نام خدا
 افطار روزہ پانی سے ہی کر لیا
 دوسرے دن پھر روزہ رکھا حضرت علیؓ مزدوری کر کے کچھ بچے لے کر آئے
 اب کھانا تیار کیا۔ جب افطار کا وقت آیا تو ایک یتیم نے صدا لگائی کہ میں یتیم ہوں
 اللہ کے لیے مجھے کھانا کھلاؤ۔

اٹھا کے کھانا دے دیا نام خدا
 افطار روزہ پانی سے ہی کر لیا
 تیسرے روز روزہ رکھا اور کھانا تیار کیا۔ افطار کے وقت ایک اسیر نے صدا لگائی کہ
 میں اسیر ہوں۔ بھوکا ہوں۔ آپ نے سارا کھانا اُسے دے دیا۔

اٹھا کے کھانا دے دیا نام خدا
 افطار روزہ پانی سے ہی کر لیا
 حضرت جبرائیل حضور اکرم ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے اور حضرت فاطمہ کی
 تعریف میں قرآن کی آیت نازل فرمائی۔

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝
 اور کھانا کھلاتے ہیں اُس کی محبت میں مسکین کو یتیم کو اور قیدی کو۔

اہل بیت کا گھرانہ نخی گھرانہ ہے۔ جن کے صدقے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان
 کی دولت سے نوازا۔ اور اپنی رحمتوں کی آغوش میں لے لیا۔

خود بھوکے رہ کر اوروں کو کھلاتے تھے کتنے نخی تھے محمد ﷺ کے گھرانے والے

میری بہنوا

ہمیں بھی اپنا طریقہ بنا لینا چاہیے۔ کہ اگر کوئی سائل آجائے تو اُسے خالی نہ لوٹانا چاہیے۔ کیونکہ اللہ کے نام پہ مانگنے والے کو دینا بہت بڑا ثواب ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ بھوکے کو کھانا کھلانا پینا سے کو پانی پلانا۔ بیمار کی عیادت کرنا۔ یہ کام ایسے ہیں کہ خداوند کریم کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ایک بار حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے پوچھا اے میرے صحابہ بتاؤ عورت کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے۔ حضرت فاطمہ نے حضرت علی کو جواب دیا کہ وہ غیر مرد کو نہ دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اُسے دیکھے حضرت علی نے جا کر حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ کی بیٹی نے یہ جواب دیا ہے آپ فوراً تشریف لائے اور فرمایا اے بیٹی فاطمہ تیرا جواب سب سے اعلیٰ ہے۔ واقعی عورت کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے۔

میری بہنوا

حضرت فاطمہ نے اسی خوبی کو اپنائے رکھا اور ثابت کر دیا کہ وہ ایک عظیم عورت ہے یہی صفات تھیں کہ ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز میدان محشر میں فرشتہ آواز دے گا کہ محشر کے لوگو اپنی نظریں نیچی کر لو۔ مصطفیٰ کریم کی بیٹی فاطمہ گزرنے والی ہے۔ تاکہ پردے کی لاج رہ جائے۔
روز محشر جس کی آمد پہ نظریں جھکیں
اُس سیدہ خاتونِ جنت پہ لاکھوں سلام

ایک بار حضور اکرم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے حضرت فاطمہ نے حضرت کے پیارے پیارے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ حضور نے اپنی پیاری بیٹی کا ہاتھ چوم لیا اور فرمایا بیٹی آج میں تجھے لینے آیا ہوں۔ چلو میرے ساتھ چلو اور اپنی اماں حضرت خدیجہ کی چمکی چلا کر دکھا دو۔ میرے گھر میں بھی رونق آجائے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ علی گھر میں نہیں ہیں۔ اُن کی اجازت کے بغیر نہیں جاؤں گی۔ حضور ﷺ مسکرائے۔ اور حضرت علی کو لیکر آئے اور حضرت علی نے جانے کی اجازت دے دی جب حضرت فاطمہ جانے کیلئے تیار ہوئی تو عرض کیا ابا جان میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتی ہوں تو حضور نے فرمایا بیٹی جو سوال تیرے دل میں ہے۔ وہ جلدی کر پریشان نہ ہو۔ تیری پریشانی میری پریشانی ہے۔ اے فاطمہ جس نے تجھ کو دکھ دیا۔ اُس نے مجھ کو دکھ دیا اور جس نے مجھے دکھ دیا۔ اُس نے اللہ کو ناراض کیا۔

میری بیٹی آج کیوں حیران ہے
 آج کیا دل میں تیرے دھیان ہے
 تیرا بابا نبیوں کا سلطان ہے
 تیرا شوہر منبع فیضان ہے
 میری بیٹی صبر کی بُرہان ہے
 مانگ بیٹی دل میں جو گمان ہے

حضرت فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سونا چاندی نہیں مانگتی
 ریشمی پوشاک نہیں مانگتی۔ محل میںارے نہیں مانگتی۔ ہیرے جواہرت کی طالب نہیں۔
 صرف یہ کہتی ہوں کہ آج میں آپ کے آگے آگے چلوں گی۔ حضور نے فرمایا میرے
 پیچھے تو انبیاء چلتے ہیں۔ میرے پیچھے رسول چلتے ہیں۔ سارا زمانہ میرے پیچھے چلتا
 ہے۔ اور تو میرے آگے آگے چلے گی۔ آخر کیوں یہ خیال آیا۔ حضرت فاطمہ نے
 عرض کیا۔ یا رسول اللہ.....

طے کروں جب یہ سارا فاصلہ
 میرے پیچھے آپ ہوں اور مرتضیٰ
 دل میں آیا اس لیے یہ مدعا
 تاکہ ظاہر نہ ہو میرا نقش پا

عرض کیا یا رسول اللہ میں مدینے کی گلیوں میں چلوں گی تو میرے پاؤں کے
 نشان پر آپ کا پاؤں آجائے گا اور آپ کے پاؤں کے نشان پر علی کے پاؤں آئیں گے
 اس طرح میرے پاؤں کے نشان پر دوہرے پردے آجائیں گے۔ میں نہیں چاہتی کہ
 کوئی یہ بھی کہے کہ یہ فاطمہ کے پاؤں کا نشان ہے۔ ﴿قَبَّأْرَ اِخْصَاصٍ﴾
 یہ سن کر حضور ﷺ نے فاطمہ کو سینے سے لگالیا اور فرمایا۔

فاطمہ کی پردہ داری کو سلام
 مصطفیٰ کی بیٹی پیاری کو سلام

حضور ﷺ حضرت فاطمہ زہرا سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ خود حضور ﷺ نے فرمایا۔ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ حضور ﷺ اُن کی آمد پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور مانتا تھا چوم لیتے تھے۔ بن ماں کی بیٹی سے حضور ﷺ کو اتنا پیار تھا۔ کہ آسمانوں کے فرشتے بھی رشک کرتے تھے۔

دھی لاڈلی جدوں سی ملن اوندی
 نبی رب دے کھڑے ہو جاوندے سی
 متھا حمدے نال پیار حضرت
 شفقت حد توں ودھ فرماوندے سی
 ہتھ حمدی فاطمہ نور والے
 بابل جدوں تشریف لیاوندے سی
 باپ دھی ولے دھی باپ ولے
 دیکھ دیکھ پیاس بجاوندے سی

جب حضور بیمار تھے اور وصال کا وقت قریب تھا۔ حضرت عزرا بیل ایک عربی کی شکل میں آئے۔ دروازے پر دستک دی۔ حضرت فاطمہ نے کہا اے عربی واپس چلا جا میرے ابا جان کی طبیعت ناساز ہے۔ حضرت عزرا بیل واپس چلے گئے۔ پھر آئے پھر حضرت فاطمہ نے واپس کر دیئے۔ جب تیسری بار آئے تو حضور نے ارشاد فرمایا بیٹی فاطمہ اسے آنے دو یہ وہ ہے۔ جو ماؤں سے بچے چھین لیتا ہے۔ بہنوں سے بھائی جدا کر دیتا ہے۔ بیٹی سے باپ کو جدا کرنے آیا ہے۔ یہ عزرا بیل

ہے۔ یہ سنا تو حضرت فاطمہ زارو قطار رونے لگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا بیٹی رو نہیں۔ سب سے پہلے جنت میں تو ہی میرے پاس آؤ گی۔

حضرت فاطمہ حضور ﷺ کے سرہانے کھڑی روتی ہے۔ اور کہتی ہے۔

اک واری تے کھول نماز آغ چشماں
اپنی لاڈلی وا دیکھو حال باہل
آج او کھڑی سرہانے پئی ولکدی اے
کر دے سو جس وا استقبال باہل
میرا آخری اک سوال منوں
مینوں لے چلو اپنے قال باہل
ہتھیں فاطمہ نوں پہلے دفن کریو
چکے تھامدا سدا اقبال باہل

میری بہنو!

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد کسی نے حضرت فاطمہ کو مسکراتے نہ دیکھا۔ بلکہ چھ ماہ تک برابر روتی رہی۔ آخر آپ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ آپ نے حضرت علی کو اپنے پاس بلایا اور ان کے سامنے اپنے شہزادوں سے فرمایا۔ آکر میرے سینے سے لگ جاؤ۔ خوب خوب پیار کیا ان کی زلفیں سنواریں۔ اچھے کپڑے پہنائے اور کھانا کھلایا۔ پھر فرمایا کہ شہزادو جاؤ۔ نانا جان کے روضے پر سلام کر کے آؤ۔

پھر حضرت علیؑ سے عرض کیا۔ اے میرے سر تاج چند میری باتیں سن لیں پہلی بات یہ ہے کہ اگر مجھ سے کوئی خطا ہوئی ہو تو مجھے معاف کر دینا۔ میں آپ کی پوری طرح خدمت نہ کر سکی۔ میرے دل میں یہ ارمان رہے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرے بعد میرے شہزادوں امام حسن اور امام حسین کا خیال رکھنا۔ میری بیٹی زینب کا خیال رکھنا۔ اگر روئیں تو چپ کر دینا۔ اپنی گودان کے لیے ہر وقت کھلی رکھنا۔ ان کو اداس نہ ہونے دینا۔ اُن کے کھانے پینے کا خیال رکھنا۔ ان کو میں نے قرآن کی لوری سنا کر پالا ہوا ہے۔ خیال رکھنا ان کی صبح کی تلاوت اور نماز پنج وقت کی قائم رہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ میں پردے میں ایک مثال بن کر جا رہی ہوں۔ اس لیے جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا جنازہ رات کے وقت قبرستان لیکر جانا اور پاکی بنا لینا۔ تاکہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ فاطمہ کا قد کتنا ہے۔ خدا کیلئے میری اس وصیت پر ضرور عمل کرنا۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا۔ رمضان المبارک کی تین تاریخ تھی اور حضرت فاطمہؑ کے وصال کا وقت قریب آ رہا تھا۔ حضرت علیؑ سے کہا۔ ابھی میں نے خواب میں ابا جان کو دیکھا ہے کہ جنت میں کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کس کا انتظار کر رہے ہیں تو حضور نے فرمایا میں اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کا انتظار کر رہا ہوں۔ اس لیے آپ میرے کمرے کا دروازہ بند کر دو تاکہ میں جی بھر کر اپنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکوں اور اسی وقت دروازہ بند کر دیا گیا۔ حضرت فاطمہ نے قرآن شریف کی تلاوت شروع کر دی اور اسی طرح تلاوت کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اتنے میں حضرت امام حسن اور امام حسین گھر آئے دروازہ کھول کر اماں فاطمہ کے سینے سے لگ گئے اور کہا اماں بولو اماں کوئی بات کرو مگر حضرت فاطمہ اللہ کو پیاری ہو چکی۔ دونوں دوڑے دوڑے

میری بہنوا

ہمیں بھی اپنا طریقہ بنا لینا چاہیے۔ کہ اگر کوئی سائل آجائے تو اُسے خالی نہ لو نانا چاہیے۔ کیونکہ اللہ کے نام پہ مانگنے والے کو دینا بہت بڑا ثواب ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ بھوکے کو کھانا کھلانا پیا سے کو پانی پلانا۔ بیمار کی عیادت کرنا۔ یہ کام ایسے ہیں کہ خداوند کریم کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ایک بار حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے پوچھا اے میرے صحابہ بتاؤ عورت کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے۔ حضرت فاطمہ نے حضرت علی کو جواب دیا کہ وہ غیر مرد کو نہ دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اُسے دیکھے حضرت علی نے جا کر حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ کی بیٹی نے یہ جواب دیا ہے آپ فوراً تشریف لائے اور فرمایا اے بیٹی فاطمہ تیرا جواب سب سے اعلیٰ ہے۔ واقعی عورت کی سب سے بڑی خوبی یہی ہیں۔

میری بہنوا

حضرت فاطمہ نے اسی خوبی کو اپنائے رکھا اور ثابت کر دیا کہ وہ ایک عظیم عورت ہے یہی صفات تھیں کہ ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز میدانِ محشر میں فرشتہ آواز دے گا کہ محشر کے لوگو اپنی نظریں نیچی کر لو۔ مصطفیٰ کریم کی بیٹی فاطمہ گزرنے والی ہے۔ تاکہ پردے کی لاج رہ جائے۔
روزِ محشر جس کی آمد پہ نظریں جھکیں
اُس سیدہ خاتونِ جنت پہ لاکھوں سلام

کبھی شہنشاہ زادی اے گھر جس دے
 کئی کئی دن تک آگ نہ بجی ہووے
 پردہ ایناں کہ جس دی زمیں نے وی
 کدی دیکھی نہ پیراں دی تکی ہووے
 صائم کون پنچے اُسدی شان تائیں
 جو رسول ﷺ دی گود وچ پکی ہووے

میری بہنو!..... صلوٰۃ وسلام کے لیے سب ادب سے کھڑی ہو جائیں

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
 شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
 قشتہٴ دوزخیں ہرا، طیبہ طاہرہ
 جان رحمت کی راحت پہ لاکھوں سلام
 جن کے پردے پہ نازاں ہیں حورو ملک
 اس کے پردے کی حرمت پہ لاکھوں سلام
 روز محشر جس کی آمد پہ نظریں جھکیں
 اس سیدہ خاتون جنت پہ لاکھوں سلام
 مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
 شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿17﴾

فضیلتِ علم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ۝ أَمَا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ۝

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمَ وَبَلَّغَنَا رَسُولُهُ النَّبِيَّ الْكَرِيمَ ﷺ

تمام پینس مل کر حضور پور شاہی یوم النور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود

سلام پیش کریں۔

عرض کریں

السَّلَامَةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

میری بہنو!

سب تعریف اُس خالق کائنات کے واسطے۔ جس نے عرش و فرش کو سجایا
مکاں و لامکاں کو بنایا جن و انس کو پیدا کیا۔ جو ساری کائنات کا واحد مالک و خالق
اور رازق ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اُس کی ذات وحدہ لا شریک ہے۔ درود و
سلام کا ہدیہ آقائے کل معترکِ کل، عقل کل، علم کل، انوارِ کل، انظارِ کل، دانائے سُبُل
ختم الرسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے
ہمیں جن کی امت بنا کر ہم پر بہت بڑا احسان فرمایا۔

☆ میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ یہ اس بات کی طرف
اشارہ ہے۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے۔ اور اُن کی تربیت ہو
رہی تھی۔ جب آپ کا قالب تیار ہوا تو فرشتوں کو حیرانی ہوئی کہ یہ مٹی اور ہوا۔
آگ اور پانی کے عناصر سے بننے والا اللہ کا خلیفہ ہم سے کس طرح ممتاز ہوگا۔ اُن
کی حیرانی دُور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کل شیء کا علم سکھا
دیا۔

قرآن پاک نے فرمایا!

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

اور آدم کو کل شیء کا علم دیا

احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہر چیز کا نام، ماہیت، کیفیت،
عناصر، فائدہ، نقصان کا علم دیا۔

ثُمَّ عَرَّضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ لَقَالَ اَنِبُّوْنِي
 بِاَسْمَاءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
 قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
 اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

سب کچھ سکھا دیا گیا اب اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو جمع فرمایا اور کہا اے فرشتو۔ ان چیزوں کے نام تو بتادو۔ فرشتے بولے ہمیں تو اتنا ہی علم ہے۔ جتنا تو نے دیا۔

ہم ان چیزوں کے نام نہیں جانتے، اُن کے جواب سے ثابت ہوا کہ وہ کل شئی کا علم نہ رکھتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں ایک تخت پر بٹھایا۔ اور سامنے تمام فرشتوں کو جمع کیا اور فرمایا اے آدم علیہ السلام جن چیزوں کے نام فرشتے نہیں بتا سکے۔ اُن کے نام تو بتادے۔

قَالَ يَاٰ اٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَاءِ هٰٓؤُلَآءِ

فرمایا اے آدم انھیں سب کے نام بتادے

تو حضرت آدم علیہ السلام نے نام بتانے شروع کر دیئے قرآن فرماتا ہے

فَلَمَّا اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَاءِ هٰٓؤُلَآءِ

پس اُس نے انھیں سب کے نام بتا دیئے۔

یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کے سامنے اپنے علم کا اظہار فرمایا تمام فرشتے حیران تھے۔ کہ اس کے پاس اتنا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد

فرمایا کہ میں نہ کہتا تھا۔ کہ سب چھپی اور ظاہر باتیں میں جانتا ہوں۔

اے فرشتو تم خیال کرتے تھے۔ کہ یہ خلیفہ ہم سے کیسے اعلیٰ ہوگا تو اب معلوم ہو گیا ہے کہ اُن کی فضیلت علم کی وجہ سے ہے تم سے اعلیٰ ہے۔ اگرچہ مٹی سے بنا ہوا ہے مگر علم کی بدولت تم سے درجہ میں بڑھ گیا۔

اس لیے اب تم سارے اِس کو سجدہ کرو۔ تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر دیا۔ حضرت جبرائیل نے، حضرت میکائیل نے، حضرت اسرافیل نے، اور حضرت عزرائیل نے سب سے پہلے سجدہ کیا۔ اس لیے اُن کو تمام فرشتوں سے اعلیٰ بنا دیا گیا۔

ثابت ہوا کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت ملی تو علم کی وجہ سے ملی جس کے پاس علم کی دولت ہے۔ اُس کا درجہ بلند ہے۔ اُسے فرشتے بھی سلام کرتے ہیں۔

میری بہنوا

اگر ہم قرآن پاک کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جو فضیلت ملی۔ وہ بھی علم کی وجہ سے تھی۔ جب کہ آپ مصر میں تشریف لے گئے اور حضرت زلیخا کی وجہ سے قید خانے میں تھے تو آپ نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتائی۔ اس وجہ سے آپ کو بادشاہ نے بے گناہ قرار دیا۔ اور اپنے دربار میں جگہ دی۔ جب بادشاہ نے آپ سے کلام کیا تو آپ نے بھی جواب دیا۔

احادیث میں آتا ہے کہ مصر کے بادشاہ نے انیس زبانوں میں کلام

کیا آپ نے انیس زبانوں میں جواب دیا۔ مگر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے کنعانی زبان اور عربی زبان میں بات کی۔ تو بادشاہ اُس زبان سے ناواقف تھا۔ وہ جواب نہ دے سکا۔ اُس نے کھڑے ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کو سلام کیا اور اپنے ساتھ عزت سے جگہ دی

میرق بہنوا

اسی علم کی بدولت حضرت یوسف مصر کے والی بن گئے۔ کیونکہ علم وہ دولت ہے۔ جو بے مثال اور لازوال ہے۔ یہ دولت نہ کم ہوتی ہے نہ چوری ہوتی ہے بلکہ انسان کی عزت و قدر کا سبب بنتی ہے۔

حضرت لقمان حکیم نے جو فضیلت پائی۔ وہ بھی علم ہی کی بدولت تھی۔ قد اُن کا بہت چھوٹا تھا۔ رنگ کالا سیاہ تھا۔ ہونٹ موٹے موٹے تھے۔ ناک انگور کے دانے کی طرح چھوٹی سی تھی۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ مگر علم کی وجہ سے لوگ اُن کو سلام کرتے تھے۔ بڑے بڑے داناء، امیر، کبیر، بادشاہ، اُن کی صحبت میں بیٹھنا باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ جس محلے گاؤں میں تشریف لے جاتے۔ لوگ پیروں کے نیچے پلکیں بچھاتے تھے۔ اُن کے پیچھے پیچھے چلتے اُن سے دانائی کی باتیں سیکھتے اور اُن کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ یہ سب فضیلت انہیں علم نے دی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کا بادشاہ بنایا تھا۔ اور اُن کی ملکیت میں انسان، جنات، چرند، پرند، حیوان بلکہ ہوا بھی اُن کے لیے مسخر کر دی گئی تھی۔ اُن کے علم کا یہ حال تھا کہ آپ تمام جنوں انسانوں پرندوں، چرندوں،

درندوں سب کی بولی جانتے تھے۔ جو بھی آپ سے کلام کرتا۔ آپ اُس کی زبان میں جواب دیتے تھے۔ قرآن پاک میں چوٹی کی گفتگو کا تذکرہ موجود ہے۔ آپ نے اس کی بات سنی اور جواب دیا۔ اس لیے تمام روئے زمین والے آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے تھے۔ کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے علم کی وجہ سے ممتاز کیا تھا۔ یہ علم کی فضیلت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حضرت خضرؑ کے پاس بھیجا۔ جبکہ حضرت موسیٰ نے ایک دن کہا۔ کیا کوئی ہے۔ جو میرے جتنا علم رکھتا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تجھ سے بھی زیادہ علم رکھنے والا میرا بندہ حضرت خضرؑ ہے۔ جا اور جا کر اُس کی صحبت اختیار کر قرآن پاک گواہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضرؑ سے ملے اور اُن کے علم سے استفادہ کیا تو مان گئے کہ ہر علم والے کے اوپر علم والا ہے اور واقعی علم کی دولت دوسری دولت سے ممتاز ہے۔ علم ہی کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا۔

میری بہنوا

جتنے بھی لوگ دنیا میں فضیلت والے ہوئے ہیں۔ وہ علم ہی کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ جیسے حضرت علی مرتضیٰ، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ قادری جیلانی، حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ حضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ علم اور عمل ہی کی بدولت سرفراز ہوئے۔

قرآن مجید میں ہے۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ
بے شک علم والے ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں

میری بہنو!

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے اور تمام جہانوں سے زیادہ رسول مکرم حضرت محمد ﷺ کو علم عطا فرمایا ماکان وما یکون کے علم سے سرفراز فرمایا۔ علم کا عرب میں بہت چرچا تھا۔ اور دوسروں کو عجمی اور اپنے آپ کو عربی کہتے تھے۔ عجمی کا مطلب ہے گونگا یعنی ہم وہ لوگ ہیں۔ جن کے پاس علم کے خزانے موجود ہیں اور ہمارے مقابلے میں دوسرے لوگ گونگے ہیں۔ اُن کے پاس علم نہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تمام عربیوں کو چیلنج دیا کہ تم خود کو علم والا کہتے ہو۔ آؤ سب مل جاؤ اور میرے کلام جیسی ایک سورۃ ہی بنا لاؤ۔ پھر خود ہی فرمایا اے عربیو۔ تم سب مل کر بھی اس کی مثل نہ لاسکو گے۔ اب تک یہ چیلنج برقرار ہے۔ کوئی انسان قرآن جیسا کلام نہ لاسکا اور جس رسول پر کلام نازل ہوا۔ اُس رسول کے بارے میں ہے کہ

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
اور وہ تمہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے

میری بہنو!

سکھانے والا اگر سب کچھ جانتا ہو تو پھر ہی سیکھا سکتا ہے۔ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ اللہ کی عطا سے تمام علوم جانتے ہیں اور حکمت بھی جانتے ہیں۔

حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ اِنِّیْ بُعِثْتُ مُعَلِّمًا یعنی مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ ایسے اُستاد ہیں کہ جس کا نصاب قرآن ہے۔ جس کا مدرسہ مسجد نبوی ہے، اور جس کے شاگرد صحابہ کرام ہیں۔

جنتے ابو بکرؓ ، عمرؓ ، عثمانؓ و علیؓ پڑھے نیں
میرے مدنی آقا دَا سکول بڑا سوہنا ایں
اللہ دی سوں اللہ دَا رسول ﷺ بڑا سوہنا ایں
اوبدا اے قرآن بھی ، اصول بڑا سوہنا ایں

اس لیے ارشاد فرمایا کہ اے میرے صحابہ اور چیزوں سے زیادہ ضروری چیز علم ہے۔ اور

طَلَبُ الْعِلْمِ كَرِيْمَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ

کہ علم حاصل کرنا تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر فرض ہے صرف مردوں کو علم سکھانا اور عورتوں اور بچیوں کو محروم رکھنا ارشاد نبوی کے خلاف ہے۔ اس لیے واضح کر دیا گیا کہ علم جتنا مردوں کیلئے ضروری ہے اتنا ہی عورتوں کیلئے بھی ضروری ہے۔

احادیث سے ثابت ہے کہ بعض صحابیات قرآن لکھا کرتی تھیں۔

بعض حدیث لکھا کرتی تھیں یہی وجہ ہے کہ جب قرآن کا نسخہ ملا تو حضرت حفصہ کی تحویل سے ملا۔ اب مسئلہ پیدا ہوا کہ عورتوں کو پڑھنا ہی سیکھنا چاہیے یا لکھنا بھی تو مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ علم حاصل کرنا مردوں اور عورتوں پر فرض

ہے۔ علم کے حاصل کرنے میں پڑھنا بھی آتا ہے اور لکھنا بھی آتا ہے۔ اسی لیے بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک عورت کو پڑھنا لکھنا سکھا دو تو سارا خاندان پڑھ لکھ جائے گا۔ کیونکہ ماں کی گود بچے کے لیے پہلا مدرسہ ہے۔

میری بہنو!

اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے علم حاصل کرنے کی بہت تاکید فرمائی۔ فرمایا علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

میری بہنو!

اب تقریباً ہر علاقے میں سکول اور مدرسے قائم ہیں۔ چین جانے کی بجائے گھر میں لنگا بہہ رہی ہے۔ اس لئے ہمیں خود بھی اور اپنی بچیوں کو بھی علم کے زیور سے آراستہ کرنا چاہیے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ کرام تم سے لحد تک علم حاصل کرو۔

یعنی یہ نہ سمجھو کہ اب میں علم سے پُر ہو گیا ہوں۔ مجھے اب علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ قبر تک یعنی مرنے سے پہلے تک علم کے حصول میں رہنا چاہیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ علم حاصل کرو۔ یہ انبیاء کی میراث ہے۔ مال و زر و نمود و فرعون، قارون اور ہڈاؤ کی میراث ہے۔ اور علم انبیاء کی میراث ہے وہ میراث جو مرد و اور فرعون کی ہے۔ مرد کیا عورتیں بھی مال و زر جمع کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ مگر جو میراث انبیاء کی ہے۔ اُس کی طرف توجہ کم ہے۔ سنو! سنو! خود رسول

اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ا۔ نابیو تم بتاؤ۔ تم میں افضل کون ہے۔ صحابہ نے عرض کیا حضور آپ خود ہی ارشاد فرمائیں۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میرے صحابہ سنو!

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھاتے ہیں

میری بہنوں!

قرآن پاک کو سیکھنا بھی فضیلت ہے اور سکھانا بھی فضیلت ہے۔ اب رہا سیکھنے میں کیا آتا ہے۔ سیکھنے میں قرآن کا حفظ کرنا بھی آتا ہے۔ ناظرہ پڑھنا بھی آتا ہے۔ تفسیر سے پڑھنا اور ترجمہ سے پڑھنا بھی آتا ہے۔ قرآن پاک کا ترجمہ پڑھنا تفسیر پڑھنا، حفظ کرنا۔ اُس کے حقائق جاننا۔ یہ سب سیکھنے میں آتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ جتنا ہو سکے۔ قرآن کو سیکھ کر پڑھیں تاکہ آخرت کی نجات کا ذریعہ ہو سکے۔

حضور ﷺ کو علم سے کتنا لگاؤ تھا۔ ذرا سنو! جب غزوہ بدر میں ستر کفار

قید ہو کر آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے قیدیو تمہاری رہائی چند شرائط پر ہو سکتی ہے۔

اُن شرائط میں پہلی شرط یہ ہے کہ مدینہ کی دس بچیوں اور دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دو۔ جو بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے گا۔ اُسے آزاد کر دیا جائے گا۔

میری بہنوں!

دیکھا علم کی فضیلت کس قدر ہے کہ خود رسول اکرم علم سیکھنے کی کیسے ترغیب

دے رہے ہیں۔ ایک روز حضرت ابو ہریرہ نے دیکھا کہ مسجد نبوی میں لوگ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی باتیں سیکھ رہے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ مدینے کی گلیوں میں دوڑتے گئے اور پکارتے گئے کہ لوگو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی میراث تقسیم فرما رہے ہیں جاؤ اُس میراث میں سے اپنا اپنا حصہ لے لو۔ یہ سنا تو لوگ دوڑے آئے مسجد نبوی بھر گئی۔ لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف فرما ہیں۔ مگر یہاں میراث کی کوئی بات نہیں ہو رہی۔

حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا دیکھو علم کی باتیں ہو رہی ہیں اور یہ علم انبیاء کی میراث ہے۔ اور علمائے کرام انبیاء کے وارث ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بِأُمَّهَا کہ میں علم کا شہر ہوں۔ اور علی اُس کا دروازہ ہے۔ آپ نے اپنے آپ کو سونے چاندی کا شہر نہیں کہا درہم و دینار کا شہر نہیں کہا۔ بلکہ علم کا شہر کہا تا کہ کائنات والوں کو معلوم ہو جائے کہ علم کی کتنی فضیلت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو شاہِ روم کے دربار میں تبلیغ کے لیے بھیجا۔ جب آپ دربار میں پہنچے تو بہت سے پادری اور راہب دربار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کو دیکھ کر ایک نے پوچھا۔ آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا نام علی ہے۔ اور میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ کہ اسلام سچا دین ہے۔ اور میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اُس راہب نے کہا۔ میں چند سوالات کروں گا۔ اگر تو نے سب کے دُرست جوابات دے دیئے تو ہم سب تیری بات کو تسلیم کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ جو چاہو سوال کرو۔

اُس راہب نے کہا۔

- | | |
|------------------------|---------------------|
| ﴿1﴾ وہ ایک کیا ہے۔ | جس کا دوسرا نہیں؟ |
| ﴿2﴾ وہ دو کیا ہیں۔ | جن کا تیسرا نہیں؟ |
| ﴿3﴾ وہ تین کیا ہیں۔ | جن کا چوتھا نہیں؟ |
| ﴿4﴾ وہ چار کیا ہیں۔ | جن کا پانچواں نہیں؟ |
| ﴿5﴾ وہ پانچ کیا ہیں۔ | جن کا چھٹا نہیں؟ |
| ﴿6﴾ وہ چھ کیا ہیں۔ | جن کا ساتواں نہیں؟ |
| ﴿7﴾ وہ سات کیا ہیں۔ | جن کا آٹھواں نہیں؟ |
| ﴿8﴾ وہ آٹھ کیا ہیں۔ | جن کا نوواں نہیں؟ |
| ﴿9﴾ وہ نو کیا ہیں۔ | جن کا دسواں نہیں؟ |
| ﴿10﴾ وہ دس کیا ہیں۔ | جن کا گیارواں نہیں؟ |
| ﴿11﴾ وہ گیارہ کیا ہیں۔ | جن کا بارواں نہیں؟ |
| ﴿12﴾ وہ بارہ کیا ہیں۔ | جن کا تیرواں نہیں؟ |

یہ سن کر باب العلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔

- | | |
|---------------------|--------------------|
| ﴿1﴾ اللہ ایک ہے۔ | اُس کا دوسرا نہیں۔ |
| ﴿2﴾ دن رات دو ہیں۔ | ان کا تیسرا نہیں۔ |
| ﴿3﴾ طلاقیں تین ہیں۔ | چوتھی نہیں۔ |
| ﴿4﴾ عناصر چار ہیں۔ | پانچواں نہیں۔ |

- ﴿5﴾ حواس پانچ ہیں۔ چھٹا نہیں۔
 ﴿6﴾ اطراف چھ ہیں۔ ساتویں نہیں۔
 ﴿7﴾ سمندر سات ہیں۔ آٹھواں نہیں۔
 ﴿8﴾ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ نواں نہیں۔
 ﴿9﴾ جہنم کے نو طبق ہیں۔ دسواں نہیں۔
 ﴿10﴾ حج کے دس دن ہیں۔ گیارواں نہیں۔
 ﴿11﴾ حضرت یوسفؑ کے گیارہ بھائی ہیں۔ بارواں نہیں۔
 ﴿12﴾ محمد رسول اللہ ﷺ کے بارہ حروف ہیں۔ تیرواں نہیں۔

یہ سنا تو سب سے بڑا راہب کھڑا ہوا اور اُس نے حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہنے لگا۔ جب تیرے علم کا یہ حال ہے تو اللہ کے رسول کے علم کی حد کہاں تک ہوگی۔ ہم آپ کے پیغام کو تسلیم کرتے ہیں۔

میری بہنو!

دیکھا علم کی بدولت اُن راہبوں کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔

میری بہنو!

مسجد نبوی میں صحابہ دو گروہوں میں بیٹھے تھے۔ ایک گروہ ذکر میں مشغول تھا اور دوسرا گروہ ایک دوسرے کو علم سکھانے میں مصروف تھا۔ حضور ﷺ پہلے ذکر والوں میں گئے۔ پھر دوسرے گروہ میں گئے۔ اور اُن میں بیٹھ گئے۔ فرمایا یہ گروہ اُس گروہ سے بہتر ہے۔

اس لیے رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ عابد سے عالم کی فضیلت اتنی زیادہ ہے۔ جتنی آپ سے میری فضیلت زیادہ ہے۔ اگر عابد سو سال تک عبادت کرتا رہے پھر بھی عالم کی فضیلت زیادہ ہے۔

حضرت ابو دردؤ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ جو علم کی طلب میں میرے راستے پر نکلا ہے اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے۔ ﴿سبحان اللہ﴾

اور جب وہ چلتا ہے تو فرشتے اُس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ آسمان اور زمین میں بسنے والے تمام جاندار انسان و حیوان، چرند و پرندے، درندے بلکہ مچھلیاں اُس کیلئے استغفار کرتی ہیں۔ اور طلب علم کے لئے نکلا ہوا جب تک گھر نہ آئے اللہ کی راہ میں لکھا جاتا ہے۔ ﴿سبحان اللہ﴾

میری بہنو!

کس قدر علم کی فضیلت ہے صحابہ کرام علم کو کس قدر دوست رکھا کرتے تھے۔ دوسری ایک اور حدیث سنئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو طلب علم میں مر گیا۔ قیامت کے روز شہید اٹھایا جائے گا۔

میری بہنو!

شہادت کا مرتبہ اتنا بلند ہے۔ کہ شہید کو قرآن نے زندہ کہا ہے شہید اُس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں زمیں پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں

علم کی فضیلت پر ایک اور حدیث مبارکہ سنئے!

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی علم دین کا طالب کسی آبادی میں سے گزرتا ہے تو اس کی آبادی کے قبرستان والوں سے 40 دن کا عذاب اٹھایا جاتا ہے۔ ﴿مہلاراضعہ﴾

حدیث سہمہ تبع عیترہ کتبنا اللہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ بیت اللہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ حضرت علیؑ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ قرآن پاک کو دیکھنا عبادت ہے۔ اور عالم دین کا چہرہ دیکھنا بھی عبادت ہے۔

میری بہنو!

اتنی ساری گفتگو کا نچوڑ یہ ہے کہ علم ایسی دولت ہے جس کو حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے یہ عقل کو جلا دیتی ہے یہ انبیاء کی میراث ہے یہ خدا تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ بغیر علم کے انسان شیطان کے پھندے میں آجاتا ہے۔ حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتا۔ دین پر مکمل نہیں چل سکتا۔

میری بہنو!

آج ہم نے سوچنا ہے۔ بلکہ یہ لمحہ فکر یہ ہے۔ کہ کیا ہم سب کی طلب رہتی ہیں۔ کیا ہم علم حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ کیا انبیاء کی میراث کو ہم ۱۰۰ سن میں بھرنا چاہتی ہیں۔ تو پھر آؤ اہل علم کی مجالس میں حاضری دیں اور کتب احادیث اور کتب تفاسیر کا مطالعہ کریں اور اپنے اذہان کو علم کی روشنی سے منور کریں۔

میری بہنوا

اگر یہ جذبہ ہے تو آؤ خود بھی علم حاصل کرو اور اپنی بچیوں کو بھی علم کا زیور پہناؤ۔ اس کے لیے ہر علاقے میں دینی مدارس ہیں۔ اُن سے فائدہ حاصل کر کے ٹو اپ ڈارین حاصل کر لیجئے۔ ایک عالمہ کی صحبت میں بیٹھنے کا اجر کیا ملتا ہے۔ غور سے سنیے۔

☆ طالب علم کی سی فضیلت ملتی ہے۔

☆ جب تک عالمہ کی صحبت میں رہو گی۔ گناہوں اور خطاؤں سے محفوظ رہو گی۔

☆ جس وقت وہاں سے نکلو گی۔ تم پر رحمت کا نزول ہو گا۔

☆ جب تک اُس کی مجلس میں رہو گی۔ تم پر رحمت اور برکت کا نزول ہوتا رہے گا۔

☆ جب تک اُس کی باتیں سنتی رہو گی۔ نامہ اعمال میں نیکیاں برابر لکھی جائیں گی۔

☆ ملائکہ اپنے پردوں میں ڈھانپ لیں گے۔ بُری عورتوں کی صحبت سے بچی رہو گی۔

☆ مومنین اور صالحین کے طریقے میں داخل ہو گی۔

اس لیے میری بہنوں کی ، میلاد کی ، درود شریف کی مجالس میں شرکت ضرور کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

ۛۛۛۛۛۛ

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿18﴾

فضیلتِ قرآنِ مُبین

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ ۝ لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ (30)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ وَبَلَّغْنَا رَسُوْلَهُ النَّبِيَّ الْكَرِيْمُ ﷺ

میری بہنوا!

سب تعریفیں خالق کائنات کے واسطے جو واحدہ لاشریک ہے جس کا کوئی

ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔

جو دنیا بنانے پر قادر ہے اور دنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے

دربار میں بڑے بڑے سلطان۔ بڑے شہزور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس

کے عدل سے انبیاء بھی لرزتے ہیں اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل

اُٹھتے ہیں۔ اُسکی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے کیسے بیان ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔ قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔ کاغذ اور

سیاہی ختم ہو جائیں گے۔ مگر رب کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔ یہ اُسکا مقام ہے

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی۔
کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی۔
وہ شاہوں کو گدا کر دے۔ گدا کو بادشاہ کر دے۔
اشارہ اُسکا کافی ہے۔ گھٹانے اور بڑھانے میں۔

درد و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار دو عالم رحمت جہاں سرکار مدینہ
نور کا نگینہ راحت قلب و سینہ امام الانبیاء والمرسلین صلبِ اُسری کے دولہا۔ ساری
کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں کہ جن کا نام لیتے
ہی دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسول ﷺ کہ جن کے صدقے سے خداوند کریم
نے ساری کائنات کو بنایا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا۔ وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو۔
جان ہیں وہ جہان کی۔ جان ہے تو جہان ہے۔
غم نہ رکھ رضا ذرا تو ہے عبدِ مصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے میرے لیے امان ہے

میری بسنو!

یہ محفل ختم قرآن پاک کی محفل ہے۔ میں اُس کی بچی کو مبارکباد دیتی ہوں کہ جنہوں نے
خلوص نیت اور محبت قرآن سے اپنی بچی کو قرآن پاک پڑھنے اور حفظ کرنے کی ترغیب
دی اور آج خداوند کریم اور رسول کریم ﷺ کے دربار میں اُن کی نجات کا وسیلہ بن گیا ہے

میری بہنو!

قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے جو ساری کائنات کی ہدایت کیلئے نازل ہوئی ہے۔ جیسے خود قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ○

قرآن دو جہان والوں کے لیے ہدایت ہے

جیسے اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اور حضور ﷺ رحمت اللعالمین ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک جہان والوں کیلئے ذکر للعالمین ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

خَيْرٌ كُمْ مَن تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے

والدین اپنے بچوں کو تمام کتابیں تو یاد کرا دیتے ہیں۔ مگر جو بچی قرآن

پاک یاد کرے گی۔ وہ حدیث کی رو سے سب بچوں سے افضل ہوگی۔ قرآن پاک کا

دیکھنا بھی عبادت ہے۔ پڑھنا بھی عبادت ہے۔ سننا بھی عبادت ہے۔ سنانا بھی

عبادت ہے۔ لکھنا بھی عبادت ہے اور سکھانا بھی عبادت ہے۔

میری بہنو!

کتاب کو دیکھ کر اس کے لکھنے اور نازل کرنے والے کی طرف نظر جاتی

ہے۔ جتنا زیادہ علم والا ہوگا۔ اُس کی کتاب والے کا رتبہ معلوم ہوتا ہے ﴿سبحان اللہ﴾

قرآن پاک کھول کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام..... کلامِ خدا ہے اور ہم تک لانے

والے محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ تو جس کی یہ کتاب ہے۔ وہ بے مثال ہے۔ جس پہ یہ

کتاب آئی وہ رسول بے مثال ہے۔ جس سینے میں محفوظ ہوئی۔ وہ سینہ بے مثال ہے۔ جس کی زبان سے نکلی۔ وہ زبان بے مثال ہے۔ جس کان نے سنی۔ وہ کان بے مثال ہیں۔ جن ہاتھوں نے پکڑی وہ ہاتھ بے مثال ہیں۔ جس الماری میں رکھی وہ جگہ بے مثال ہے۔ جس بچی نے حفظ کی وہ بچوں میں بے مثال ہے۔ جن والدین کی بچی نے حفظ کیا۔ وہ دوسرے والدین سے بے مثال ہیں۔

میرے کملی والے نے ارشاد فرمایا! اے میرے صحابہ سنو! جس چڑے میں قرآن مجید ہوگا وہ چڑا آگ سے محفوظ رہے گا صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے کیا مراد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اس سے مراد وہ مسلمان ہے۔ جس مسلمان کے سینے میں قرآن ہوگا۔ اُسے دوزخ کی آگ نہ جلائے گی۔

حضور ﷺ کی یہ حدیث ایک شخص نے سنی کہ جس کا معصوم بچہ مر جائے۔ وہ قیامت کے روز اپنے والدین کی شفاعت کرے گا۔ اس طرح اُس کے والدین جنت میں چلے جائیں گے۔ اُس نے دُعا کی اے میرے اللہ! مجھے بیٹا عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُسے ایک بیٹے کا باپ بنا دیا۔

اب روزانہ اُس نے دُعا کرنی شروع کی۔ کہ یا اللہ! یہ میرا بیٹا مر جائے وہ روزانہ یہی دُعا کرتا رہا۔ مگر بیٹا نہ مرنا تھا۔ نہ مرا۔ جیسے جیسے بیٹا بڑا ہوتا گیا۔ باپ کمزور سے کمزور تر ہوتا گیا۔

بیٹے قرآن حفظ کرنا شروع کر دیا اور حافظ قرآن بن گیا۔

میری بہنو!

ایک روز وہ حافظ قرآن بیٹا اپنے باپ کے پاس ادب سے بیٹھ گیا اور عرض کیا اوراے میرے اباجی میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ دن بدن کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ آج آپ کو بتانا ہوگا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔

باپ نے گردن اٹھائی اور بیٹے کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔ بیٹا میری آرزو تھی کہ میرے ہاں بیٹا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے میری آرزو پوری کر دی۔ پھر میں ہر روز تیرے مرنے کی دعائیں کرنے لگا۔ بیٹے نے پوچھا اباجی لوگ تو اولاد کی زندگی مانگتے ہیں۔ آپ کیسے باپ ہیں کہ میری موت کی دعائیں مانگتے رہے۔

باپ نے کہا بیٹے میری پوری بات سن لے۔ میں نے حدیث رسول سنی تھی کہ جس کا معصوم بیٹا یا بیٹی مر جائے۔ وہ قیامت کے روز اپنے والدین کی شفاعت کرے گا۔ اور اپنے والدین کو جنت میں لے کر جائے گا۔ اس لیے میں تیرے مرنے کی دعائیں کرتا رہا۔

بیٹے نے باپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ اور عرض کیا اباجان۔ بس اتنی بات تھی۔ جس سے آپ روزانہ فکر مند رہتے تھے۔ آپ نے یہ حدیث نہیں سنی۔ کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا بیٹا حافظ قرآن ہوگا۔

پتر جہاں دے قرآن دے حافظ
 اوناں خوشیاں حشر دیہاڑے
 سراں تے تاج نورانی پا کے
 او جنت لین نظارے

وہ اپنی اگلی اور پچھلی سات سات پشتوں کو جنت میں شفاعت کر کے لے کر جائے گا۔ اور اُس کے والدین کے سر پر قیامت کے روز نورانی تاج ہوں گے قیامت کے روز تمام لوگ پوچھیں گے اے اللہ! یہ نورانی تاج والے کون ہیں۔ کیا یہ رسول ہیں؟ کیا یہ نبی ہیں؟ کیا یہ ولی ہیں؟ کیا یہ شہید ہیں؟ ارشاد ربانی ہوگا۔ اے محشر والو۔ یہ نہ رسول، نہ نبی، نہ ولی ہیں، نہ شہید ہیں۔ بلکہ یہ وہ والدین ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو حافظِ قرآن بنایا۔

عشق کی بات

جن کے والدین کا بیٹا حافظِ قرآن ہوگا۔ انہیں تو نورانی تاج پہنائے جائیں گے اور ریشمی لباس پہنائے جائیں گے۔ ذرا غور کریں کہ جن کا بیٹا صاحبِ قرآن ہو۔ امام المرسلین ہو۔ خاتم الانبیاء ہو تو ان والدین کی قیامت کے روز کیا شان ہوگی۔ میرا عشق یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کے قدموں کا صدقہ ہماری نجات ہو جائے گی۔ ☆

دھن بھاگ نے آمنہ مائی دے جھوں مل گئے نبی خدائی دے
چنے گودی چایا سوہنے نوں اُس ماں دیاں ریاں کوں کرے

میری بہنو!

جب بیٹے کی یہ بات باپ نے سنی تو اٹھکبار ہو گیا اور اٹھ کر بیٹے کو سینے سے لگا کر پیار کرنے لگا۔ یہ شانِ قرآنِ پاک کو حفظ کرنے والے کی ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب کوئی قرآن پاک حفظ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے پاؤں کے نیچے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اگر وہ حفظ کرتا کرتا مر جائے تو جب قبر میں جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اے میرے بندے تو میرا کلام حفظ کرنے والا تھا۔ مگر موت نے مکمل نہ ہونے دیا۔ اب قبر میں حفظ کرے۔ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرمادیتا ہے۔ وہ اُسے قبر میں قرآن حفظ کرواتا ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب حافظ قرآن قبر میں جاتا ہے اور حساب کے فرشتے جن کو منکر و نکیر کہا جاتا ہے۔ اُس سے سوال کرتے ہیں۔ قرآن شریف قبر میں آتا ہے اور اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جواب دیتا ہے۔ اگر گناہوں کی وجہ سے عذاب کا اندیشہ ہو تو قرآن پاک اُس بندے کو چاروں طرف سے گھیر لیتا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرتا ہے کہ اے اللہ اس پر سے عذاب قبر دور فرما۔ کیونکہ یہ میری تلاوت کیا کرتا تھا۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اے میرے صحابہ۔ سورۃ ملک کی تلاوت روزانہ کیا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ اس کا فائدہ کیا ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا جب بندہ قبر میں جاتا ہے۔ تو یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کو عذاب سے ایسے بچاتی ہے۔ جیسے مرغی اپنے چوزوں کو چیل سے بچاتی ہے۔ اس سورۃ ملک کی یہ فضیلت ہے تو پورا قرآن پاک پڑھنے والے کی فضیلت کا اندازہ لگانا تو مشکل ہوگا۔

میری بہنو!

ہمارے رسول ہمارے لیے رحمت بن کر تشریف لائے آپ رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے اے میرے صحابہ جب لوگ جنت میں جائیں گے تو ہر ایک کو اُس کے عملوں کے حساب سے جنت میں مقام ملے گا۔ مگر جب حافظ قرآن کی باری آئے گی تو ارشاد باری تعالیٰ ہوگا۔ اے حافظ..... قرآن پڑھتا جا اور آگے بڑھتا جا۔ اے حافظ قرآن جس مقام میں تیرا قرآن پورا ہوگا۔ جنت میں وہی تیرا مقام ہوگا۔

میری بہنو!

حافظ قرآن کی جب اتنی فضیلت ہے۔ تو پھر اپنے بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک حفظ کراؤ اور مرتبے پاؤ۔ یہ دُنیا چند روزہ ہے۔ اگر کوئی ڈاکٹر بنے گا تو دنیا تک فائدہ۔ اگر کوئی ماسٹر بنے گا تو دنیا تک فائدہ۔ اگر کوئی وکیل یا انجیئر بنے گا تو دنیا تک ہی فائدہ ہے۔ مگر اگر بچہ یا بچی حافظ قرآن بنے گا۔ تو دُنیا میں برکات و فضائل حاصل ہوں گے اور آخرت میں سروں پر نورانی تاج سجیں گے۔ اور پورا خاندان جنت میں جائے گا۔

میری بہنو!

ایک حکایت یاد آگئی۔ غور سے سنو اور اپنے دلوں کو قرآن کی عظمت سے پُر نور کرو۔ ایک سادہ سا مسلمان بیمار تھا۔ آخر اُس کا آخری وقت آ گیا اور وہ مر گیا جنازہ اٹھانماز جنازہ کے بعد اُسے قبر میں اتارا گیا جب لوگ واپس ہونے

لگے تو اسکی قبر سے خوشبو نکلنے لگی۔ سب حیران ہو گئے۔

تمام لوگ گھروں کو واپس آ گئے۔ مولوی صاحب سیدھے اُس آدمی کے گھر گئے۔ دروازے پر دستک دی۔ اُسکی بیوی نہ دروازہ کھولا اور رو پڑی بولی مولوی صاحب ہم تو اُجڑ گئے۔ ہمارا گھر ویران ہو گیا۔ بچے یتیم ہو گئے۔ اب ہمارا سہارا کون ہوگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ بہن صبر کر صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے۔ بہن صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اب مرنے والا واپس نہیں آئے گا۔ بات کرتے کرتے مولوی صاحب چپ ہو گئے اور رونے لگے اُس عورت نے پوچھا مولوی صاحب کیا بات ہے۔ آپ رونے کیوں لگے ہیں۔

مولوی صاحب نے کہا بہن تیرا خاوند کونسا ایسا نیک عمل کرتا تھا کہ اُسکی قبر سے خوشبو نکلی۔ جس نے ارد گرد کو معطر کر دیا۔ اُس عورت نے جواب دیا۔ مولوی صاحب جب صبح ہوتی تھی۔ میرا خاوند منہ ہاتھ دھو کر ایک کتاب کھول لیتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ یہ جو کچھ لکھا ہے۔ سچ لکھا ہے۔ یہ کلام سچا کلام ہے۔ یہ کلام شفا ہے۔ یہ سب سے اعلیٰ کلام ہے۔ مولوی صاحب نے الماری کھولی۔ تو وہ کتاب اُٹھائی۔ جب کھول کے دیکھی تو وہ قرآن پاک تھا۔

میری بہنو!

قرآن پاک اُس آدمی نے پڑھا نہیں۔ حفظ نہیں کیا۔ بلکہ کھول کے صرف یہ کہتا رہا۔ یہ کلام سچا ہے۔ تو اس کی برکت سے اُسکی قبر جنت کا باغیچہ بن گئی۔ ہمیں روزانہ تلاوت کرنے کا عادی بننا چاہیے۔ کوئی بہانہ تلاوت سے نہ

روکے۔ دن تلاوت قرآن سے شروع اور رات تلاوت قرآن پر ختم ہو۔
تاکہ قرآن پاک کی برکت کا نزول ہو۔ گمراہ گمراہ ہے۔ جس میں قرآن
پاک کی تلاوت ہوتی ہے۔ وہ گمراہ قبرستان ہے۔ جس میں تلاوت قرآن نہ ہو۔

میری بہنو!

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے غلامو! ہر چیز کا دل ہوتا ہے
اور قرآن پاک کا دل سورۃ یسین ہے۔ جو مسلمان ایک بار سورۃ یسین کی تلاوت
کرے اُسے دس قرآن پاک پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا سورۃ یسین مشکوں کو آسان کرنے والی ہے۔ جب کسی کا
آخری وقت ہو تو اُس وقت اُسے سورۃ یسین سنائی جائے۔ تاکہ نزع کا وقت
آسان ہو جائے۔

پتر جہاں دے وقت نزع دے پڑھن یسین پیاری
ہمدے قبران نوں ٹر جاون فضل کرے رب باری

میری بہنو!

وہ والدین کتنے خوش نصیب ہیں کہ جن کی اولاد قرآن پاک پڑھ جاتی
ہے۔ جب کبھی ایسا مشکل وقت آتا ہے۔ تو سورۃ یسین سنانے کیلئے حافظ قرآن ہی
کام آتے ہیں اور نزع کے وقت کی مصیبت کٹ جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے
ارشاد فرمایا والدین جب فوت ہو جائیں تو اُن کی قبروں پر ہر جمعہ المبارک کو سورۃ
یسین کی تلاوت کی جائے تو ہر حرف کے برابر والدین کے درجے بلند ہو جاتے ہیں

میری بہنوا

نیک اولاد مرنے کے بعد بھی فائدہ دیتی ہے۔ بلکہ سکون کا باعث ہے جب اولاد سورۃ یسین پڑھ کر والدین کو ایصالِ ثواب کرے گی تو والدین کے درجے بلند ہوں گے۔ درجوں کی بلندی بخشش ہے۔ قبر کا جنت بنتا ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا چاہیے۔ پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب والدین کی قبروں پر پڑھنے والا پڑھنے والی جب مر جائے گی تو اُس کی قبر کی زیارت کرنے فرشتے آیا کریں گے۔

میری بہنوا

ہمارے پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو۔ یہ قیامت کے روز شفاعت کرنے والا ہے۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ بھوک اور پیاس ہوگی۔ کوئی کسی کا سہارا نہ ہوگا۔ اس وقت قرآن پاک شفاعت کرنے والا ہوگا۔ اور فرمایا سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران اپنے پڑھنے والے پر سایہ کریں گی۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا۔ کہ قیامت کے روز جب ہر کوئی مشکل میں ہوگا۔ اُس وقت یہ قرآن ہی کام آئے گا۔ شفاعت بھی کرے گا اور سایہ بھی کرے گا۔ لہذا قرآن پاک کی تلاوت کی عادت بنا لو۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

پڑھ کلمہ کھول قرآن مُرشد کہندا اے

تاں راضی ہووے رُحمن مُرشد کہندا اے

شافعِ محشر

جب قرآن مجید شفاعت کرے گا تو لازمی ہے کہ حضور ﷺ شافعِ محشر بھی قیامت کے دن ہمارے لئے ضرور شفاعت فرمائیں گے۔ جن کی ہم نعمتیں پڑھتی ہیں۔ اور جن کے دربار میں درودِ دُسلام کے گجرے پیش کرتی ہیں۔

میری بہنو!

رسول عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قرآن کی تلاوت کا ثواب معلوم ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک حرف پڑھیں تو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ یہ نہ سمجھنا کہ اللہ ایک حرف ہے بلکہ یہ تین حروف ہیں اور ان کے پڑھنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

غور کریں ایک حرف پڑھیں تو دس نیکیاں ملتی ہیں تو جو پورا قرآن تلاوت کرے گی۔ اُسکی نیکیوں کا کوئی شمار کر سکتا ہے۔ بلکہ لگاتار قرآن کی تلاوت کرنے والی کی تلاوت سننے فرشتے بھی آتے ہیں۔

قرآن کی تلاوت کا جو معمول بناتے ہیں

سننے کو فرشتے بھی افلاک سے آتے ہیں

ایک صحابی روزانہ نماز میں قل هو اللہ شریف پڑھتے تھے۔ لوگوں نے

حضور ﷺ کی بارگاہ میں جا کر شکایت لگائی کہ یہ نماز کی ہر رکعت میں صرف قل

هو اللہ شریف ہی پڑھتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے شخص کیا تجھے اور

قرآن یاد نہیں۔ اُس صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پورا قرآن یاد ہے مگر مجھے اس سورۃ مبارکہ سے بہت محبت ہے۔ کیونکہ اس میں مُشرکین، کفار اور یہود و نصاریٰ کا ردّ ہے۔ حضور ﷺ فرمایا۔ اے میرے صحابی۔ اس سورۃ کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔ (سبحان اللہ)

میری بہنو!

قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو۔ اور حفظ بھی کرو مگر ایک بات یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن پاک یاد کرنا آسان ہے۔ مگر یاد رکھنا کمال ہے۔ اگر کوئی حفظ کرنے کے بعد ٹھلا دے تو اللہ اور اُس کا رسول بہت ناراض ہوتے ہیں۔

کیونکہ حضور نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ قرآن پاک کی خبر گیری کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ قرآن سینہ سے اتنی جلدی لگتا ہے۔ جس طرح اونٹ اپنی رسی سے نکل جاتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا جس نے قرآن یاد کیا۔ پھر اُس کو بھول گیا۔ تو وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا..... یا آئے گی۔ کہ اُس کا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا۔ (تربہ استغفار)

حضور نے ارشاد فرمایا۔ قرآن پاک کی مثال اونٹ کی مانند ہے۔ اگر اُسے رسی سے باندھ کر رکھو تو بندھا رہتا ہے۔ اور اگر رسی کھول دی جائے تو بھاگ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک حفظ کرنا آسان ہے۔ مگر اس کا دورہ جاری رکھنا مشکل ہے۔

میری بہنوا

میں نے اکثر سنا ہے۔ عورتیں یا لڑکیاں قرآن حفظ کر لیتی ہیں۔ پھر وہ قرآن کا ذور نہیں کرتیں۔ تو بھول جاتی ہیں۔ اس سے گناہ ہوتا ہے۔ میری بات پر دھیان ضرور دینا۔ کہ حفظ کر لیا ہے۔ تو ہر روز ذور بھی کرتے رہنا چاہئے۔ اس سے قرآن پاک یاد رہے گا۔ قرآن فرماتا ہے کہ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٥﴾ یہ قرآن جہانوں کے لئے ہدایت ہے۔ قرآن پڑھنا بھی ضروری ہے اور اس پر عمل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ قرآن کے آداب بھی ضروری ہیں

﴿1﴾ ہمیشہ با وضو ہو کر تلاوت کرنی چاہئے

﴿2﴾ تعوذ اور تسبیح سے شروع کریں

﴿3﴾ قرآن پاک ٹھہر ٹھہر کر اور ٹھیک ٹھیک پڑھنا چاہئے

﴿4﴾ تلاوت کے دوران دنیاوی باتیں مت کریں

﴿5﴾ ضروری ہے کہ با ترجمہ اور معنی تفسیر قرآن کی تلاوت کریں

﴿6﴾ قرآن پاک کے رموز و اوقاف جاننے کی کوشش کریں



عمل کرنے اور حفظ کرنے

اور تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فضیلتِ قرآن

یہ کلامِ خدا ہے قرآن شریف
 نعتِ مصطفیٰ ہے قرآن شریف
 مومنو اسکو پڑھتے پڑھاتے رہو
 شافعِ روزِ جزا ہے قرآن شریف
 تاجِ سر پر نورانی سجے حشر میں
 جس نے حفظ کیا ہے قرآن شریف
 رحمتوں برکتوں سے بھرو جھولیاں
 دافعِ ہر بلا ہے قرآن شریف
 تیس پاروں کو پڑھ کے عیاں یہ ہوا
 سیرتِ مصطفیٰ ہے قرآن شریف
 اس کو پڑھ کے دلوں کو سکون ملے
 اور روح کی غذا ہے قرآن شریف
 لیلۃ القدر میں ہے یہ نازل ہوا
 برکتوں سے بھرا ہے قرآن شریف
 حشر میں یہ ہماری شفاعت کرے
 مولا ہم نے پڑھا ہے قرآن شریف

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿19﴾

فضیلت نماز

نُحَمِّدُهُ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ ۝

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيَّ الْكَرِيْمُ ﷺ

تمام بہنیں درود و سلام پیش کریں ۔

سب تعریف اُس ذاتِ بابرکات کے حضور جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے

جس نے ہم سب کو پیدا کیا۔ اور ہمارے والدین اور اُن سے پہلوں کو پیدا کیا۔

اور قیامت تک پیدا کرتے کرتے تھکے گا نہیں۔ جس نے ہمارے لیے زمین کو فرش

بنایا اور آسمان کو چھت بنایا۔ تمام مخلوق میں ہم کو عقل و شعور سے نوازا۔ انسان بنایا۔

پھر انسان بنانے کے بعد مسلمان بنایا۔ کتابِ بڑا احسان ہے ہمارے اوپر اُس خدائے

وحدہ لا شریک کا۔ تو ہمارا فرض ہے کہ اُس کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہیں۔ بس اُس

کی ذات اس لائق ہے کہ جس کو سجدہ کیا جاسکے۔

درود و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار۔ حبیب پروردگار۔ کل عالم کے مالک و مختار۔ نبیوں کے سردار۔ زمانے کے رہبر نور انوار، نور آخر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں کہ جن کے نام کی مٹھاس زبانوں سے کبھی نہیں جاتی۔ جس کا ذکر زبانوں کو شیریں کرتا ہے۔ روح کی تسکین بنتا ہے۔ دل کا سکون بنتا ہے۔ جن کے خیال سے کمال ملتا ہے۔ وہ خوش نصیب ہیں۔ جن کو ان کا حال ملتا ہے۔

خداوند کریم سے دُعا ہے کہ ہمیں بھی حضور ﷺ کا جمال دکھا دے۔ پھر ہماری زندگی بھی سنور جائے۔ اور ہم کہیں کہ ہم بھی خوش قسمتوں میں سے ہیں۔

میری بہنو:

میں نے آپ کے سامنے جو آیت کا مجھ پڑھا ہے۔ اُس میں نماز قائم کرنے کا ذکر ہے

وَيَقِيمُونَ الصَّلَاةَ

پرہیزگاروں کی نشانی ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں۔

میری بہنو

اسلام کے پانچ ارکان میں سے کلمہ طیبہ پہلا رکن ہے..... نماز دوسرا رکن ہے..... اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔ بلکہ قرآن پاک میں اس کے بارے میں سات سو ﴿700﴾ بار سے زائد آیا ہے۔ چند بار ہی کافی تھا مگر قرآن پاک بھرا ہوا ہے۔ کہ نماز پڑھو! نماز قائم کرو۔ باجماعت نماز ادا کرو۔ نماز برائیوں سے روکتی ہے۔ نماز میں دل لگاؤ۔ یہ بار بار حکم اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ عمل بہت اہم ہے۔ ضروری ہے۔ خداوند کریم کو بہت بھاتا ہے۔

میری بہنو

حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ

الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّينِ

نماز دین کا ستون ہے۔

نماز نہ پڑھنے والا گویا کہ دین کا ستون گرانا ہے۔ بغیر ستون کے جیسے کوئی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح نماز کے بغیر دین کا محل پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔

پھر دوسری حدیث میں فرمایا!

قُرَّةٌ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

حضور ﷺ جس چیز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بتائیں۔ وہ کتنی فضیلت والی ہوگی۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کوئی نماز پڑھے گی تو گویا وہ حضور

ﷺ کی پیاری پیاری آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گا۔ اصل مقصد یہ ہے کہ اُس سے

حضور ﷺ پیار فرمائیں گے۔ اُس کی قبر میں تشریف لائیں گے۔ اور حشر کے

روز اُس کی شفاعت فرمائیں گے۔

میری بہنو

: تیسری حدیث مبارکہ میں یوں ارشاد فرمایا۔

الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ

نماز مومنوں کی معراج ہے۔

ہر کوئی دربار الہی میں پیش ہونا چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہو کر فریاد کرنا

چاہتا ہے۔ مگر کیسے جائے اور کیسے فریاد کرے۔

میری بہنو:

حضور ﷺ نے ارشاد فرما دیا کہ اگر کوئی دربارِ خداوندی میں جانا چاہے تو نماز کے لیے کھڑا ہو جائے۔ نماز میں کھڑا ہونا دربارِ الہی میں کھڑا ہونے کے برابر ہے۔ اور نماز کے بعد دُعا کرنا گویا دربارِ الہی میں فریاد کرنا ہے۔ اس کی دُعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ جو نماز پڑھ کے اخلاص سے دُعا کرتا ہے۔

نماز کو معراج مومن اس لیے کہا گیا ہے۔ کہ تمام عبادتیں زمین پر فرض ہوئیں۔ مگر نماز معراج کی رات عرشِ اعلیٰ پر فرض ہوئی۔ اس لیے فرمایا۔ جب نماز پڑھا کرو تو یہ خیال کیا کرو کہ میں خدا کو دیکھ رہی ہوں۔ اور اگر یہ نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔

میری بہنو:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ اگر کسی کے گھر کے سامنے سے ایک نہر گزرتی ہو۔ اور وہ اُس میں روزانہ پانچ بار غسل کرے تو کیا اُس کے بدن پر میل باقی رہے گا۔؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو شخص پانچ بار نہائے گا۔ اُس کے جسم پر بھلا میل کیسے رہے گا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو روزانہ پانچ نمازیں ادا کرتا ہے اُس کے گناہ باقی نہیں رہتے۔ ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہم جب پانچ نمازیں ادا کریں گی تو ساتھ ساتھ گناہ بھی مٹتے جائیں گے۔ اور اللہ کی رحمت بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کرنے والوں سے پیار فرماتا ہے۔

میری بہنو:

ایک روز حضور ﷺ پت جھڑ کے موسم میں کہیں جا رہے تھے کہ آپ نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑ کر ہلائی تو بے شمار پتے ٹوٹ کر زمین پر گر گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ یہ تم نے دیکھا کہ میں نے ٹہنی ہلائی ہے اور بے شمار پتے جھڑ گئے ہیں۔ ایسے جب نمازی نماز پڑھتا ہے تو اُس کے گناہ نہیں رہتے۔ خود حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب نمازی نماز کے لیے وضو کرتا ہے۔ جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب منہ میں پانی ڈالتا ہے تو منہ کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب ناک میں پانی ڈالتا ہے تو ناک کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب چہرہ دھوتا ہے تو چہرے کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب بازو دھوتا ہے تو بازو کے گناہ جھڑتے ہیں۔ سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ جھڑتے ہیں۔ اور جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ جھڑتے ہیں۔ پھر جب وضو کر کے کعبہ کی جانب منہ کر کے شہادت کی انگلی اٹھا کر دوسرا کلمہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو۔ اس بندی کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دو۔ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے ﴿سبحان اللہ﴾

رحمت ربِ دی نازل ہووے خاص نمازی جہیزے
روز قیامت چمکاں مارن کُل نمازیاں چہرے
تھتے پیر دیون روشنایاں تے متھے نور ستارے
عزت قدر زیادہ ہووے مالک دے دربارے

میری بہنو:

ایک روز صحابہ کرام نے پوچھا۔ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن آپ اپنے اُمتیوں کو کیسے پہچان لیں گے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ۔ اگر ایک ہزار گھوڑے ہوں اور اُن میں زیادہ سفید ٹانگوں والے ہوں۔ تو کیا سفید ٹانگوں والے گھوڑوں کا مالک اُن کو نہیں پہچان سکتا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ کیوں نہیں۔ یا رسول اللہ وہ مالک ضرور پہچان لے گا۔ یہ سُن کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ جب میرے اُمتی نماز پڑھنے لگتے ہیں تو پہلے وضو کرتے ہیں۔ جہاں جہاں وضو کا پانی لگا ہوگا۔ قیامت کے روز وہ اعضاء سورج کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ تو میں فوراً پہچان لوں گا کہ یہ میرے اُمتی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو میرے فرمان کے مطابق وضو کر کے نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔

میری بہنو:

نماز شکرانے کا ایک طریقہ ہے کہ اے خداوند تعالیٰ تُو نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں جن کا ہم شکر یہ ایسے ادا کریں کہ **تجھ سے سجدہ** کریں۔

خود حضور ﷺ ساری ساری رات کھڑے ہو کر عبادت فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح آپ کے پاؤں پر رُو م آجاتا۔ ایک روز حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ساری ساری رات کھڑے ہو کر کیوں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ سُن کر

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ جس نے مجھے رحمتِ دو عالم بنایا۔ جس نے مجھے امام الانبیاء والمرسلین بنایا۔ جس نے مجھے خسر کے روز کا خاتم بنایا۔ جس نے مجھے وہ اُمت دی۔ جو سب سے اعلیٰ ہے اور سب سے آخر ہے۔ جس نے مجھے حوضِ کوثر عطا فرمایا۔ تو میں اُس کا شکر کیوں نہ ادا کروں۔

کدی نہ رنج کے اکھیاں لائیاں سرور دوہاں جہاں کاں
پڑھن نمازِ خُدا وی ایسی تے ادا کرن شکر اتاں
اک اک نعمت تیری اُتے جان کراں میں واری
پھروی شکر ادا میں ہوناں اے میرے خالق باری

میری بہنو:

نمازِ شکر کا طریقہ ہے۔ جو میری بہنیں نماز ادا کرتی ہیں۔ وہ دراصل اپنے رب کا شکر ادا کرتی ہیں۔ ایک بار ایک بزرگ کے پاس ایک شخص موجود تھا۔ جس نے کہا مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ تو بزرگ نے فرمایا۔ بھائی نماز پڑھا کرو۔ اُس نے کہا نماز نہیں پڑھی جاتی۔ اور کام بتائیں۔ تو بزرگ نے کہا چلو تم نماز نہ پڑھا کرو مگر خدا کا بنایا ہوا پانی چھوڑ دو۔ اُسے پیا نہ کرو۔ اُس نے کہا پانی تو پینا پڑے گا۔ تو فرمایا۔ پھر اُس کو سجدہ بھی کرنا پڑے گا۔ پھر بزرگ نے کہا چلو پانی پیو مگر اُس کی بنائی ہوئی ہوا میں سانس نہ لو۔ اُس شخص نے کہا یہ بھی ضروری ہے۔ فرمایا چلو ہوا میں سانس بھی لے لو مگر اُس کی بنائی ہوئی چیزیں نہ کھاؤ۔ وہ شخص بولا۔ یہ کیسے ممکن ہے

بزرگ نے کہا۔ چلو اُس کی بنائی ہوئی چیزیں بھی کھاؤ مگر اُس کی بنائی ہوئی زمین پر نہ رہو۔ وہ شخص بولا۔ اور کہاں جاسکتا ہوں۔ اس زمین پر ہی رہنا ہوگا۔ بزرگ یہ سُن کر مسکرائے اور کہا اودان انسان۔ جس کا بنایا ہوا پانی نہ ملے تو مر جائے گا۔ ہوا نہ ملے تو مر جائے گا۔ چیزیں کھانے کو نہ ملیں تو تو مر جاتا ہے۔ اُس کی زمین کے سوا اور کوئی زمین رہنے کو نہ ہے۔ اُس کی دی ہوئی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اُس کے بنائے ہوئے کانوں سے سنتا ہے۔ اُس کی بنائی ہوئی زبان سے بولتا ہے۔ اُس کے بنائے ہوئے ہاتھ پاؤں تیرے لیے زندگی ہیں۔

اے نادان سُن! تو پھر جس نے تجھے اتنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ تو اُس کو پانچ وقت سجدے نہیں کر سکتا۔ کتنا خود غرض ہے۔ کتنا ناشکرا ہے۔

یہ سُن کر اُس شخص پر رقت طاری ہو گئی۔ اُس نے توبہ کی۔ پھر وہ سجدہ کرنے والوں میں ہو گیا۔

کھیتاں سر سبز ہیں تیری غذا کے واسطے
جانور پیدا کئے تیری وفا کے واسطے
چاند سورج اور تارے ہیں ضیاء کے واسطے
سب جہاں تیرے لیے اور تُو خدا کے واسطے

قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

اور نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو سوائے اپنی عبادت کے

ایک عورت دل لگا کر نماز پڑھا کرتی تھی۔ اور وہ ہر وقت خدا کا شکر ادا کیا کرتی تھی۔ ایک دن اُس نے روٹیاں لگانے کے لیے تنور تپایا اور خود نماز میں مشغول ہو گئی۔ اتنے میں اُس کی آزمائش کا وقت آ گیا۔ شیطان نے کہا اے عورت نماز چھوڑ دے۔ تیرا بچہ تنور کی طرف جا رہا ہے۔ مگر عورت نماز پڑھتی رہی۔ شیطان نے اُس کے بچے کو اٹھایا اور تنور کے بالکل قریب لے گیا۔ اور بولا اب نماز چھوڑ دے۔ ورنہ تیرا بچہ تنور میں گر جائے گا۔ مگر خدا کی اُس نیک بندی نے نماز نہ چھوڑی اور خدا کو سجدے کرتی رہی۔ شیطان نے اُس کے بچے کو اٹھایا اور تنور میں پھینک دیا۔ مگر وہ صالحہ نماز میں مصروف رہی۔ جب اُس نے نماز مکمل کر لی تو خدا کی بارگاہ میں ایک سجدہ کیا اور عرض کیا۔ یا اللہ میں کوئی دُنیا کے کاموں میں تو نہیں لگی ہوئی تھی۔ میں تو تیری عبادت کر رہی تھی اور میرا کلوتا بیٹا تنور میں گر گیا۔ اب میں اُسے تیرے سپرد کرتی ہوں۔

پیارے بہنو:

ابھی اس عورت کا سر سجدے میں ہی تھا کہ اُس کے کانوں میں آواز آئی اے میری بندی! جو میرا کام کرتا ہے میں اُس کے کام میں لگا ہوتا ہوں۔ **جسوس**۔ جا کر دیکھ تیرے بیٹے کو آگ نے نہیں بجلایا۔ بالکل وہ آگ گلزار ہو گئی ہے۔

وہ عورت روتی ہوئی جھلنے سے اٹھی اور جا کر تنور میں دیکھا تو بچہ بیٹھا انگوٹھا چوس رہا تھا۔ اور ساری آگ پھول بن چکی تھی۔ اُس نے اپنے بیٹے کو اٹھایا اور سینے سے

لگا لیا۔ پھر خداوند تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی۔ جو میرا شکر ادا کرنے کو سجدہ کرتا ہے
میں اُسے کوئی نقصان نہیں ہونے دیتا۔ یہ سنا تو اُس عورت نے فوراً مصلیٰ بچھایا اور
پھر دو نفل شکرانے کے ادا کئے ﴿سبحان اللہ﴾

اس لیے نمازیوں کے لیے قرآن نے مژدہ سنایا ہے۔ کہ

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ أُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ○

○ الَّذِينَ يَرْتُونَ الْفِرْدَوْسَ

○ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○

اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں۔ یہ جنت
الفردوس کے وارث ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

میری بہنو:

نماز شکرانہ بھی ہے اور آنے والی تکالیف کو روکتی بھی ہے۔ اس لیے قرآن
پاک فرماتا ہے۔

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ

اے مومنو! جب مصیبت پڑھے تو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو

اس طرح مصیبت ٹل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔

میری بہنو:

نماز کبھی معاف نہیں۔ البتہ اُن دنوں عورتوں کو نماز سے روکا گیا ہے۔ جو

مخصوص دن ہیں۔ ورنہ نماز کبھی معاف نہیں۔

صحابہ کرام اُس شخص کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے جو نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اس لیے نماز کی پابندی ضرور کرنی چاہئے۔ کربلا میں امام حسینؑ نے صبر بھی کیا اور نماز بھی پڑھی۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کا سر نیزے پر تھا تو آنکھیں زمین پر لگی ہوئیں تھیں۔ اس لیے کہ

سر تھا نیزے پہ اور تھیں آنکھیں زمین پر
گویا کہ تھی دوسرے سبب دے کی آرزو

میری بہنو:

قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اللہ کو یاد کرتا ہے۔

ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگی ہوئی ہے اور وہ اپنے اپنے طریقے سے خداوند کریم کی عبادت میں مصروف ہے۔ جیسے تمام درخت قیام میں ہیں۔ کھڑے کھڑے عبادت کر رہے ہیں۔

چوپائے رکوع میں ہیں۔ سانپ اور بچھو سجدے میں ہیں۔ اور عبادت خدا میں مشغول ہیں۔ مینڈک تشہد کی حالت میں بیٹھ کر عبادت کرتا ہے۔

یہ سب نماز کا ایک ایک رکن ادا کرتے ہیں۔ مگر انسان جب دو نفل ادا کرتا ہے تو تمام ارکان ادا کرتا ہے۔ اس کے دونوں کے اندر تمام کی تمام عبادت شامل ہو جاتی ہے۔ اس طرح عبادت میں اس کا درجہ بلند ہو جاتا ہے۔

میری بہنو:

اس طرح فرشتے بھی عبادت کرتے ہیں۔ پہلے آسمانوں کے فرشتے قیام میں ہیں۔ دوسرے آسمان کے فرشتے رکوع میں ہیں اور قیامت تک رکوع میں رہیں گے۔ تیسرے آسمان کے فرشتے سجدے میں ہیں۔ وہ قیامت تک سجدے میں رہیں گے۔ چوتھے آسمان والے فرشتے تشہد میں ہیں۔ وہ قیامت تک تشہد میں رہیں گے۔ پانچویں آسمان کے فرشتے تسبیح میں لگے ہوئے ہیں۔ چھٹے آسمان کے فرشتے دُعا میں لگے ہوئے ہیں۔

میری بہنو:

فرشتے نماز کا ایک ایک رُکن ادا کر رہے ہیں۔ اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ مگر ایک مسلمان کی نماز میں تمام ارکان آجاتے ہیں۔ قیام بھی کرتا ہے۔ رکوع بھی کرتا ہے۔ سجدہ بھی کرتا ہے۔ تشہد میں بھی عبادت کرتا ہے۔ تسبیح و تہلیل بھی کرتا ہے۔ دُعا بھی مانگتا ہے۔ گویا فرشتوں سے اُس کی عبادت اعلیٰ اور افضل ہے۔ اس لیے خدا کے خاص بندے نماز کو فراموش نہیں کرتے اور نمازِ مہجگانہ کے علاوہ نقلی عبادات کو بھی اپنا معمول بناتے ہیں۔ اس لیے فرمایا۔

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

میری بہنو:

اب دیکھنا یہ ہے کہ نمازیں پانچ ہیں یہ ہم پر کیوں فرض کی گئیں۔ فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السلام پر اور آپ کی اُمت پر فرض تھی۔ ظہر کی نماز حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی اُمت پر فرض تھی۔ عصر کی نماز حضرت یونس علیہ السلام اور اُن کی اُمت پر فرض تھی۔ مغرب کی نماز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کی اُمت پر فرض تھی۔ عشاء کی نماز حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی اُمت پر فرض تھی۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام اور اُن کی اُمتوں کو صرف اور صرف ایک ایک نماز دی۔ مگر جب اپنے حبیب ﷺ کی باری آئی۔ تو تمام نمازیں ملا کر فرض کر دیں۔ تاکہ دوسرے انبیاء کرام کی اُمتوں سے افضل ہو جائے اور زیادہ ثواب ملے۔

چونکہ پہلے پچاس نمازیں فرض ہوئیں تھیں۔ اور پھر معافی کے بعد صرف پانچ رہ گئیں۔ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے پیارے حبیب ﷺ اگرچہ نمازیں پانچ رہ گئی ہیں لیکن میں ثواب پچاس ہی کا دوں گا۔ اگر کوئی میری بہن ایک نماز پڑھتی ہے تو اسے دس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ اگر کوئی پانچ نمازیں پڑھتی ہے تو اس کو پچاس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

میری بہنو:

نماز قائم کرنا اور پڑھنا الگ الگ ہیں۔ پڑھنا یہ ہے کہ کبھی پڑھ لی۔ کبھی نہ پڑھی۔ کبھی صاف کپڑوں میں پڑھ لی اور کبھی میلے کپڑوں میں پڑھ لی۔ مگر قائم کرنا یہ ہے کہ کبھی نہ چھوڑی جائے۔ بالکل تیاری سے پڑھی جائے۔ دل لگا کر

پڑھی جائے۔ یہ خیال کیا جائے کہ خدا کو میری نماز کا علم ہے اور جب میں نماز میں کھڑی ہوتی ہوں تو خداوند کریم مجھے دیکھتا ہے۔ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔ ہر ہر لفظ پر غور کیا جائے۔ حرکات درست کی جائیں۔ نماز سمجھ کر پڑھی جائے۔ وقت پر ادا کی جائے تو یہ نماز فرشتے عرشِ اعلیٰ پر لے جاتے ہیں۔ وہاں جا کر نماز سجدہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتی ہے کہ اے باری تعالیٰ۔ تیری بندی نے مجھے نہایت حفاظت سے پڑھا ہے۔ تُو بھی اُسے اپنی حفاظت میں لے لے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نماز تو گواہ ہو کہ میں نے تیری شفاعت کی وجہ سے اپنی بندی کو بخش دیا ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا۔ اگر نماز کھل پائی گئی تو باقی اعمال کی پوچھ نہیں ہوگی۔ اللہ فرمائے گا۔ اے بے نماز۔ آج ہی مجھے سجدہ کر دو۔ مگر وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ حکم خدا ہوگا۔ کہ انہیں اٹھا کر جہنم میں پھینک دو۔ بے نمازی جہنم میں اسی ﴿۸۰﴾ ہتھبہ تک رہے گا۔ ایک ہتھبہ اسی ﴿۸۰﴾ برس کا ہوگا اور وہ ایک برس اسی ﴿۸۰﴾ ماہ کا ہوگا۔ اور وہ ایک ماہ اسی ﴿۸۰﴾ دن کا ہوگا۔ اور وہ ایک دن اسی ﴿۸۰﴾ گھنٹے کا اور وہ ایک گھنٹہ دنیا کے اسی ﴿۸۰﴾ ہزار برس کا ہوگا۔

میری بہنوا

میں نے اکثر دیکھا ہے کہ شادی بیاہ کے دنوں میں شادی پر آئی ہوئی خواتین اور گھر والی تمام خواتین نماز چھوڑ دیتیں ہیں۔ وہ خواتین جو کچی نمازی ہوتیں ہیں۔ وہ بھی

نماز کا خیال نہیں کرتیں۔ ایسا ہرگز نہ کریں۔ نماز بہت ضروری ہے۔
حضور ﷺ نے فرمایا جو قصد نماز ترک کرے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو تین بلاؤں میں
جسٹا فرمائے گا۔

اس کے چہرے کا نور اٹھ جائے گا۔ ●
مرنے کے وقت اُس کی زبان لڑکھڑا جائے گی۔ ●
زبان پر کلمہ شہادت آئے بغیر خاتمہ ہوگا۔ ●

بے نمازوں سے محشر میں پوچھے خدا
کیوں نہیں تم نے مجھ کو سجدہ کیا
میرے پیارے حبیب ﷺ کے فرمان کو
غافلو جان بوجھ کے ٹھکرا دیا

اے فرشتو انہیں اب ستا کے چلو
اور کوڑے پہ یکوڑا لگا کے چلو
ان کی پیشانی کو بھی جلا کے چلو
کار دوزخ میں فوراً انہیں دو گرا

دُنیا فانی ہے بہنو نماز پڑھو
 اور اسلام کے سیدھے رستے چلو
 سُنّتِ مصطفیٰ کو سبھی تھام لو
 ہو گا راضی نبی اور راضی خُدا
 توبہ ہے توبہ ہے توبہ ہے توبہ ہے

میری بہنو:

ہمیں نماز کبھی بھی ترک نہیں کرنی چاہیے اور اس کی خود بھی پابندی کرنی
 چاہیے اور اپنے بہن بھائیوں، بیٹوں اور بیٹیوں کو اس کا پابند بنانا چاہیے۔
 اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ عمل کی توفیق عطا فرمائے ﴿ثم آمین﴾

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

اگر آنکھیں روشن ہیں تو ہر روز

روزِ حشر ہے

آنکھیں روشن رکھو

نماز قائم رکھو

تو دل روشن ہو جائے گا

تقریر نمبر ﴿20﴾

حج بیت اللہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ○ أَمَا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

وَأَذْبُوْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْءٌ ○

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمَ وَبَلَّغَنَا رَسُولُهُ النَّبِيَّ الْكَرِيمَ ○

اور جب ہم نے حضرت ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانہ بتا دیا۔ اور حکم دیا۔ کہ میرا کوئی شریک نہ کر

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحد لا شریک ہے۔ جس

کا کوئی ہمسرا اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو

دنیا بنانے پر قادر ہے اور دنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے

بڑے سلطان، بڑے بڑے فخر زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل

سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اٹھتے

ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکِ انسان سے نہیں ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔

قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔

کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔

مگر رب کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاجِ سلطانی کسی کو بھیکِ درِ در کی

کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگِ مرمر کی

وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے

اشارہ اُس کا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درد و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکارِ دو عالم رحمت جہاں،

سرکارِ مدینہ، نور کا نگینہ، راحتِ قلب و سینہ، امام الانبیاء و امام المرسلین، شبِ اسرئٰی

کے دولہا، ساری کائنات کے رسولِ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ عالم پناہ میں

کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسولِ اکرم ﷺ کہ جن کے

صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔ ●

میری بہنوا

سب سے پہلے خانہ کعبہ حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا۔ اور طواف کیا۔ حج بھی کرتے تھے۔ پھر طوفان نوح کی وجہ سے خانہ کعبہ کی بنیادیں مٹ گئیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ میرا گھر بنا۔ عرض کیا یا اللہ کہاں بناؤں۔ اللہ تعالیٰ نے اُس جگہ بادل کا سایہ کر دیا۔ اور ہوانے وہ جگہ صاف کر دی۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنایا۔ جب دیواریں بلند ہو گئیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیوار بناتے ہوئے دقت ہوئی۔ تو ایک پتھر کوہ البونیس سے لایا گیا۔ اُس کے اوپر کھڑے ہو کر دیوار بنانے لگے جیسے جیسے دیوار بلند ہوئی وہ پتھر بھی اونچا ہوتا جاتا تھا۔ اُس پتھر کو اب مقام ابراہیم میں رکھا گیا ہے۔

جب خانہ کعبہ بن گیا تو اللہ تعالیٰ نے حجرا سود لگانے کا حکم دیا۔ یہ پتھر جنت سے آیا تھا۔ یہ سفید رنگ کا روشن پتھر تھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ لوگوں کے گناہ چوس چوس کر سیاہ ہو گیا ہے۔

جب خانہ کعبہ مکمل ہو گیا۔ تو خداوند کریم نے ارشاد فرمایا اے میرے

پیارے ابراہیم علیہ السلام

اِدْنِ لِي النَّاسِ بِالْحَقِّ

لوگوں کو حج کیلئے پکارو

آپ نے عرض کیا یا اللہ میری آواز کہاں تک جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا آواز دینا تیرا کام ہے۔ اور پھیلانا میرا کام ہے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوہ ابوقیس پر کھڑے ہو کر پکارا کہ لوگو! آؤ خدا کے گھر کا طوائف کرو حج کرو اتنا کہنا تھا کہ آپ کی آواز ساری کائنات میں گونج اُٹھی۔ تمام روحوں نے سنا ماؤں کے پٹوں میں بچوں نے سنا جس نے سن کر جتنی بار۔۔۔

اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ..... اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ..... اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ

کہا وہ دنیا میں اتنے ہی حج کرے گا۔ حج کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ زندگی میں ایک بار حج فرض ہے اور اگر خدا توفیق دے تو باقی نفل ہے۔

فرمایا جس نے خانہ کعبہ کا حج کیا اور بری بات سے رکا رہا تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا کہ جیسے اُس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

فرمایا حج بندے کے پہلے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اور اُس کا اجر جنت ہے۔ فرمایا قیامت کے دن حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا۔ اور انھیں جنت میں لے جائے گا۔ قیامت کے روز محشر کے میدان میں خانہ کعبہ لایا جائے گا۔ اور صد بلند ہوگی کہ جس نے حج کیا ہے۔ آؤ اس گھر کا طواف کرو۔ تمام حاجی طواف کرنے لگیں گے۔ خانہ کعبہ جنت کی طرف چلے گا اور حاجی بھی ساتھ جائیں گے پھر تمام جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

فرمایا جس نے خانہ کعبہ میں ایک نماز پڑھی۔ اُسے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ جس نے ایک نیکی کی اُسے ایک لاکھ نیکی کا ثواب ملتا ہے۔ اگر کوئی گھر

سے حج یا عمرے کی نیت سے جائے گا اور مر جائے تو اس کا ثواب لکھا جائے گا۔ اور قبر کے عذاب سے نجات پائے گا۔

فرمایا جس کو خداوند تعالیٰ نے حج کی توفیق دی اور اُس نے بغیر کسی عذر کے حج نہ کیا تو وہ یہودی ہو کر مرے گا۔ یا وہ عیسائی ہو کر مرے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حج کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم غریبوں کو در پہ بلا لیجئے
ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گی
لِلّٰہِ سَلِّیْدُ خُمْرَا دِکْہَا دِیَجْئِ
ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گی
قافلے سوئے طیبہ تو ہیں جا رہے
اور ہم اٹھک آنکھوں سے برسا رہے
روتی آنکھوں کو آقا ہنسا دیجئے
ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گی
میری صورت و سیرت کچھ بھی نہیں
پاس دولت و فرّوت کچھ بھی نہیں
جیسی ہیں اپنے دامن لگا لیجئے
ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گی
خاک طیبہ کا آنکھوں میں سرمہ لگا

ہم پھریں گلیوں میں سر کو پاؤں بنا
 اک بار مدینے پہنچا دیجئے
 ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گی
 چوم چوم کے ہم روضے کی جالیاں
 دردوں کی پیش کرتیں رہیں ڈالیاں
 صدقہ حسنین کا ہی بلا لیجئے
 ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گی
 وہ مدینہ جہاں ہیں صدیق و عمرؓ
 وہاں میرا بھی ہو چھوٹا سا ایک گھر
 سعید قادری کو بھی جگہ دیجئے
 ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گے
 يَا رَسُولَ اللَّهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ
 يَا حَبِيبَ اللَّهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ

حج بھی ایسی عبادت ہے جیسے نماز روزہ اور زکوٰۃ۔ مگر حج ایسی عبادت ہے
 جس میں نماز روزہ اور زکوٰۃ بھی آجاتے ہیں۔ حج ہر اُس شخص پر واجب اور فرض
 ہے۔ جس کے پاس آمد و رفت کا خرچہ ہو۔ وہاں کھانے پینے اور رہنے کا بندوبست
 ہو۔ اور پیچھے اپنے بچوں کیلئے بھی کچھ چھوڑ سکتا ہو۔

حج بالغ عاقل پر فرض ہے۔ جو بالغ نہیں۔ اُس پر حج فرض نہیں ہے حلال

کمائی سے حج کرنا فرض ہے۔ حرام کمائی سے کیا ہوا حج قبول نہیں ہوتا۔ عورت بغیر محرم کے حج نہیں کر سکتی۔

فرمایا جب حرام کمائی والا طواف کرتا ہے تو خانہ کعبہ پکار کر کہتا ہے تو طواف کرنے کر۔ یہ برابر ہے۔ تجھ پر لعنت ہو کہ تو حرام لباس پہن کر اور حرام کھانا کھا کر یہاں آیا ہے۔ خداوند تعالیٰ کو تیرے ایسے حج اور طواف کی کوئی ضرورت نہیں۔

میری بہنوا!

جب انسان حج کا پکا ارادہ کرے تو اپنے گناہوں سے معافی مانگ لے اگر کوئی ناراض ہے تو اُسے منالے جب تیاری کرے تو یہ خیال کرے کہ میرا آخری سفر ہے اور میں نے دوبارہ نہیں آنا۔ جیسے انسان مرنے کے بعد واپس نہیں آتا۔ جب احرام باندھے تو یہ تصور کرے کہ جس طرح کفن باندھ لیا ہے۔ بچوں سے وصیت کر کے جائے تمام معاملات پورے کر کے جائے۔ اگر کسی کا اُدھار دینا ہے تو ادا کر کے جائے۔ جب سواری پہ بیٹھے تو یوں خیال کرے کہ میرا جنازہ جارہا ہے۔ دوستوں عزیزوں کو اور بہنوں اور بیٹوں کو الوداع کہہ کے پھر سیدھا مسجد میں جائے اور دو نفل تحیۃ السفر کے ادا کرے اور رورو کے دعا مانگے۔ یا اللہ میں اس قابل نہیں کہ تیرے دربار آسکوں اور اے اللہ مجھے اس قابل بنا دے کہ میں حاضری دے سکوں اے میرے اللہ میرا جانا مبارک کر۔ میرا حاضر ہونا مبارک کر۔ یا اللہ محبت اور ایمان کے ساتھ لے جائیو۔ اے اللہ اپنی اس عاجز بندی کے گناہوں کو معاف فرمادے اپنی رحمت کی نظر کر۔ جب حاجی مکہ معظمہ میں جائے تو خیال کرے کہ

اپنے پروردگار میں حاضر ہونے کا وقت آنے والا ہے۔ دل کو بڑے خیالات سے پاک کرے اور نیچے نگاہ کر کے عاجزی کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف چلے۔

جب خانہ کعبہ میں مسجد الحرام میں داخل ہو تو آشکبار ہو جائے اور پھر آہستہ آہستہ خانہ کعبہ کی طرف نظر اٹھائے اور خانہ کعبہ پر پہلی نظر ڈالتے ہی دعائیں مصروف ہو جائے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بندہ خانہ کعبہ پر پہلی نظر ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ پھر یہ پڑھنا شروع کرے۔

اَللّٰهُمَّ لَبِّكَ ، لَبِّكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبِّكَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ

جب طواف شروع کرے اور خیال کرے کہ اپنے پیارے رب العالمین کے دروازے کے چکر لگا رہا ہوں۔ حجر اسود کا بوسہ لے کر طواف شروع کرے۔ ایک چکر لگا کر حجر اسود کے سامنے آ کر پھر دعا مانگے۔ اس طرح سات چکر لگائیں اور آخر میں مقام ابراہیم پر دو نفل پڑھے پھر آب زم زم پیٹ بھر کر پیئے۔

یہ وہی پانی ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اڑیوں سے نکلا تھا۔ اس پانی میں شفا ہے۔ پانی پی کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے کہ اے باری تعالیٰ جب قیامت کے روز تمام مخلوق پیاس سے نڈھال ہوگی۔ اے میرے اللہ اُس روز مجھے حضور ﷺ کے حوض کوثر سے ایسے ہی بھرا ہوا جام نصیب ہو جائے اے اللہ اپنے کرم سے اُس دن میری پیاس بجھا دینا۔ اے اللہ میں حاضر ہوں۔ میری حاضری کی دلی آرزو پوری فرمادے۔ جب **ع ۱** اور **تجب ب مسکن** سستی کرو تو یہ خیال دل میں

لاؤ کہ یہاں حضرت بی بی حاجرہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کیلئے دوڑیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا پسند آگئی اور اسے لوگوں پر واجب کر دیا۔

ذرا خیال کریں کہ حضرت حاجرہ **ع** اور **ز** جب مسکے درمیان اکیلی بیٹھی تھی اور پانی ختم ہو چکا تھا۔ بیٹا پیاس سے رو رہا تھا۔ ماں ممتا کی ماری پانی کی تلاش میں صفا پہاڑی پر دوڑ کر گئی۔ پھر واپسی پر **ز** **ع** کی پر دوڑ کر چڑھی۔ پھر دوڑی ہوئی بچے کے پاس آئی کہ کوئی درندہ میرے پیارے بیٹے کو کھانہ جائے۔ ایسے ہی سات چکر لگائے۔ آخر تھک گئی۔ **آب زہم** کا چشمہ جاری ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی اس بندی کی یہ ادا پسند آئی اور فرمایا اے میرے بندو میری بندی حاجرہ کی طرح کر کے دکھا دو۔ میں تمہارے گناہ معاف کر دوں گا۔ وہاں سات چکر لگانے کے بعد دعا کریں کہ اے اللہ ہمیں بھی مائی حاجرہ بی بی کے دین سے محبت عطا فرما۔ **لائعز**

نویں ذوالحجہ کو میدان عرفات میں خطبہ سنا جاتا ہے یہ وہ میدان ہے۔ یہاں حضرت آدم اور حضرت حوا کی ملاقات ہوئی تھی اور اسی میدان میں حشر کا میدان بنے گا جہاں لوگ خطبہ سنتے ہیں۔ اس میدان میں حضور ﷺ نے اپنا آخری خطبہ دیا تھا۔

کہ اے میرے صحابہ تمام انسان برابر ہیں۔ کانے کو گورے پر اور گورے کو کانے پر کوئی فضیلت نہیں۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی برتری نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی انسان عظمت والا ہے۔ جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ اے لوگو

تہماری عزت ایسے ہی ہے۔ جیسے آج کے دن کی اس مہینے کی اور اس بیت اللہ کی۔
غلاموں کا خیال کرو ان کی عزت کرو قرآن پاک اور میری سنت کو پکڑ لو۔ تم کبھی گمراہ
نہیں ہو گے۔

میری بہنو!

اس میدان میں جو بھی اُس دن آجائے گا اُس کا حج قبول ہو جاتا ہے۔
میدان عرفات سے خداوند کریم کے حضور رورو کے دعائیں کی جاتی ہیں۔ اپنے
گناہوں سے معافی طلب کی جاتی ہے۔ اور میدان محشر کی سختی کا خیال لا کر رحمت
طلب کی جاتی ہے۔ پھر مزدلفہ میں رات بسر کی جاتی ہے۔ دُعا نیک مانگی جاتی
ہیں۔ صبح کو پھر تین شیطانوں کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ یہ تصور کر کے کہ میں
شیطان کو اپنا دشمن خیال کرتی ہوں

پھر منیٰ کے مقام پر قربانیاں کی جاتی ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ ارادہ کیا جاتا ہے کہ آج
میں نے اپنی تمام آرزوں کو قربان کر دیا۔ آج کے بعد میرا ہر کام اللہ کی رضا اور
رسول اللہ کی پیروی کے مطابق ہوگا۔

میری بہنو!

حج کا مطلب ہی قربان ہو جانا ہے یہاں خدا کا حکم آجائے وہاں گردن
جھکا دینا ہی ایمان ہے۔ اپنی خواہشات کو قربان کر دینا ہی انتہائی قربانی ہے
خداوند کریم ہمیں اپنے نام اور پیغام پر قربان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ لا اِلهَ اِلاَّ

حج ادا کرنے کے بعد حضور آقائے نامدار حبیب کردگار سرکارِ دو عالم رحمت
 جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری بھی ضروری ہے۔ سرکارِ مدینہ نے ارشاد فرمایا۔
 مَنْ حَجَّ فَرَازَ قَبْرِي بَعْدَ وَفَاتِي كَانَ كَمَنْ زَارَنِي فِي حَيَاتِي۔
 ترجمہ: جس نے حج کیا۔ میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ گویا اُس
 نے زندگی میں میری زیارت کی۔

کھجنا مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اللّٰهِ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی زیارت کے بغیر حج کھل ہی نہیں ہوتا۔

ہر لحظہ ہے رحمت کی برسات مدینے میں
 فیضانِ محمد ہے دن رات مدینے میں
 پلکوں پہ سجائیں گے ہم خاکِ مدینے کی
 لے جائیں اگر ہم کو حالاتِ مدینے میں
 کچھ ہار درودوں کے ہیں زادِ سفر میرا
 لے جاؤں گی اشکوں کی سوغاتِ مدینے میں
 عرشِ بھی سوالی ہیں فرشی بھی سوالی ہیں
 ملتی ہے شفاعت کی خیراتِ مدینے میں
 دربار سے کوئی بھی ناکام نہیں پھرتا
 سنتے ہیں وہ سائل کی ہر باتِ مدینے میں
 ہے جلوہ نما ہر سو وہ ذاتِ مدینے میں

اب حاجی مدینے کی طرف چل پڑے ہیں لیوں پہ درود و سلام جاری ہو جاتا ہے۔ آنکھوں میں آنسو ہوتے ہیں۔ آج اُس حبیب کے در پہ حاضری ہوگی۔ جس کے قدموں کا صدقہ کائنات بنائی گئی ہے۔ اگر یہ رسول خدا حضرت محمد ﷺ کی ذات نہ ہوتی تو خداوند کریم ساری کائنات نہ بناتا۔ آج نبیوں کے امام کی بارگاہ میں حاضری ہونے والی ہے۔ آج شافع محشر کے قدموں میں جانے کی گھڑی قریب آ رہی ہے۔ آج مدینے کے تاجدار کے حضور نیاز مندی کا شرف حاصل ہو گا۔ حاجی نہایت ادب و احترام سے گردنیں جھکا کر یہ کہتے ہوئے رواں دواں ہیں

یا	نبی	سلام	علیک
یا	رسول	سلام	علیک
یا	حبیب	سلام	علیک
صلوة	اللہ		علیک

اب یوں یوں مدینہ طیبہ قریب آ رہا ہے۔ دلوں کی دھڑکن تیز ہو رہی ہے۔ پیاس بڑھ رہی ہے۔ شوق اور ذوق محبت میں اور محبت، عشق میں ڈھل رہی ہے۔ یہ در حبیب خدا ہے۔

ذرا ہوش کے ساتھ حاضر ہونا اور جب مدینہ منورہ حاضری کا شرف حاصل ہوتا ہے اور مدینہ منورہ نظر آتا ہے تو کہنے والے پکار اٹھتے ہیں۔

دیکھ لو رَج رَج کے اکتھوئی مدینہ آ گیا
رحمتاں تے برکتاں دا ہے خزینہ آ گیا

ڈگدا ڈھیندا اٹھدا اہندا اچھدا اچھدا اچھدا ارات دن
اپنے آقا دے دوارے تے کمینہ آ گیا
پیارا پیارا سبز گنبد دیکھ کے دل بولیا
اے رحمت دی انگوٹھی دا گلینہ آ گیا
آؤ دوڑو بھر لو سب اپنی اپنی جھولیاں
فیض دینے رحمتوں کا ہے خزانہ آ گیا

میری بہنو!

یہ وہ سرزمین پاک ہے جس پر حضور کے رحمتوں والے قدم مبارک لگے
ہیں عاشقِ مدینہ تو اس سرزمین پر سر کے بل چل کر آتے ہیں۔ جہاں کی مٹی خاک
شفا ہے آنکھوں میں سرمہ لگاتے ہیں۔ اُس شہر پاک میں اونچا نہیں بولتے۔ اتنا
ادب و احترام ہے۔ اپنے محبوب کے شہر کا۔ اب عاشقوں کا گروہ مدینے کی گلیوں
میں سے گزر رہا ہے۔ نگاہوں میں نقش و نگارِ مدینہ آتے جاتے ہیں۔ خیال کی پرواز
ٹوٹ رہی ہے۔ حبیب کی یاد سے رشتہ جوڑتی ہے۔ لیوں پہ اسی کے ترانے ہیں۔
مسجد نبوی کا درِ رحمت نظر آتا ہے۔ شوق بے تاب ہو جاتا ہے۔ محبت سے دل سینے
سے اچھل اچھل پڑتے ہیں۔ قدم تیز ہو جاتے ہیں۔ درِ رسول اکرم کی ٹھنڈی
ٹھنڈی اور مہکی مہکی ہوا دلوں میں اتر رہی ہے۔ بلکہ روجوں میں ساری ہے۔

مسجد نبوی جس میں سرکارِ مدینہ نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ جس کی بنیاد خود
نبیوں کے سلطان نے اپنے دستِ رحمت سے رکھی، خود پتھر اٹھائے۔ گارا بنایا۔

جس کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جس نے اس مسجد میں ایک نماز پڑھی اُسے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ دل دیکھ دیکھ رہتا ہی نہیں اور مسجد کے مینار جس کے بارے میں عاشق رسول یوں کہتے ہیں۔

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے
جس وقت محمد ﷺ کا دربار نظر آئے

اور پھر حاجی مسجد نبوی میں نگاہیں جھکا کر باادب ہو کر نماز ادا کرتا ہے
اور شوق زیارت سے آگے بڑھ کر نورانی پیاری اور سنہری رحمت والی جالیوں کو سینے
سے لگا لیتا ہے تو اُس کی کیفیت یوں بیان کرتا ہے۔

بُس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی
پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
دکھ درد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے
جب سامنے آنکھوں کے غم خوار نظر آئے
کے کی فضاؤں میں طیبہ کی ہواؤں میں
ہم نے تو جدھر دیکھا سرکار نظر آئے

ایک مقام ایسا بھی ہے جس کے بارے میں سرکارِ مدینہ حضور اکرم

ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رَّيَاضِ الْجَنَّةِ
میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کا باغ ہے

میری بہنو!

اس مقام پر جانا ایسا ہے گویا انسان جنت میں داخل ہو گیا۔ وہاں کا نظارہ نہ لکھا جاسکتا ہے اور نہ بتایا جاسکتا ہے۔ بس محسوس کیا جاسکتا ہے۔ اُس سے پوچھو جس نے اُس نظارے کو روح و دل میں بستے دیکھا ہو۔ خدا کرے وہ دن آئے کہ ہم سب روحانی و جدائی نورانی اور رحمت والے مقام کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھیں اور حضور کی شفاعت کے حقدار بن جائیں۔

ایک امیر شخص نے ایک بچہ دیکھا جو مسجد نبوی میں اور مسجد سے باہر روٹی کے کلڑے اٹھا کر کھا رہا تھا۔ اُس شخص نے کہا بیٹے میری کوئی اولاد نہیں تو میرے ساتھ پاکستان چل وہاں تمہیں اچھا لباس دوں گا۔ اچھا اور عمدہ کھانا ملے گا اچھی تعلیم ہوگی۔ رہنے کو کوشی ملے گی۔ آنے جانے کو کار ملے گی۔ سونے کو نرم بستر ہوگا۔ بیٹے میرے ساتھ چلے گا۔

میری بہنو!

مدینے کے عاشق بچے نے جو جواب دیا۔ خدا کی قسم اُس نے دل ہلا کے رکھ دیا بلکہ روح کو تڑپا دیا۔ اُس بچے نے کہا ارے سیٹھ۔ پاکستان میں کار ملے گی۔ کھانا ملے گا۔ کوشی ملے گی۔ تعلیم ہوگی۔ آرام دہ بستر ملے گا۔ اچھا لباس ہوگا۔ سب

کچھ ملے گا۔ مگر یہ بتائیے یہ گنبد خضرا ملے گا۔ سیٹھ کی آنکھیں اٹکبار ہو گئیں۔ اس نے کہا بیٹے۔ یہ تو نہیں ہے۔

☆ بچے نے کہا آپ کو پاکستان مبارک۔ ☆

☆ مجھے مدینہ اور مدینے کے کٹڑے مبارک۔ ☆

حضرت عبدالحق دہلوی حضور ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

أَنَا ضَيْفُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا مہمان ہوں۔

یہ کہہ کر مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ کہ آنکھ لگ گئی۔

دیکھا سرکارِ دو عالم۔ قاسم زمانہ ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ تشریف لے آئے۔

اور فرمایا۔ یا علی..... یہ میرا مہمان ہے۔ اسے کچھ کھانے کو دو۔

حضرت علی نے ایک روٹی عطا فرمائی۔ اور حضور ﷺ آگے تشریف لے گئے۔

عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے آدمی روٹی کھالی۔ جب بیدار ہوا۔ تو

آدمی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔ وہ روٹی میں دہلی لے آیا۔ اگر کوئی بیمار ہوتا تو پانی

میں گھول کے پلا دیتا تھا تو خفا ہو جاتی تھی۔

تیرے گلڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

حضرت مہر علی گولڑہ شریف والے حج ادا کرنے کے بعد درحیبِ خدا۔

نائق مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہوئے۔ مسجد نبوی میں کھڑے تھے کہ خیال آیا

سفر کی تھکاوٹ ہے۔ عشاء کی نماز کی پہلی چار سنتیں چھوڑ دیتا ہوں۔ اور فرض ادا کر لیتا ہوں۔ یہ سوچ کر ابھی نیت باندھنے لگے تھے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ ہر وضے کی طرف سے تشریف لائے۔ فرمایا جب پیر ہی میری سنتیں چھوڑ دیں گے۔ تو مریدوں کا کیا حال ہوگا۔ یہ سن کر مہر علی شاہ صاحب جھک گئے۔ اور حضور ﷺ کے پاؤں کو بوسہ دے دیا۔ ہوش آئی تو پوری نماز ادا کی۔ اور شکر ادا کیا۔ کہ آج مجھے کملی والے ﷺ کی زیارت ہوگئی۔ یہ ہے مدینہ منورہ..... مدینے والے کا۔ یہاں عاشقوں کو سب کچھ ملتا ہے۔

رحمتِ دی تصورِ **مدینہ**

عاشقِ دی جاگیرِ **مدینہ**

جسِ دی مثلِ مثال نہ کوئی

اپنی آپِ نظیرِ **مدینہ**

نہ مال و اولاد دا صدقہ نہ کاروبار دا صدقہ
اسیں تے کھانے ہاں یا رو خدا دے یا ردا صدقہ

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿21﴾

ایصال ثواب

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ۝ أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۝ (پ)

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمَ وَبَلَّغَنَا رَسُولُهُ النَّبِيَّ الْكَرِيمَ ﷺ

میری بہنو!

سب مل کر درود و سلام پڑھیں۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ جس نے زبانوں کو قوت گویائی عطا

فرمائی۔ کانوں کو قوتِ سماعت دی۔ آنکھوں کو بصارت کا نور دیا۔ دلوں کو بصیرت کی

روشنی عنایت فرمائی۔ دماغ کو کمپیوٹر بنایا۔ پھر اُسے یادوں سے سجایا۔ انسان کو عقل دے

کر اور شرف بارگاہِ بخش کر اشرف المخلوق بنایا۔ علم دے کر فرشتوں سے اعلیٰ کر دیا۔ وہی

اللہ ساری کائنات کا مالک و خالق ہے۔ اسی کے حضور ہمارے جینیں جھکتی ہیں۔

میری بہنو!

درد و سلام کے گجرے سرور کائنات۔ رحمت جہاں۔ شافع محشر۔ نور مجسم۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ مقدسہ میں پیش کرتی ہوں۔ کہ جس بارگاہ میں جبرئیل بھی بلا اجازت نہیں آتے۔ جس بارگاہ میں آنے والا بد نصیب نہیں رہتا۔ جس بارگاہ سے ہر ایک کو بھیک کے ساتھ دعا بھی ملتی ہے۔

منگتا تو رہا منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو میری سرکار سے کلڑا نہ ملا ہو

وہ بارگاہ..... جس میں

ابوبکر..... صدیق بنتے ہیں۔

عمر..... فاروق بنتے ہیں۔

عثمان..... غنی بنتے ہیں۔

علی..... اسد اللہ بنتے ہیں۔

حبشی بلال..... رشکِ قر بنتے ہیں۔

گمراہ..... ہادی بنتے ہیں۔

اور ادنیٰ..... اعلیٰ بنتے ہیں۔

سوئے دے ڈر دے ڈرے بدر و ہلال بن گئے
 قداماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لعل بن گئے
 جہاں تے پیاں نظراں میرے حبیب دیاں
 مدنی لُج پال دیاں جگ دے طیب دیاں
 حضرت اویس بن گئے حضرت بلال بن گئے
 قداماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لعل بن گئے
 لباں تے مہراں لکیاں بولن دی جاچ بھل گئی
 اُتھے زبان تائیاں کھو لن دی جاچ بھل گئی
 جا کے مدینے اُتھرو میرے سوال بن گئے
 قداماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لعل بن گئے
 جدائی مدینے والی دل نوں جلائی جاوے
 جھلی نہ میرے کولوں لمبی جدائی جاوے
 جدائیاں اندر گھڑیاں دے سال بن گئے
 قداماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لعل بن گئے

میری بہنوا

اُس بارگاہ رسالت مآب میں اگر ہماری بھی حاضری ہو جائے تو
 ہمارا نصیب بھی چمک اُٹھے۔ میں نے قرآن پاک سے ایک آیت کریمہ تلاوت کی

ارشادِ ربّانی ہے۔

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو

میرق بسنوا

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اور تاکید کی جارہی ہے۔ اب دیکھنا یہ کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ ہر اچھے کام کے لیے خرچ کرنا گویا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ پیارے رسول ﷺ کے پاس اتنا مال آتا تھا کہ آپ سارے کا سارا تقسیم فرمادیتے تھے۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی کا سارا صحن مال و دولت سے بھر گیا آپ ﷺ نے فرمایا اے بلالؓ مدینے میں اعلان کر دو کہ اپنا اپنا حصہ لے جائیں اُس وقت تک آپ ﷺ گھر میں تشریف نہ لے گئے۔ جب تک سارا مال تقسیم نہ ہو گیا۔ کیونکہ آپ ﷺ کا دل سخاوت کو پسند کرنے والا تھا۔ آپ ﷺ کا دستِ اقدس تقسیم فرمانے والا تھا۔ اگر کوئی آپ ﷺ سے مانگتا تھا تو آپ ﷺ اُس کی جھولی بھر دیتے تھے۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

آپ ﷺ کا ہی ارشادِ گرامی ہے کہ غنی اللہ کے قریب ہے۔ مومنوں کے

قریب ہے اور جنت کے قریب ہے۔

دوسرا ارشاد فرمایا۔ کہ کجوس اللہ سے دُور ہے۔ مومنوں سے دُور ہے اور جنت سے دُور ہے۔

تیسرے مقام پر ارشاد فرمایا

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَخِيْلٌ

کنجوس جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

قرآن کا ارشاد ہے کہ جب جنتی جنت کو جا رہے ہوں گے اور دوزخی، دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے۔ تو جنتی دوزخیوں سے سوال کریں گے کہ کوئی چیز تمہیں جہنم میں لے گئی

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِيْنَ ۝

وَلَمْ نَكُ نَطْعُمُ الْمَسْكِيْنَ ۝

کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

میرق بہنو!

ثابت ہوا کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا اور نماز نہ پڑھنا انسان کو دوزخ میں لے جائے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے بیس (۲۰)

سال تک گناہ کئے۔ پھر اُس نے توبہ کا سوچا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری توبہ قبول نہیں وہ روتا پھرتا تھا۔ ایک دن ایک فقیر نے صدا لگائی۔ میں بھوکا ہوں۔ اللہ کے نام پر کوئی مجھے کھانا کھلا دے۔

اُس بندے نے اُس فقیر کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ لے گیا۔ اُسے پیٹ

بھر کے کھانا کھلایا۔ وہ فقیر اُسے دُعا میں دیتا ہوا چلا گیا۔ اُس وقت کے نبی کو وحی آئی

کہ میرے بندے سے کہہ دو کہ اُس نے میرے ایک بھوکے بندے کا پیٹ بھرا ہے اس لیے میں نے اُس کے سارے گناہ معاف کر دیئے۔ اور اُس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔

میرے بہنو!

اللہ کی خاطر کھانا کھلانے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

پیارے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ عورت رہتی تھی جس کا دامن گناہوں سے بھر چکا تھا۔

ہر کوئی اُس عورت سے نفرت کرتا تھا۔ ایک روز گرمیوں کے موسم میں وہ سفر کر رہی تھی کہ اُسے پیاس لگی۔ اُس نے ایک کنواں دیکھا وہ اُس کنوئیں کے قریب گئی اور ڈول سے پانی نکالا اور پینے لگی۔ اتنے میں ایک سٹا وہاں ہانپتا ہوا آ گیا اور قریب ہی کھڑا ہو گیا۔ اُس عورت کے دل میں آئی کہ یہ ضرور پیاسا ہے اسے پانی کی طلب ہے اُس عورت نے اُسے پانی پلانا شروع کر دیا۔ گئے نے پانی پیا اور سیر ہو کر چلا گیا۔

میری بہنو!

اُس وقت کے نبی کو وحی آئی کہ اے میرے پیغمبر اُس عورت سے جا کر کہہ دو کہ اُس نے میری خاطر میری مخلوق میں سے گئے کو پانی پلایا ہے۔ اس لیے میں نے اُس کے پہلے تمام گناہوں کو معاف کر دیا۔ وہ عورت یہ سُن کر بہت روئی

اور پھر نیک عورت بن گئی۔ اور اللہ کی راہ میں بہت سائنال خرچ کیا کرتی تھی۔

میری بہنو!

سوچنے کا مقام ہے کہ اگر کُتے کو پانی پلانے سے سارے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ تو ایک انسان کو، ایک مسلمان کو، اپنے ماں باپ کو کھانا کھلانے سے اور پانی پلانے سے کتنا اجر ملے گا۔ اور کس قدر اللہ کی رضا حاصل ہوگی۔

میری بہنو!

حضرت داؤد علیہ السلام کا دربار لگا ہوا تھا کہ وہاں حضرت عزرائیل علیہ السلام آگئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا۔ کیسے آنا ہوا؟

انہوں نے فرمایا۔ آپ کی مجلس میں ایک نوجوان بیٹھا ہے۔ میں اُس کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔ صرف اُس کی زندگی چند گھنٹوں کی ہے۔ اب یہ نوجوان گھر جائے گا تو میں اس کی روح قبض کر لوں گا۔

وہ نوجوان گھر گیا۔ اُس کی والدہ نے کہا میرے بیٹے مجھے پانی پلا دو۔ اُس نوجوان نے اپنی ماں کو پانی کا پیالہ بھر کر پیش کیا۔ اُس کی ماں نے پانی پی کر یہ کہا۔

اے میرے اللہ! میرے بیٹے کی عمر دراز فرما۔ اس نے مجھے پانی پلایا ہے۔ ماں کی دُعا قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو واپس بلا لیا اور فرمایا۔ میں نے اپنی بندی کی دُعا کو قبول کر لیا ہے اور اس نوجوان کی عمر تیس (30) برس اور کر دی ہے۔

میری بہنوا!

ماں کو پانی پلانے والے کی عمر دراز ہوگئی۔ آپ بھی اپنے ماں باپ کی دُعا نسیں لیا کرو۔ کیونکہ اُن کی دُعا چالیس ولیوں کی دُعا سے بھی اعلیٰ ہے۔ وہ میری بہنیں کتنی خوش نصیب ہیں کہ جن کے سروں پر ماں باپ کا سایہ ہے۔

ہمیں اُس سائے کی قدر کرنی چاہیے۔ ماں باپ کی خدمت عین عبادت ہے۔ اس سے خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ ماں وہ عظیم ہستی ہے۔ جس کے بارے میں پیارے رسول ﷺ نے فرمایا۔

الْجَنَّةُ تَحْتَ اِقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ

کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

ادب کریا کرو بل کے اے ماواں جنتی چھاواں
اُونہاں نوں روناں عمراں دا جہاں دیاں مرکیاں ماواں

میری بہنوا!

شہر بغداد میں ایک شخص بہت کنجوس تھا مگر اُس کی بیوی بہت سخی تھی۔ وہ ہر آئے گئے کو کھانا کھلاتی اور پانی پلاتی تھی۔ ایک روز اُس کنجوس شخص نے کہا۔

اے میری بیوی غور سے سُن۔ آج کے بعد تو نے اگر کسی فقیر کو یا یتیم کو یا مسکین کو کھانا کھلایا۔ تو میں تجھے تُوڑ میں بند کر دوں گا۔ جس سے تو نجل کر مر جائے گی اور تیرا جسم جل کر کوئلہ بن جائے گا۔

اب وہ عورت اپنے خاوند سے بچ کر فقیروں کو کھانا کھلانے لگی۔ دن گزرتے گئے۔ ایک دن وہ ایک فقیر کو کھانا کھلا رہی تھی۔ کہ اُس کا خاوند آ گیا۔ اُس نے کہا۔ اے عورت تُو باز نہیں آئی۔ تُو نے میری نافرمانی کی ہے۔ اب تنور میں جلنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

اُس نیک عورت نے کہا۔ تو کیا مجھے تنور میں ڈالے گا۔ میں خود چھلانگ لگا دیتی ہوں۔ اب اُس نیک عورت نے غسل کیا۔ نیا لباس پہنا۔ اور سارا زیور پہن لیا۔ خاوند نے کہا۔ یہ زیور تو اُتار دے۔ اُس عورت نے کہا۔ جب میں نے خدا کے حضور جانا ہی ہے تو کیوں نہ بن سنور کے جاؤں۔ میں زیور نہیں اُتاروں گی۔ یہ کہہ کر اُس نیک اور نچی عورت نے تنور میں چھلانگ لگا دی۔ اُس ظالم شخص نے تنور کے اوپر گھڑا رکھ دیا۔ اور سوچنے لگا۔ اب کچھ دیر کے بعد جل کر راکھ ہو جائے گی۔ چند کھٹے گزرنے کے بعد جو گھڑا اٹھایا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ آگ گلزار بن گئی ہے۔ اور وہ نچی عورت بالکل محفوظ ہے۔ غیب سے آواز آئی۔

جلائے آگ نہ اُن کو خدا کے جو پیارے ہیں
ہمیں جو یاد رکھتے ہیں وہی بندے ہمارے ہیں
یہ دیکھ کر وہ شخص بہت شرمندہ ہوا۔ اور سچی توبہ کر کے اللہ کا پیارا نچی بندہ بن گیا۔ اور اُس نے کنجوسی چھوڑ دی۔ وہ اپنے گھر میں ہر روز ایک دو مہمانوں کو لاتا تھا اور انہیں کھانا کھلاتا تھا۔ محلے میں اُس کا نام ہی سخی بابا پڑ گیا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم کنجوسی کی بجائے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی عادت ڈالیں۔

میری بہنو!

اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا۔

الصَّدَقَةُ رِذَالُ الْبَلَاءِ

صدقہ بلا کو نالتا ہے۔

جو زندہ ہیں۔ اُن کی بلا بھی نالتا ہے اور جو فوت ہو جائیں اُن کی بلا بھی نالتا ہے۔
صدقے سے مرنے والوں کی قبریں روشن ہو جاتی ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے حضور ﷺ سے
سوال کیا کہ مردوں کو صدقات کا فائدہ ہوتا ہے یا نہیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے
فرمایا۔ بیشک یہ چیزیں اُن کو فائدہ دیتی ہیں۔ بلکہ وہ اُن سے خوش ہوتے ہیں۔
جیسے کہ تم ایک دوسرے کے تحفہ دینے سے خوش ہوتے ہو۔ (ص ۱۱۷)

سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے
عرض کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے۔ اگر میں صدقہ کروں تو اُسے کوئی فائدہ پہنچے گا
حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں پہنچے گا۔ اُس شخص نے کہا کہ میرا ایک باغ ہے۔
میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے وہ باغ اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کر
دیا۔ (ص ۱۱۷)

میری بہنو!

ثابت ہوا کہ اگر مردے کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو اُسے قبر میں بھی
فائدہ پہنچتا ہے۔ حضور ﷺ کے ایک صحابی حضرت سعد نے عرض کیا۔ یا رسول

اللہ ﷺ میری ماں فوت ہو گئی ہے۔ میں اُس کے لیے کچھ کر سکتا ہوں۔ سرکار نے فرمایا۔ اُس کیلئے صدقہ دو۔ حضرت سعدؓ نے عرض کیا۔ سب سے اچھا صدقہ کونسا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ سب سے افضل صدقہ پانی ہے۔ حضرت سعدؓ نے مدینہ منورہ میں اپنی ماں کے نام کا ایک کنواں کھدوایا اور کہا

هٰذِهِ لِمَا سَعَدَ..... کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے کسی بندے کا درجہ بلند کرتا ہے۔ تو وہ پوچھتا ہے کہ یا اللہ تو نے میرا درجہ کیوں بلند کیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ آج تیرے بیٹے نے تیرے لیے مغفرت کی دُعا ہے۔ اس لیے درجہ بلند ہوا۔ (سکوت)

میری بہنو!

دعا بھی صدقہ ہے۔ اور پانی بھی صدقہ ہے۔ اور پھل وغیرہ بھی صدقہ ہیں۔ ان سب کا ایصال ثواب مرنے والے کو سکون دیتا ہے۔ اُس کی بخشش ہوتی ہے۔ اسی لیے جب ہم ختم شریف کی مجلس منعقد کرتے ہیں۔ تو اُس میں قرآن شریف بھی پڑھا جاتا ہے۔ درود شریف بھی پڑھا جاتا ہے۔ ماں باپ کیلئے دعا بھی کی جاتی ہے۔ اور عام لوگوں کو کھانا بھی کھلایا جاتا ہے۔ ان تمام اچھی باتوں کا ایصال ثواب مرنے والی کی روح کو بخشا جاتا ہے۔ جس سے اُس کی قبر روشن ہو جاتی ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حسن بصریؒ نے اپنی ایک مریدنی کو خواب میں دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے آپ نے پوچھا کہ بیٹی تیرا یہ حال کیوں ہوا۔ اُس نے کہا یہ سب میرے گناہوں کی شامت ہے۔ ایک ہفتے کے بعد حضرت حسن بصریؒ نے اُس مریدنی کو پھر خواب میں دیکھا تو وہ ایک تخت پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اور بڑی خوش تھی۔ آپ نے پوچھا بیٹی یہ مقام کیسے ملا۔ اُس نے عرض کیا۔ ہمارے قبرستان کے قریب سے ایک شخص گزرا۔ اُس نے ایک مرتبہ درود شریف پڑھ کر تمام قبرستان والوں کو ایصالِ ثواب کر دیا۔ ہم کل پانچ سو کے قریب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے درود شریف کی برکت سے سب کو بخش دیا۔

میری بسنو!

قرآن پڑھ کر بخشو، درود شریف پڑھ کر بخشو، اللہ کا ذکر کر کے بخشو، مرنے والوں کے نام کا صدقہ دو۔ اور اُن کے لیے دعا مانگو۔ فاتحہ خوانی کرو۔ ان سب نیک کاموں سے اہل قبور کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَىٰ سَائِرِ الْمُرِيدِينَ وَالْمُرِيدَاتِ

بابل دا چھوڑا

بابل دے وچھوڑے نیں ساڈا جین گنوايا

جیدیاں ای سانوں اوہنے مار مکایا
 بابل توں گیا نال تیرے کھیاں بہاراں
 جھلاں گے کیویں بجر دیاں دکھ دیاں ماراں
 جاندی واری نہ سانوں ٹساں گل گل لایا

بابل دے وچھوڑے نیں.....

چپ کر کے سارے گھر نوں ٹسیں چھوڑ کے چلے
 کی غلطیاں ہوئیاں ٹسیں منہ موڑ کے چلے
 تاں جاندیاں سانوں کوئی پیغام سنایا

بابل دے وچھوڑے نیں.....

بہناں تے بھراواں دا جھیرا حال سی ہویا
 تگ حال ادناں دا تے سارا ویڑا ای رویا
 حالات نے ساڈے تے بڑا قہر کمایا
بَابِل دے وچھوڑے نیں.....

لکھن دیا ہُن مالکا آج دیکھ لا آ کے
 سب روندے نیں ہُن یاد تیری سینے لگا کے
 یاد آئی تیری سانوں اوہنے بہت رولایا
بَابِل دے وچھوڑے نیں.....

عُربت تے تری نور دی برسات ہووے گی
 دنِ کھر دے ہُن کال تیرے بات ہووے گی
 تیرے واسطے ہے ~~.....~~ نے محفل نوں سجایا
بَابِل دے وچھوڑے نیں.....



ماں دا چھوڑا

اٹھاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنویا

چیدیاں ہی سانوں اوہنے مار مُکایا
 یاد آؤندیاں رہ رہ کے سانوں تیریاں باتاں
 او تیریاں باتاں سی سانوں سو سو سوغاتاں
 یاد آئیاں ملاقاتاں سانوں درد ستایا

اٹھاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنویا

جد شام پوے نظر میری گھر دل جاوے
 شاید میری لتاں ای مینوں نظریں آوے
 ہے تاگ گئی جیہدی اوہنے پھیرا نہیں پایا

اٹھاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنویا

ماں لفظ ہے ایسا کہ زباں شیریں ہو جاوے
 اُس گھر وچ ہے ہمیرا جتھے ماں نظر نہ آوے
 ماں روپ ہے رت دا میرے مُرشد نے بتایا

اٹھاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنوايا

ماں وِرگا سانوں ہور کے پیار نہیں کرنا
 تو ہے چہ کھلو کے کے انتظار نہیں کرنا
 ہُن کون کہو ہائے میرا لال نہیں آیا

اٹھاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنوايا

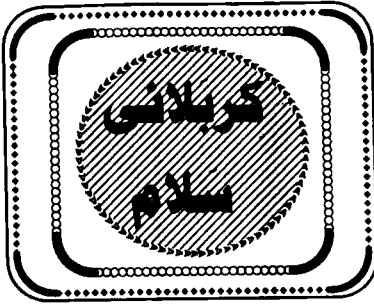
جَد یاد آوے ماں تے میرے ہنجو نہیں رُک دے
 لتاں دے وچھوڑے نیں دتے دَر د نہیں مُک دے
 ہُن چھائیاں دھپاں میرے سروں اٹھ گیا سایہ

اٹھاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنوايا

خُربت تے تیری نُور دی برسات ہووے گی
 دن حشر دے ہُن نال ترے بات ہووے گی
 ترے واسطے ہے سعید نے محفل نوں سجایا

اٹھاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنوايا





مصطفیٰ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جانِ ختمِ نبوت پہ لاکھوں سلام

مہرِ صدق و صداقت پہ بے حد درود
 فخرِ جانِ عدالت پہ بے حد درود
 شہنشاہِ ولایت پہ بے حد درود
 اہل بیتِ رسالت پہ بے حد درود

اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

جن کو کوفے کے لوگوں نے دھوکا دیا
 جن پہ کریل میں فوجوں کا گھیرا ہوا
 جن کے سینوں کو تیروں نے چھانی کیا
 جن کے کلبے سے پانی کو روکا گیا

اُن سب اہلِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

جب اٹھایا گیا اُن کے منہ سے حجاب
 روئے افلاک شرما گیا آفتاب
 قیدی بن کے چلیں کوفے کو بے نقاب
 اُم کلثوم و زینب ، سیکنہ ، زباب
 شہر بانو کی ہمت پہ لاکھوں سلام

جن کا بابا علی نانا ہے مصطفیٰ
 جن کی لٹاں ہوئی فاطمہ زہرا
 جو مدینے سے چل کے آئے کربلا
 جن کے اعداء پہ ہے لعنت کسریا

اُن کی بالاشرافت پہ لاکھوں سلام

جن کی عمروں کی لوٹی سمانی گئی
 جن کو دُشام جی بھر سنائی گئی
 جن کے سر سے بھی چادر ہٹائی گئی
 جن کے خیموں کو آتش لگائی گئی

اُن خواتینِ مہلت پہ لاکھوں سلام

جو تھا باطل کے آگے میداں میں اڑا
حق کی خاطر یزیدوں سے تنہا لڑا
جس نے کربل میں جھنڈا یقین کا گڑا
جس نے نیزے پہ چڑھ کر ہے قرآن پڑھا
اُس کی اعلیٰ شہادت پہ لاکھوں سلام

جن بہتروں (۷۲) نے جامِ شہادت پیا
خود خدا نے فرشتوں میں ناز کیا
مصطفیٰ نے انھیں جامِ کوثر دیا
جن کی لاشوں کو گھوڑوں سے روندنا گیا
اُن کی سچی محبت پہ لاکھوں سلام

جن کی یادوں میں **سید** کے آنسو بہیں
جس زمیں پہ شہیدوں کے لاشے رہیں
خون کے قطروں کو کیسے وہ ڈرتے سہیں
آج **نقوی** سے مدحت کے قدی کہیں

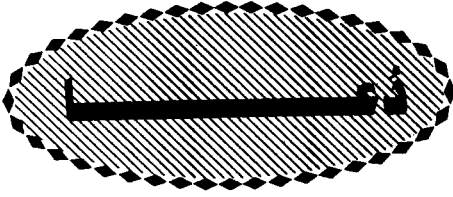
کر بلا تیری عظمت پہ لاکھوں سلام

﴿ اللہ ﴾ ﴿ اللہ ﴾ ﴿ اللہ ﴾ ﴿ اللہ ﴾ ﴿ اللہ ﴾ ﴿ اللہ ﴾ ﴿ اللہ ﴾ ﴿ اللہ ﴾ ﴿ اللہ ﴾ ﴿ اللہ ﴾

در بارِ مصطفوی ﷺ میں سَلَام کا نذرانہ

یا رسول سلام علیک	یا نبی سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک	یا حبیب سلام علیک
پچھڑوں کو مولا ملا دو	روتوں کو آقا ہنسا دو
مگدیدِ حِزْرَتِی دِکھا دو	مرنے سے پہلے خُدا را
یا رسول سلام علیک	یا نبی سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک	یا حبیب سلام علیک
عاشقو نصرتیں سناؤ	بے کسوں خوشیاں مناؤ
راہ میں آنکھیں بچھاؤ	کملی والے آ رہے ہیں
یا رسول سلام علیک	یا نبی سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک	یا حبیب سلام علیک
جن کے تھے ہر شو اجالے	آ گئے وہ نور والے
آ گئے وہ کملی والے	آدب سے سارے کھڑے ہوں
یا رسول سلام علیک	یا نبی سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک	یا حبیب سلام علیک

از طفلی غوثِ اعظم	بادشاہِ ہر دو عالم
صدقہءِ امامِ اعظم	دور ہوں سبھی کے رنج و غم
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
اک اور عرض کریں ہم	مرے مولا جب فریں ہم
کلمہ آپ کا پڑھیں ہم	بعد اس کے یہ کہیں ہم
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
منگاں میں ایبو دُعاواں	میں مدینے پہنچ جاواں
ہوں روئے دیاں چھاواں	تیریاں نعتاں سناواں
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
وہ گھڑی سعید ہوگی	آپ ﷺ کی جو دید ہوگی
دیکھ کر چہرہ نورانی	عاشقوں کی عید ہوگی
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
یا رسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام	
محمدؐ بخضریٰ کی ششدری ششدری چھاؤں کو سلام	
اسلام اے ہادیِ دینِ تینیں اسلام اے رحمت اللعالمین	
اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول	
یہ سلام عاجزانہ ہو قبول	



عمر گزری گناہاں وچ ساری
 اے اللہ مینوں معاف کر دے
 تیری ذات عَفَّاری تے ستاری
 اے اللہ مینوں معاف کر دے
 دَر پھڈ تیرا کس دَر جاواں
 کس نوں جا کے حال سناواں
 تو تے سمجھاں دی بگڑی سواری
 اے اللہ مینوں معاف کر دے
 چے میں دیکھاں عملاں ولے
 رہتا کجھ نہیں میرے پکے
 تیری رحمت گناہاں تے بھاری
 اے اللہ مینوں معاف کر دے

مشکل ہر اک وی حل کر دے
 مال مُراداں جمولیاں بھر دے
 کالے کر دے دُور بیماری
 اے اللہ مینوں معاف کر دے
 سارے نبی دا پلا مگھو لو
 اللہ اگے توبہ کر لو
 پھر گت جاوؤ پتا ساری
 اے اللہ مینوں معاف کر دے
یہ سب دُور رہنی روئدی رہندی
 ڈر وی ماری کجھ نہیں کہندی
 بس کر وی اے گریہ زاری
 اے اللہ مینوں معاف کر دے

اے اللہ

اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہماری اس محفل کو قبول فرما۔

☆ میری تمام ماؤں، بہنوں کی ولی مُراویں پوری فرما۔

☆ بیماروں کو شفاءِ کاملہ عطا فرما۔

☆ ہر پریشانی دُور فرما۔

☆ ہر مشکل حل فرما۔

حضور ﷺ کے صدقہ جلیلہ سے

بے اولادوں کو نیک اور فرمانبردار اولاد عطا فرما۔

☆ ہم سب کو مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہو۔

یا حییٰ یا قیوم

ہم سب کو اپنے گھر کا طواف اور عمرہ کرنے کی سعادت عطا فرما۔

☆ زندگی دے شان والی..... موت دے ایمان والی۔

یا الہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے

یا رسول اللہ کرم کجیو خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شاہِ مشکل کشا کے واسطے

کر بلائیں ردِ شہیدِ کربلا کے واسطے

○ رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

○ رَبَّنَا أفرغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَكَبِّتْ عَلَيْنَا أَلْمَنًا وَالصُّرْمَةَ عَلَى الْكُفْرَيْنِ ○

○ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ يَوْمَ لَأَنزُبَ فِيهِ طَائِفًا مِّنَ اللَّهِ لِيُخَلِّفَ الْبِيعَادَ ○

○ رَبَّنَا إِنَّا أَمَتًا لَّا غَيْرَ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

○ رَبَّنَا آمَنَّا لَكُمبِنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ○

○ رَبَّنَا عَلَّمَنَا الْقِسْمَةَ وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ○

○ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءَنَا ○

○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ○

○ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ○

○ وَسَلِّمْ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ○ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

○ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ ○

معاونین

ساجد احمد محمد شاہ سالک
قاری شول

مولانا محمد اسلم چشتی نظامی

حضرت پیر عابد الرحمن
محمد غلام غوث الطاہری

محبوب اللہ حضرت مولانا
محمد افضل نقشبندی

میرزا نور صاحب غلام محمد
مصطفیٰ محمد

مولانا علم الدین کوکب

مولانا عبدالرشید رضوی

مترجم رانا حاجی
غلام مصطفیٰ خاں

رانا حاجی
ناصر پرویز خان محمد

سابقہ
خلیل احمد صاحب غلام محمد

محمد رفیق احمد
محمد رفیق احمد

ملک شوکت علی غلام محمد

پیر شہزاد عالم صاحب

غلام مصطفیٰ احمد صاحب غلام محمد

مولانا محمد حسین

مولانا ممتاز احمد چشتی

Sabir Ali Salik G.M.Abad, Faisalabad.

ملف کا پتہ